ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

شیریں مقال شیوا زبان بلیغ و فصیح بیان سخنور لبیب جناب مولانا مولوی محمد رستم علیخاں ادیب

دیوان مرغوب
۱۳۱۹ھ

دیوان ادیب

سخن خوب
۱۳۱۹ھ

بحفظ جملہ حقوق تصنیف طبع بکمال حسن و خوبی حاجی محمد تیغ بہادر کے اہتمام

مطبع انوار محمدی واقع لکھنؤ میں چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد میں خالق کی وہ مطلع پڑھوں میں نور کا
جسکے جلوے سے ہو روشن رخ شب دیجور کا

وصف لکھنا اوسکے جلوے کا ہی منظور نظر
روشنائی میں ہو کاجل دود شمع طور کا

چشم بینا چاہیے روشن ہیں سب کون و مکان
جسطرف دیکھو اودھر جلوہ ہی اوسکے نور کا

وصف لکھے ہیں تجلی رخ پر نور کے
میرے خامے میں ہی عالم شاخ نخل طور کا

کیا کشاکش میں پڑا کہکر انا الحق ای ادیب
دشمن جان ہو گیا لفظ انا منصور کا

نہ ڈر عصیان سے ہیں کھٹکا نہیں نار جہنم کا
کہ آخر نام ہی غفار بھی خلاق عالم کا

تماشا گاہ عالم گھر بنا ہی عشرت و غم کا
کہیں شہنہ ہی شادی کا کہیں ہی شور ماتم کا

نہ ہے وہ سر کہ سودا جسمیں ہو گیسوے پرخم کا
خوشا وہ خانۂ دل جو کہ مسکن ہو ترے غم کا

مگر گریان ہی گل کی خندۂ حسن دروزہ پر
نہیں ہو جو باغ دہر میں رونا ہی شبنم کا

ہماری سخت جانی سے چلی مقتل میں تیر ایسی
کہ دم چڑھنے لگا قاتل کی شمشیر قصادم کا

ہم آب شرم عصیان سے بجھا کر خاک کر دینگے
اگر تر دامنی سے خوف کیا نار جہنم کا

تو اگر جلوہ فرما آپ ہوگا خانۂ تن میں
ستارہ خفتہ بختوں کا جواہی خورشید رو چمکا

فلک پر مہر تابان کھینچتا ہی جذبۂ دل سے
بڑھایا خاکساری کی بدولت رتبہ شبنم کا

ہمین انگارون کا اک ڈھیر ہر اک خرمن گل ہی
نہو دل خوش تو باب گلستان ہی در جہنم کا

دہان گور سے ہر وقت یہ آواز آتی ہی
یہی گوشہ ہی آخر کار مسکن سارے عالم کا

لبون پر دم ہی شوق دید مین پتھرا گئین آنکھین
ترا بیمار ہی مہمان اے عیسی کوئی دم کا

دم رقص اے پری کیون نیم بسمل اہل محفل ہین
اثر ہر تال مین معلوم ہوتا ہی ہمین سم کا

ابھی زاد سفر کی غافلو تدبیر لازم ہی
نہ کچھ بن آئیگا پیک قضا جس وقت آدھمکا

حباب آسا فلک معلوم ہونگے بحر عالم مین
اوٹھیگا جس گھڑی طوفان اپنی چشم پرنم کا

پیا اک گھونٹ جسنے پھر نمانگا حشر تک پانی
اثر اے قاتل عالم ہی آب تیغ مین سم کا

ہزارون عاشقون کے دلکو لٹکا لیتی ہی لٹ مین
یہ اک لٹکا ہی ادنی سا تمہاری زلف پرخم کا

ابھی تک ہفت قلزم موجزن ہین سارے عالم مین
گرا تھا قطرۂ اشک ایک میری چشم پرنم کا

عدو کے بھی ٹپک پڑتے ہین آنسو دیکھکر صورت
بنایا ہی فراق یار نے پتلا مجھے غم کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار اوسکا بحر ہستی سے
جو اوترا گھاٹ اے قاتل تری تیغ قضا دم کا

کلیجا منہ کو آتا ہی خیال آتا ہی جب اسدل
وہ باہم یاد کرنا بعد مرگ احباب ہمدم کا

بہانا دانۂ گندم کا کرکے خلد سے نکلے
محبت سے تری آنا ہوا دنیا مین آدم کا

وہ ہین غم دوست اسپر بھی نہ حاصل ہو ذرا سیری
اگر ملجائے ہمکو یک بیک غم سارے عالم کا

مسخر سارے عالم کو کیا ہی جھک کے ملنے نے
قد پرخم مرا حلقہ بنا ہی جم کی خاتم کا

لبون پر جان آجاتی ہی جس دم یاد آتا ہی
اکیلا چھوڑ جانا قبر مین یاران ہمدم کا

۳

ہوے بے کھٹکے ہم کیسے ادیب اپنے گناہون سے
سنا غفار ہم نے نام جب خلاق عالم کا

۳۲

تپ فرقت مین نزار ایسا ہی اپنی ناتوانی کا
کہ آمد شد نفس کی ہوتی ہی باعث گرانی کا

دم گریہ نہ پوچھو حال اشکون کی روانی کا
جدھر دیکھو ادھر عالم نظر آتا ہی پانی کا

یہ سیدھا راستہ بیشک ہی ملک جاودانی کا
عدم کا پل ہی خم قاتل کی تیغ اصفہانی کا

بگڑنے کو بنا یہ ہی نتیجہ زندگانی کا
تن خاکی بشر کا ہی گھروندا ارفانی کا

مرے ہر موے تن پر ہی شعاع مہر کا عالم
تصور جب سے ہی اک چہرۂ خورشید ثانی کا

بوڑھاپے مین تو اے پیر فلک یہ ظلم کرتا ہی
غضب ہوگا کہ جب ہوگا ترا عالم جوانی کا

نہو صحت مجھے اے ساقی ایسا سرخ بادہ ہو
جو بے تیرے پیون قطرہ شراب ارغوانی کا

مگر ہی دم بخود ساقی میکش کے تصور مین
کھلا اب حال ہم کو شیشے کی بینبہ دہانی کا

خوشامد سے بھی وہ روٹھتے ہین بر ہم کیا قیامت ہی
پڑا ہون پانون پر لیکن ہی دھڑکا سرگرانی کا

اگر اپنے دل و جان کی عوض ملجائے سستی ہی
نپوچھو حال کچھ جنس محبت کی گرانی کا

رہ جور و ستم مین گرم رو رہتا ہی روز و شب
فلک پر شک نہو کس طرح کشتی دخانی کا

کیا تیغ تبسم سے جو ہمکو قتل قاتل نے
ہی عالم کھیت پر کشتون کے کشت زعفرانی کا

ہوا بحر غزل پر ہم کو بحر آب کا دھوکا
لکھا اشعار مین جب حال اشکو کی روانی کا

قدم رنجہ کیا مجھ ذرہ بے قدر کے گھر پر
بیان کس منہ سے ہو اے مہر تیری مہربانی کا

خیال آمد پیری سے ایسی چوکڑی بھولی
ہرن نشہ ہوا عین جوانی مین جوانی کا

خضر کو جاودانی عمر سے کیا زیست کی لذت
مزہ ہم مرنے والون کو ہی اپنی زندگانی کا

نہین آتے وہ آغوش تصور مین کسی صورت
نزاکت کو ملا جسدن سے عہدہ پاسبانی کا

تصور آتشین رخسار جانان کا ہی رونے مین
عجب یہ ساتھ دیکھا آج ہم نے آگ پانی کا

لبون پر جان کا آنا ہی جانا سیکڑون منزل
تری فرقت مین ہی یہ حال اپنی ناتوانی کا

جو ہی کام آج کرنے کا نچھوڑو اوسکو تم کل پر
بھروسا کچھ نہین ای غافلو اس زندگانی کا

ہماری جان لینے کو کہین ہی زہر سے بڑھکر
لب جان بخش گو چشمہ ہی آب زندگانی کا

نہین تیتاب موسی کی جو دیکھین جلوہ رخ کو
عیان ہی مصحف عارض سے آیہ لن ترانی کا

ہوا ثابت کہ ہی مہر درخشان برج آبی مین
پڑا پانی مین جب عکس اوس رخ خورشید ثانی کا

گیا کوئی کوئی جاتا ہی کوئی جانے والا ہی
تماشا ہی یہی ہر روز اہل دار فانی کا

ہماری سخت جانی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
دم آیا ناک مین قاتل کی تیغ اصفہانی کا

جو فرماتے ہو سب سچ ہی مگر ای حضرت ناصح
نہین کچھ سوجھتا اندھے ہین نشہ ہی جوانی کا

بھلا ہو موت کا ٹھہرا ہی آنا اونکا مرقد پر
نہ وہ تا زیست آئین گے برا ہو زندگانی کا

اوٹھا کرتا ہی درد ایسا کہ دل ہی بیٹھ جاتا ہی
خیال آتا ہی ہم کو جب تری اوٹھتی جوانی کا

رہے جو زندہ جاوید مثل خضر کیا حاصل
محبت مین تری مرنا مزہ ہی زندگانی کا

پڑے ہین پانون پر اوسکے اسی مین سربلندی ہی
قدم سے سر نہین اوٹھتا بھلا ہو ناتوانی کا

محبت مین لب جان بخش کے یہ سیر چشمی ہی
کہ مر کر بھی نہین طالب ہون آب زندگانی کا

۴ ادیب اونکے دہان تنگ کی جب سے صفت لکھی ۲۳
زمانے مین ہوا شہرہ ہماری غیب دانی کا

گل فردوس بلبل ہی ترے عارض کے گلشن کا
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے روشن کا

ہماری ناتوانی کے سبب یہ بوجھ ہی تن کا
کہ منکا اپنی گردن کا ہوا ہی سیکڑون من کا

چھپایا جب رخ پرنور فرط شرم سے اوسنے
ہوا شک روے انور پر چراغ زیر دامن کا

تن خاکی کو اپنے ڈھیر مٹی کا سمجھتے ہین
رہا کرتا ہی ایسا ہمکو ہر دم دھیان مدفن کا

گلستان بنگیا ہی دل مرا داغون کی کثرت سے
کیا کرتا ہون مین گھر مین بیٹھکر نظارہ گلشن کا

ہمارے نالون کا جھنڈا گڑا ہی سارے عالم مین
زمانے مین بجا کرتا ہی ڈنکا اپنے شیون کا

خوشا قسمت کہ اک دریاے بے پایان کا قطرہ ہون
زہے طالع کہ مین ذرہ ہون اک خورشید روشن کا

کسی شی کی نہین پروا لباس اپنا ہی عریانی
یہ وہ جامہ ہی جس مین کچھ نہین ہی کام سوزن کا

اگر تیرے شہیدونکا نہین ہی سوگ اے گلرو
لباس ماتمی گلزار مین پھر کیون ہی سوسن کا

وہان بے نشان کی یاد مین دی جان ہی مینے
نشان اے دوستو ہرگز نہ رکھنا میرے مدفن کا

شعاع مہر کا عالم ہوا آنسو کے تارون پر
خیال آیا جو رونے مین کسی کے روے روشن کا

مثال نرد پھرتے ہین بساط دہر مین گھر گھر
پتا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون سے مسکن کا

اگر طغیانیِ سیلاب اشک ایسی ہی زندان مین
عجب کیا ہی جو ہر دانہ سے گلے زنجیر آہن کا

ہوا ہون جامہ زیبون کی محبت مین نحیف ایسا
کہ ناکا شہر کا میرے لیے ناکا ہی سوزن کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار اے قاتل عدم پونہچے
تری تیغ خمیدہ بن گئی پل آب آہن کا

کھڑے ہین طالب دیدار لاکھون ہین تمنا مین
ہٹی چہرہ سے زلف اونکی کھلے دروازہ گلشن کا

وہ لاغر ہون کہ اعدا بھی جگہ دیتے ہین آنکھون مین
بنا ہون خاکساری سے مین سرمہ چشم دشمن کا

ہمارے دست وحشت نے اوڑائین دھجیان ایسی
کہ ڈھونڈھے سے پتا ملتا نہین ہی جیب و دامن کا

وہ بد تقدیر ہین تشنہ رہے مقتل مین بھی جا کر
ہزار افسوس اچھو ہو گیا گھونٹ آب آہن کا

وہ قطرہ ہون کہ جسمین موجزن ہی بحر بے پایان
وہ ذرہ ہون کہ جو مشرق ہی مہر و ماہ روشن کا

نکیونکر اشک نکلین دھجیان ہین رو مخطط کے
خط عارض دھوان ہی آتش رخسار روشن کا

وہ صلح کل ہون آزردہ نہین رکھتا کسی کو مین
خیال اے دوستو یکسان ہی مجھکو دوست دشمن کا

۵

اگرچہ ہر فنون چند مین ماہر ادیب اچھا
مگر شکر خدا کرتا نہین دعوا کسی فن کا

۱۷

شہرہ یہ حسینوں مین ہوا عام کسی کا — لیتا نہیں جز اوسکے کوئی نام کسی کا
نظارہ ہوا ہی جو لب بام کسی کا — گھر غم کا بنا ہی دل ناکام کسی کا
آتا ہی نہین چین کوئی دم کسی پہلو — جاتا ہی ترے جانے سے آرام کسی کا
بھایا نہ کوئی گل ہمین گلگشت چمن مین — آیا جو خیال رخ گلفام کسی کا
شاک نوح کے طوفان کا ہوتا ہی ہر اک کو — روتا ہی اگر عاشق ناکام کسی کا
کس تبہ ہی بے رحم مرا رشک مسیحا — سنتا نہین درد دل ناکام کسی کا
دروازے کو تکتے رہے تا صبح نہ سوئے — تھا آنے کا وعدہ جو سر شام کسی کا
یارب یہی امید ہی درگاہ سے تیری — دیکھون نہ مین درد دل ناکام کسی کا
آتے ہی سرور آنکھوں مین کی سیر دو عالم — کم جام جہان بین سے نہین جام کسی کا
دم بھر نہ ہوا صفحۂ خاطر سے کبھی محو — دل پر مرے لکھا ہی مگر نام کسی کا
آجانے سے اوس کے یہ اوج ہو حاصل — باتین کرے گردون سے لب بام کسی کا
کچھ خوف نہین مجھکو تپ ہجر کا اصلا — تعویذ ہی گردن مین مری نام کسی کا
اوس کوٹھے سے چڑھنے جا سے جان آگئی تن مین — جان بخش ہی شاید کہ لب بام کسی کا
اللہ ری درازی کہ کمند اوسکو مین سمجھا — جوڑا جو کھلا آج لب بام کسی کا
وہ مست ہون ہردم یہی منظور نظر ہی — آنکھون سے لگا لون جو ملے جام کسی کا
کیا کہنے کی حاجت ہی کہ اوس آئینہ رو کو — آئینہ ہی حال دل ناکام کسی کا

۶ — ۱۶

مدت مین کشش دلکی دبی اپنے ہوئی ہی
روز آنے لگا ہی مجھے پیغام کسی کا

جو دیکھا جلوہ پُر فن کسی کا — ہوا دل وادی مین کسی کا

تہ و بالا زمین و آسمان ہون
جو دل تڑپے تہ مدفن کسی کا

دکھانا لون سے دل اونکا تو لولے
عجب پر درد ہی شیون کسی کا

جنون خیز اونکی جو زلفین نہوتین
نہوتا چاک پیراہن کسی کا

نمانونگا تجھے اے دست وحشت
اگر تابت رہا دامن کسی کا

گل و اغ جنون خندان ہین وا ہم
مگر ہی بیخزان گلشن کسی کا

دل پر داغ مین اگر وہ نلولے
عجب دلچسپ ہی گلشن کسی کا

ہوا روشن کہ نکلا ماہ تابان
جو رستے سے ہٹگیا دامن کسی کا

دم قتل اس خجالت سے ہون تا دم
لہو مین بھر گیا دامن کسی کا

لحد مین سنکے جاگ اوٹھتے ہین مردے
صدائے صور ہی شیون کسی کا

ابھی دم بھر مین دریا موجزن ہو
نچوڑا جائے جو دامن کسی کا

کہا سب نے کہ ہی فانوس مین شمع
جو دیکھا رخ تہ دامن کسی کا

ہوا نظرون سے غائب دیکھتے ہی
چھلاوا تھا مگر جوبن کسی کا

سراپا بنگیا سرو چراغان
فروزان ہی پر داغ تن کسی کا

ٹپکتے ہین فرط غم سے آنسو
اگر سنتا ہون مین شیون کسی کا

اوڑینگی دھجیان جوش جنون مین
جو پونہچا ہاتھ تا دامن کسی کا

جنون مین خانہ زنجیر ہی گھر
نہین اسکے سوا مسکن کسی کا

لباس ماتمی کیون تو نے پہنا
مگر ہی سوگ ہی سوسن کسی کا

٧
ادیب اک وہ نہین سب مرثیہ والے
کسی پر ہی عبث شیون کسی کا
٣٢

کور باطن کو نظر کیا ئے پڑے جلوا اون کا
دیکھتا ہی اونھین ہر شی مین شناسا اون کا

خانهٔ دل مین جو ہر سمت ہی جلوا اون کا
ہم کو گھر بیٹھے میسر ہی تماشا اون کا

کہتے ہین سروِ روان جو قد بالا کو ترے
بول بالا کرے اللہ تعالے اون کا

سارے عالم کے حسینون مین ہوئی یہ شہرت
گڑ گیا حسن کی اقلیم مین جھنڈا اون کا

عشق مین سیم تنون کے یہ ہوئی استغنا
مال کو مال سمجھتا نہین شیدا اون کا

ایسی حیرت ہو کہ سکتے مین ہون مثل تصویر
دیکھلین مانی و بہزاد جو نقشا اون کا

وہ بلا زلفین ہین جو دیکھے اوسے سودا ہو
تنکے چننے لگے جس پر پڑے سایا اون کا

زاہد و آئے بتون مین نظر اک شان خدا
میری آنکھون سے اگر دیکھو تماشا اون کا

موے سر غیرت سنبل کف پا غیرت گل
رشک گلہاے گلستان ہی سراپا اون کا

تیری زلفین ہین وہ دلکش جو ہو ملنے کی امید
آپ کو بیچ کے ہم مول لین سودا اون کا

سامنے منھ نہ خجالت سے کرے ساری عمر
آئنہ دیکھے اگر روے مصفا اون کا

آنکھ عشاق کی جس دن سے لگی ہی تمسے
ہو گیا خواب وہی روز سے سونا اون کا

لڑے ہر بات مین غیرونکی طرف سے ہم سے
آج وہ آئے تھے پہنے ہوئے جاما اون کا

رات دن بھیجتے ہین نامہ و قاصد عشاق
پھر نہ آئے خط جانان تو یہ لکھا اون کا

اختر خال کا ہی عشق جنھین مدنظر
آجکل خوب چمکتا ہی ستارا اون کا

قلزم عشق مین کیونکر نہ لگائین غوطے
آشنا ہم ہین یہ حسن ہی دریا اون کا

چشم دل سے جو تجھے دیکھتے ہین اے خوش چشم
مردم دیدهٔ بینا ہی سویدا اون کا

سارے عالم مین نہ کیون دھوم مچے نالونکی
بام پر عرش کے بجتا ہی جو ڈنکا اون کا

لب جان بخش کے اک دن تو دکھا اعجاز
ایک مدت سے ہی بیمار مسیحا اون کا

مالداروں کو ہی لازم کہ کھلائیں کھائیں — جب نہ کام آئے تو کس کام کا پیسا اون کا
لوگ کہنے لگے خورشید قیامت نکلا — رخ پُرنور جو پردے سے ہوا وا اون کا
کل نہ آئی کسی کروٹ یہ رہی بیتابی — دھیان سوتے میں ہمیں جب کبھی آیا اون کا
کوسے قاتل ہیں نہ غیر آئیں ہمارے ہوتے — ورنہ خون ایک کریں گے ابھی اپنا اون کا
جنکے دلمیں ہی صنم نام خدا کا لب پر — قائل اے شیخ نہوگا کبھی بندا اون کا
دیکھتے ہیں رخ روشن کو جو چشم دل سے — خال رخسار تمہارا ہی سویدا اون کا
کیون نہ بے مثل کہیں صفحہ ہستی پر ہم — دست قدرت نے بنایا ہی جو پتلا اون کا
آگے ابرو کے ہمیں سینہ سپر رہتے ہیں — غیر ہوں سامنے دیکھیں تو کلیجا اون کا
جو کہ بیمار تپ ہجر ہیں اے رشک مسیح — کون ہی تیرے سوا پوچھنے والا اون کا
تیرے دیدار کا یہ شوق ہی مشتاقوں کو — بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا اون کا
خار دیتا ہی بہت یاد جب آجاتا ہی — خندۂ گل کی روش ہمسے وہ ہنسنا اون کا
اور گلزار میں جام مئے گلگون پیکر — فرط شادی سے وہ پھولے نسمانا اون کا

۸ — ۳۳

ہم ہیں ملک ہی میں خوش اہل دول سے کیا کام
اے ادیب اون کو مبارک ہو دوشالا اون کا

خوشا وہ آنکھ جو منہ دیکھے خوش جمالوں کا — نہے وہ سر جسے سودا ہوا اون کے بالوں کا
بڑھا یہ شوق ترے غم کے کھانیوالوں کا — کہ اک نوالہ کیا سیکڑوں نوالوں کا
ہمیں ہوا ہی جو سودا کسی کے بالوں کا — مدام قید ہی جنجال ہی وبالوں کا
زیادہ قرب جو ہی مشک بیز بالوں کا — سوگند فیض سے سونا ہوا ہی بالوں کا
سنیں جو شور مرے دردناک نالوں کا — تو پاش پاش کلیجا ہو سننے والوں کا

لٹک کے دوش سے اولجھے ہین پانو سے جا کر
غضب کا طول ہی اوس بت کے سر کے بالون کا

جو پھینکے کاٹ کے اوس رشک ماہ نے ناخن
گمان صاف ہر اک کو ہوا ہلالون کا

ہوا وہ شور کہ گونج اوٹھے گنبد گردان
بجا جو خلق مین ڈنکا ہمارے نالون کا

ہرا ہوا دل پر غم جو دیکھکر خط سبز
کہا ہر ایک نے یہ تعزیہ ہی بالون کا

تمھارے گیسوے پیچان کا عشق مشکل ہی
نہین شک اسمین کھلانا ہی سہل کالون کا

جو تھا فروغ پر اختر نصیب کا کچھ کچھ
ہمین نظارہ ہوا خال خال خالون کا

فراق یار مین یہ زور ناتوانی ہی
کہ ہونٹون تک بھی ہی آنا محال نالون کا

نہ کام آئے پیوست پھسل پڑین ابھر
اگر نظارہ ہوا اوس بت کے چکنے گالون کا

جو آبرو سے ملین سب بے کسی کی منت کے
ہی اون چنون مین مزہ موتی کے نوالون کا

پھنسا ہی شوق سے اسمین بہت لٹ ہماری
فقیر چوٹی کا بھی بالکا ہی بالون کا

حباب وار رہے نیست بحر ہستی مین
مآل کار یہ تھا سر اوٹھانے والون کا

نہین ہی زیست کا حظ عمر جاودانی مین
خوشا نصیب ہی ای خضر مرنے والون کا

ہوے ہین کیون لب لعلین یار صم و بکم
مبارکی کا سبب بولنا ہی لالون کا

ہر ایک بات مین کرتے ہو لاجواب یہان
جواب حشر مین دینا مرے سوالون کا

سپر کو توڑ کے سینے کے پار صاف ہوا
تمھارے تیر مژہ مین ہی توڑ بھالون کا

وہ رشک گل جو چمن مین گیا پئے گلگشت
نہال باغ مین دل ہو گیا نہالون کا

شب وصال ہی آواز صور حشر مجھے
یہ شور و غل نہین مرغ سحر کے نالون کا

ہین اہل شوق کے یہ جمع مردم دیدہ
نہین ہجوم ہی رخ پر تمھارے خالون کا

ہو لطف تیری محبت کی راہ پہ چلنے مین
خلش جو خار کی ہو ٹوٹنا ہو چھالون کا

وہ بادہ کش ہین کہ اک دم مین خم چڑھاتے ہین | ہماری بزم مین کیا کام مے کے پیالون کا
وہ ہل گیا دل نازک کہ دوڑے آئے آپ | اثر حضور نے دیکھا ہمارے نالون کا
دن اور رات کے نالون سے ایسے ہین بیچین | کہ دم ہی ناک مین میرے محلے والون کا
وہ آئے گریہ کنان سوز دل کی تسکین کو | سُنا جو پھوٹ کے رونا ہمارے چھالون کا
تمہارے کوچے کے ہم ای بتان اہل حشم | فقیر ہو گئے بستر ہی مرگچھالون کا
وہ پھنس گیا جسے چشمان مست سے دیکھا | ہو اشک آنکھون کے ڈورون پیچ اونکے جالون کا
قدم کا نقش بنا ہی بگڑ کے نقش وجود | یہ دیکھ حال ہوا تیرے پامالون کا
جو ہم سے پوچھو تو اون آنکھونکا ہی کیا کہنا | جنہین نظارہ میسر ہو تیرے شش جہالون کا

۹ ادیب ایک سے ہی ایک شہر مین کامل
کوئی کسی سے نہ دعوا کرے کمالون کا ۱۴۳

عجز ہی ظلم سے بھی بڑھ کے ستمگارون کا | سرنگون جان سے کے لیتے کو ہین تلوارون کا
پار ہونے لگے بیڑا جو گنہگارون کا | یا خدا جائے گذر گھاٹ ہی تلوارون کا
ایک ہی دم مین کیا فیصلہ بیچارون کا | اونکے ابروے کیا کام وہ تلوارون کا
تونے پھندے دئیے تو پھانسا ہی مگر دھیان رہے | بال بیکا نہو اے زلف گرفتارون کا
دانت کھٹے کیے خنجر کے وہ جانباز ہوئین | سخت جانی سے ہی دم ناک مین تلوارون کا
اونکے نیچے سے گزر جائے تو ہو جائے جنون | پڑ چکے سائے سے ہی سایہ تری دیوارون کا
دیکھ ای ترک نہ غصے مین چڑھانا ابرو | ہم سے کھچنا نہین اچھا تری تلوارون کا
تندرستون مین کسی دن نہوا اوسکا شمار | طرز نرگس مین ہی بیٹھا ہے تری بیمارون کا
ہچکیان لگ گئین یہان ہین کوئی دم کے | [illegible] بیمارون کا

بار سر سے جو سبک دوش ہوا ابھی تو کیا
بار احسان ہی گران بار ستمگارون کا

اپنے ہاتون سے گلا کاٹ کے مین قتل ہوا
دل کا دل ہی مین رہا شوق ستمگارون کا

نہین معلوم گزرتی ہی عدم مین کیونکر
حال آکر نہ کسی نے بھی کہا یارون کا

آخرش چھوٹ کے سر قید مین مر جاتے ہین
دم جو گھٹتا ہی بہت تازہ گرفتارون کا

نہین معلوم بتا اے فلک بانی ظلم
رشتۂ عمر بڑا کیون ہی ستمگارون کا

بیکسی کے بجز اپنا نہین کوئی یا رب
تیری رحمت ہی وسیلہ ہی گنہگارون کا

پی کے مَی سیر دو عالم کی کیا کرتے ہین
جام جم سے بھی بڑا جام ہی میخوارون کا

چھوڑ کر چل دیے سب اپنے پرائے افسوس
دیکھکر حال خراب آپ کے بیمارون کا

پاؤن پہ ساقی میکش کے گرے جھوم کے ہم
کام مستی مین ہوا ایک یہ ہشیارون کا

کیا سنائی تھی مرقد مین نکیرین کی بات
شور و غل کان مین ابتک ہی عزادارون کا

چشم جانان کا تصور دل بیمار کو ہی
سینۂ صاف شفاخانہ ہی بیمارون کا

شیخ صاحب نہ قریب آؤ اسی مین ہی خیر
دور ہی سے ہی سلام آپ کو میخوارون کا

رخ گلرنگ سے اپنے جو اوٹھا دی ہی نقاب
رنگ پھیکا نظر آنے لگے گلزارون کا

شور محشر کے کھڑے کان ہون [illegible] ہون
غل جو سن لے مری زنجیر کی جھنکارون کا

چشم میگون کا تصور مرے دلمین کیون ہی
خانۂ کعبہ مین کیا کام ہی میخوارون کا

خواب غفلت نے کیا ہی ہمین ایسا مدہوش
شور و غل سنتے نہین کوچ کے نقارون کا

دل دکھانا نہین کچھ بات ہی انکے آگے
کعبہ ڈھانا تو ہی اک کھیل دل آزارون کا

آتش حسن سے اوس گل کے چمن گلخن ہی
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہی انگارون کا

بیوفائی جسے کہتے ہین وہ ادنی ہی وفا
رحم بڑھکر ہی ستم سے بھی ستمگارون کا

غم ہجران نے کیا ہی یہ ضعیف ولاغر — تار ٹوٹا نہ کبھی آنسوون کے تارون کا

چاندنی کا نہ خدایا کہین ہوجاے خلل — دل زخمی کو تصور ہی جو مہ پارون کا

تیر مژگان کی خلش ڈسے بچاۓ یارب — لطف دیتا ہی کھٹکنا ہی مجھے خارون کا

۱۰

ای ادیب اوٹھ گئے اس بزم سے جب ذن صفیر
جلسہ بے لطف اوسی روز سے ہی یارون کا

۲۲

دم لبون پر ہی تمنائی کا — آکہ ہی وقت مسیحائی کا

دیکھے عالم تری زیبائی کا — یہ نہین منہہ ہی تماشائی کا

دہن تنگ کے کیا ہون اوصاف — ناطقہ بند ہی گویائی کا

سخت اندھیر مچا رکھا ہی — منہہ ہو کالا شب تنہائی کا

زلف شبگون کا ہی سودا جب سے — شوق ہی بادیہ پیمائی کا

باتین کرتے ہین تصور سے ترے — ہم کو کیا خوف ہی تنہائی کا

قد بالا کا ہون جب سے شیدا — دل ہی گھر آفت بالائی کا

روز محشر سے کہین ہی بڑھکر — ایک اک دم شب تنہائی کا

کعبہ و دیر مین کیا ڈھونڈھین ہم — کیا ٹھکانا بت ہرجائی کا

یا الٰہی مین اوٹھاؤن کبتک — بار کوہ غم تنہائی کا

اپنی بیتابی ڈسے سہہات — اوٹھ گیا پاؤن شکیبائی کا

آئینہ دیکھو تو باطل ہو ابھی — تم کو دعوا جو ہی یکتائی کا

نہ دیا صبر و خرد نے بھی ساتھ — دیکھو عالم مری تنہائی کا

تار گیسوے بتان کا چھونا — عاشقو کام ہی سودائی کا

دیکھکر جب اوسے آیا ہی — اک تماشا ہی تماشائی کا

نہوا سنگ در یار نصیب — بخت خفتہ ہی جبین سائی کا

آئینہ ہاتھ سے چھٹتا ہی نہین — شوق ایسا ہی خود آرائی کا

تیری تصویر سے باتین کرکے — غم غلط کرتے ہین تنہائی کا

ضعف سے بیٹھکے ہم اوٹھ نسکے — نہ چلا زور توانائی کا

ہجر مین پھوٹ کے روئین ایسا — نہین نام آنکھو نہین بینائی کا

ہی یہی درگہ خالق سے دعا — منہ نہ دیکھون شب تنہائی کا

١١ سنگ کو نام سمجھتے ہین ادیب — خوف کیا عشق مین رسوائی کا ٢١

جس سے کہ کچھ بھلا نہین ہوتا عوام کا — اے منعمو وہ مال نہین کوڑی کام کا

چسکا پڑے ذرا جو مئی لالہ فام کا — زاہد کو ہوش ہو نہ حلال و حرام کا

دل کیون نہ سیر سے ہو شگفتہ عوام کا — کوئے بتان نمونہ ہی دار السلام کا

اے دل صبا سے بڑھکے نہین ہی پیامبر — اوس گل سے قصد ہو جو پیام و سلام کا

چاہیے جو مجھکو اوسکے غلام کا ہون غلام — بندہ ہون دوستو مین محبت کے نام کا

سیر جہان سے سیر ہین ہم نہ بادہ نوش — رتبہ ہی جام جم سے بلند اپنے جام کا

تم گنجفے مین دہر کے وہ شاہ حسن ہو — بندہ ہی آفتاب تمہارے غلام کا

درد تپ فراق سے وہ بیقرار ہون — دکھتا ہی مجھکو دیکھکے دل خاص و عام کا

ہم جان نثار فرط مسرت سے مر گئے — اوس ترک سے جو حکم سنا قتل عام کا

چار آنکھین جب سے ہوگئین مخمور ہوگیا — ساقی کی چشم مست مین عالم ہی جام کا

دلکو تپ فراق کا ہو خوف کس طرح — تعویذ ہی گلے مین مرے اوسکے نام کا

وصف رخ صبیح مرا صبح کا ہی ورد
توصیف زلف یار وظیفہ ہی شام کا

کرتے ہو کعبۂ دل عاشق مین بدعتین
پاس ادب بتو نہین بیت الحرام کا

تیوری چڑھا کے منھ کو بنا کے نہ دو شراب
مشتاق مین ہون دست محبت کے جام کا

جب سے ہوا ہون زخمی تیغ فراق یار
دیکھا کبھی نہ زخم نے منھ التیام کا

میری طرح ہو وہ بھی کسی پر فریفتہ
طالب نہین ہون یار سے اور انتقام کا

وہ رشک ماہ آج مرے گھر ہی جلوہ گر
کیونکر نہ عرش پر ہو دماغ اپنے بام کا

زلفو نکو اوسکی دیکھکے دل ہو گیا مقیم
ٹھہرا مسافر آ کے ہوا وقت شام کا

ساقی کے جاتے ہی ہوئی برہم یہ بزم مے
شیشے کا ہی نشان پتا ہی نہ جام کا

اک وقت کھا کے کیون کرین وقت دگر کی فکر
جسنے دیا ہی صبح وہ رازق ہی شام کا

۱۲ باغ جنان کو جب سے گئے نادر ادیب
عاشق نہین رہا کوئی حسن کلام کا ۲۳

زار یہ عشق میان مین تن لاغر ہوگا
کمر یار سے کم بال برابر ہوگا

جو ترے دام مین اے زلف معنبر ہوگا
قید عالم سے وہ آزاد سراسر ہوگا

تیرہ بختون کی جو تقدیر کا اختر ہوگا
دیکھنا خال وہی روئے زمین پر ہوگا

بن کے دُر تاکہ کرے حلقہ بگوشی تیری
بحر آب گہر اک قطرہ سمٹ کر ہوگا

جلوہ فرما کسی دن آ کے جو ہوگا وہ مہر
گھر مرا منزل خورشید منور ہوگا

دھوم ہو جائیگی خورشید قیامت نکلا
وا جو زلفون سے ترا روئے منور ہوگا

آتش عشق کے مضمون لکھے ہین جتنے
بے پر و بال مراحل کے کبوتر ہوگا

جو قناعت کی گرہ باندھین گے مثل گوہر
آب دانہ اونھین گھر بیٹھے میسر ہوگا

سبزۂ خط کا اگر زنگ لگیگا کچھ بھی
آئینہ رُوے مصفا کا مکدر ہوگا

بیت ابرو کی تری یاد رہیگی دلمین
مصرعہ قامت موزون کے لب پہ ہوگا

قطعہ ہر بات تری مجھکو لگے گی میٹھی
اور لب مین مزۂ قند مکرر ہوگا

عشق قامت ہی پس مرگ بجائے سبزہ
خاک سے قبر کی روئیدہ صنوبر ہوگا

وصف نامے مین جو ہوگا رخ روشن کا رقم
نقطہ خط کا مرے خورشید منور ہوگا

سننے کو عارض گلگون کی صفت گلشن مین
ہر روش پر ہمہ تن گوش گل تر ہوگا

دود آہ دل پُرسوز اگر اوٹھے گا
آسمان اور نیا روے زمین پر ہوگا

آمد گل کی خبر سنتے ہی ہر اک وحشی
مثل غل خانۂ زنجیر سے باہر ہوگا

مین جو عشق دُر دندان مین پڑھونگا تسبیح
دانۂ سبحہ ہر اک دانۂ گوہر ہوگا

پشت گردون نظر آئیگی مجھے روے زمین
اوج پر جب کبھی تقدیر کا اختر ہوگا

لیکے نامے کو مرا شوق ہی اوڑ جائیگا
خط کے لیجانیکو عنقا جو کبوتر ہوگا

مین وہ میکش ہون کہ مٹی ہوگی مجھے آب حیات
لب جان بخش سے بڑھکر لب ساغر ہوگا

دہن تنگ کی الفت مین ہون [illegible]
دیدۂ مور مین رہنے کو مرا گھر ہوگا

دل گریان مین تمہین ہی قد دلجو کا خیال
ایستادہ لب جو نخل صنوبر ہوگا

١٣ — ١٦

عاشقانہ غزل اک اور بھی لکھتا ہون ادیب
داد دیگا وہی جو صاحب جوہر ہوگا

بار احسان کا گران کوہ سے مجھپر ہوگا
بوجھ اک تنکے کا میرے لیے چھپر ہوگا

لکھتے لکھتے خط شوق و شکوہ دفتر ہوگا
ڈاک خانے سے بھی گھر یار کا بڑھکر ہوگا

رنگ پان یار ز بس اک سے لبون پر ہوگا
بوجھ مسّی کی دھڑی کا اونھین من بھر ہوگا

بڑھ جائے کوڑی سے بھی بقدر جسکے نہ ہوگا
وقت کا اپنے بلا ریب وہ بوذر ہوگا

ملک و جن و بشر سب ہین مطیع فرمان
حکم سے تیرے کبھی کوئی نہ باہر ہوگا

حرف رخصت کا کہ سنتے ہی ہوا دل بیتاب
چین جانے سے تمہارے مجھے کیونکر ہوگا

ہین وہ میکش ہون کہ جب فصل بہار آئیگی
دوش پر مے کا سبو ہاتھ مین ساغر ہوگا

وقت شب آج بھی وہ گل نہ اگر آئیگا
بستر خار مجھے فرش گل تر ہوگا

صدمہ ہجر سے ایسا ہی اگر تڑپیگا
دل بیتاب مرا سینے سے باہر ہوگا

گل کو جو خار نزاکت سے سمجھتے ہین آج
اونکا کل بعد فنا خاک کا بستر ہوگا

چشم گریان کو نہ دیکھے کوئی چشم کم سے
جاری ان چشمون سے اک روز سمندر ہوگا

کیا ہی غم بند جو دربان دربار کرین
سر کو دیوار سے ٹکرائین گے جب در ہوگا

کیا بتائین کہ کہان رہتے ہین ہم خانہ بدوش
بیٹھ جائینگے جہان جا کے وہین گھر ہوگا

تیر دلدوز سے لگے گا تو بر آئیگی مراد
حسرت دل کے نکلنے کے لیئے در ہوگا

بیٹھ جانے سے ترے ہوگی قیامت قائم
اور اوٹھنے سے بپا فتنۂ محشر ہوگا

١٤

پائینگے خون جگر کھا نہکی ہم داد ادیب
خوش اگر سن کے غزل کوئی سخنور ہوگا

٢١

وقت گریہ جو خیال دُر دندان ہوگا
قطرۂ اشک مرا گوہر غلطان ہوگا

واجو پردے سے ترا عارض تابان ہوگا
شرم سے مہر چراغ تہ دامان ہوگا

راہین پیچیدہ ہین گمراہ ای دل نادان ہوگا
کوچۂ زلف تجھے بھول بھلیان ہوگا

اپنی آنکھون مین اگر سرمۂ عرفان ہوگا
تو ہی ہر ذرے سے ہر سمت نمایان ہوگا

قید مین یاد اگر وہ گل خندان ہوگا
بڑھ کے گلزار جنان سے مجھے زندان ہوگا

خون ہوگا جو اسی طرح تمناؤن کا / دل ویران مین مرے گنج شہیدان ہوگا

لب لعلین بتان کے جو لکھیگا اوصاف / وقت کا اپنے وہ یاقوت رقم خان ہوگا

ہنسنکے وہ قاتل مگر و جو کریگا بسمل / زخم ہر ایک بدن پر گل خندان ہوگا

غم کی صورت وہ بنایا ہی مجھے فرقت نے / وہ بت تو وقت عدو دیکھکے گریان ہوگا

داغ دل ہونگے درخشان جو عدم مین اپنے / دیکھنا شہر خموشان مین چراغان ہوگا

ہم نہ سچ مانینگے پھر بھی کبھی ای وعدہ خلاف / وقت وعدہ تو اگر حامل قرآن ہوگا

برگ گل ہجر مین اوس گل کی بنیگا خنجر / باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہوگا

وصف مین عارض روشن کے لکھونگا جو غزل / مطلع نور مرا مطلع دیوان ہوگا

کھاکے دھوکا ترے عشاق گرینگے لاکھون / خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہوگا

ہڈیان اپنی کرین نذر جو مہمانی مین / شاد کیا پھر بھی نہ تو اے سگ جانان ہوگا

ایک اک زخم مرا حشر مین پیش داور / تیرے بیداد کے انصاف کا خواہان ہوگا

لائیگا جذبۂ دل کھینچکے اوسکو مرے پاس / صورت عمر روان گو وہ گریزان ہوگا

ہونگے دل اور جگر نذر پے مہمانی / میرے سینے مین ترا تیر جو مہمان ہوگا

جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین ہم ہین / جس کا طالب نہوے کوئی نہ خواہان ہوگا

اوسکو طفلی مین فرشتون نے جو دیکھا تو کہا / یہ بشر مردمک دیدۂ انسان ہوگا

باغ مین اہل سخن ہین ہمہ تن گوش ادیب / ذاکر بلبل ہند آج غزل خوان ہوگا

دیکھیے مصحف رخسار وہ کیسا ہوگا / ہاتھ سے اپنے خدا نے جسے لکھا ہوگا

واجو پردے سے تمہارا رخ زیبا ہوگا / ابھی تو قدرت خالق کا تماشا ہوگا

غسل اونکا پئے عشاق تماشا ہوگا
وہ نہائین گے تو میلا لب دریا ہوگا

زاہدو پھر نہ یہ تسبیح مصلا ہوگا
سب کو بھولوگے اگر دھیان او دھر کا ہوگا

آج ہی کیون غم فردا کرین بیفائدہ ہم
کس کو معلوم ہی یہ بات کہ کل کیا ہوگا

دلکو ناصح جو نصیحت سے پکائینگے بہت
پک کے پھوڑا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

اسکے باعث سے ہی اوس رشک مسیحا کی تو
کیا بُرا ہی جو نہ درد جگر اچھا ہوگا

برگ گل خار سمجھتے ہین نزاکت سے جو آج
حیف کل فرش زمین پر انھین سوتا ہوگا

مین منقش ہون جب مے سے کرونگا توبہ
باغ ویران ہر اک میکدہ سونا ہوگا

زینت اہل جنون ہی یہ رہیگا تا زیست
طوق گردن مین مرے ہار گلے کا ہوگا

کھولنا عقدہ تنگی دہن کا ہی محال
نکتہ بینون سے کہان حل یہ معما ہوگا

دلمین ہی یاد بتان نام خدا ہی لب پر
واعظو یہ کہین قرآن مین آیا ہوگا

دیکھنا نیمچہ کھینچا جو مرے قاتل نے
نیمجان کوئی پڑا کوئی سسکتا ہوگا

زندگانی کے مزے خضر بھلا کیا جانین
زیست کا لطف اونھین ہی جنھین مرنا ہوگا

کھولنا مہر لب یار کا کچھ بات نہین
بات کرنے مین ابھی قفل دہن وا ہوگا

دیکھکر روبرو آئینہ رُوئے صافی
طوطی سبزہ خط یار کا گویا ہوگا

یہ بُرا حال ہی فرقت مین کہ کہتے ہین طبیب
اچھون اچھون سے یہ بیمار نہ اچھا ہوگا

شرم آب دُر دندان سے تری اے یم حُسن
صورت قطرہ سمٹ کر ابھی دریا ہوگا

گرمی عشق ہی ایسی کہ نہائینگے جو ہم
خشک مثل لب عاشق لب دریا ہوگا

١٦

اس مین ہین پڑھنے کچھ اور بھی اشعار ادیب
قدردان بیٹھے ہین سب لطف سخن کا ہوگا

٢٩

دست شفقت سے عطا اونکا جو چھلا ہوگا — ہاتھ بھر کا مرے سینے مین کلیجا ہوگا
جب کہا ہجر مین مضطر دل شیدا ہوگا — بولے جھنجھلا کے وہ جھوٹے کا کلیجا ہوگا
جو کہ اے یار تری خاک کف پا ہوگا — چشم خوبان جہان کا وہی سرما ہوگا
سبب آرام کا مٹی کا بچھونا ہوگا — سنگ مرقد ہی لحد مین مجھے تکیا ہوگا
چور زخمون سے ہی دل اُف نہین کرتے منہ سے — کسی جانباز کا ایسا بھی کلیجا ہوگا
وعدۂ وصل جو اے گل نہوا ایفا آج — بستر گل ہمین کانٹون کا بچھونا ہوگا
خار بنکر دل اغیار مین ہم کھٹکین گے — تن لاغر جو کبھی سوکھ کے کانٹا ہوگا
سیدھے آئینگے وہ اغیار سے ٹیڑھے ہوکر — بخت برگشتہ مرا جب کبھی سیدھا ہوگا
عشق مژگان صنم چاہیے بحر غم مین — ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہوگا
پڑھ نہ لوگون کے دکھانے کو نماز اے زاہد — داغ ماتھے کا ترے نیل کا ٹیکا ہوگا
زاہد و گنبد مدفن ہے تمھاری دستار — مردہ دل ہو مزۂ زیست تمھین کیا ہوگا
طائر ہوش اڑے کیسلیے کا تا سنکر — مگر اوس شوخ کی آواز مین کھٹکا ہوگا
گھونٹ شربت کا وسے جان کے ہم پی لین گے — سخن تلخ لبون سے ترے میٹھا ہوگا
عمر بھر رنج نکرونکا ترے بوسے کیطرف — دیکھنا دل لب شیرین سے جو کھٹا ہوگا
ہاتھ سے تیرے اگر ہونگے شہید اے قاتل — سر کے جانے کا نہ افسوس نہ دھڑکا ہوگا
بار خاطر نہ کبھی ہوسنگے عدو کو اپنے — ناتوانی سے تن زار یہ ہلکا ہوگا
ہون وہ بد قسمت اگر ڈوبنے کو جاؤنگا — یک بیک چاہ ذقن یار کا اندھا ہوگا
عمر بھر مین بھی رقم ہو تو سمجھ جلد ہوا — کیا ترا وصف دہن منھ کا نوالا ہوگا
لب جانبخش کی الفت مین اگر لیگا جان — ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہوگا

۱۷

خلد مین جو نون آجائیگی یاد اوس گلی کی
سایۂ جن و پری سایۂ طوبا ہوگا

رخ پر نور چھپاؤگے گر پردے مین
چار سو سارے زمانے مین اندھیرا ہوگا

آرزو ہی کہ ملے بوسہ لب شیرین کا
اور کیا ملنے سے تیرے ہمین میٹھا ہوگا

آج کہتا ہون کہ کل ہوگی قیامت برپا
ابھی جھوٹا جو ترا وعدۂ فردا ہوگا

ہون یہ بیزار ادھر کو نہ پڑھونگا مین نماز
تیرے گھر کی طرف ای شوخ جو کعبا ہوگا

گل اگر عارض گلرنگ ہین تیرے ای گل
زلف شبرنگ دھوان آتش گل کا ہوگا

نالہ و آہ کرینگے ہم اگر فرقت مین
دیکھ لینا کہ زمانہ تہ و بالا ہوگا

سخت حجابی کا برا ہو یہ خجالت ہی مجھے
صدمہ کچھ ہاتھ کو چلا کے پونہچا ہوگا

ہون وہ غمدوست ملیگا جو مجھے کھانیکو
غم کونین مرا ایک نوالا ہوگا

دست وحشت سے ابھی قبل ہی کہ روتا ہی ادیب
آج تو دل کو ہی کل آنکھون کو رونا ہوگا

۷

ہم بغل دم بھر جو وہ آرام جان ہو جائے گا
ہمکو حاصل عیش عمر جاودان ہو جائے گا

یاد ساقی بادہ نوشون کو رولائے گی ضرور
قہقہہ شیشے کا ہمکو ہچکیان ہو جائے گا

مجھکو سب شاعر کہین گے شاعر نازک خیال
جب غزل کے درمیان وصف میان ہو جائے گا

جب کمر کے عشق مین ہونگے نحیف و زار ہم
گھر ہمارا چشم مور ناتوان ہو جائے گا

طوق گردن ہجر مین ساقی کے ہوگا دور جام
موجۂ مے میکدہ مین بیڑیان ہو جائے گا

ہنسکے تم تیغ تبسم سے کروگے جن کو قتل
کھیت اون کشتون کا کشت زعفران ہو جائے گا

کیون ڈرین ہم گرمئ خورشید محشر سے ادیب
دامن آل پیمبر سائبان ہو جائے گا

۱۸

۴۲

جب ہمارا مہر داغ عشق روشن ہوگیا
آفتاب حشر شمع زیر دامن ہوگیا

قلقل مینا ہوئی فرقت مین شیون سے سوا
دور ساغر گردش سنگ فلاخن ہوگیا

مین جو میکش ہون ہوا جب میکشی سے دستکش
میکدہ سونا ہوا ویران گلشن ہوگیا

چار آنکھین ہوگئین جب اوس سراپا نور سے
دیدۂ اعمی مادرزاد روشن ہوگیا

مین ہوا انصاف کا خواہان تو کھینچا یار نے
ہاتھ میرا جب بڑھا کوتاہ دامن ہوگیا

اتنی توڑین نے اہدون نے آکے اوس بت کے حضور
دانۂ تسبیح کا جمع ایک خرمن ہوگیا

پٹیان ہم سے بنائین پھاڑ کر دستار سر
پٹیون مین زخمون کے جب صرف دامن ہوگیا

فاتحہ پڑھنے جب آیا قبر پر وہ مہروش
ذرۂ خاک لحد خورشید روشن ہوگیا

غول پریون کے ہین ساتھ اوس شہسوار حسن کے
نقش جب سے بڑھکے نقش پائے توسن ہوگیا

گریۂ ہجر رخ روشن مین جب پونچھے سرشک
غیرت خط شعاعے تار دامن ہوگیا

پی شراب روح پرور جان تن مین آگئی
آب سے پھر چراغ زیست روغن ہوگیا

دشت پیمائی جو کی سودائے زلف یار مین
جادۂ صحرائے وحشت مار رہزن ہوگیا

روے انور کی صفت مین شعر جب ہمنے پڑھے
موے تن ہر ایک گویا شمع روشن ہوگیا

یاد مین مستی کی غنچہ کم نہین پیکان سے
ہجر مین خنجر سے مجھے ہر برگ سوسن ہوگیا

رونے سے جاتا رہا سوز غبار دل مرا
دیدۂ تر سے مرے بیساکھ ساون ہوگیا

روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھین ہوگئین
دیدۂ گریان مثال چشم روزن ہوگیا

کیا نزاکت ہی کہ وصل اُسکا ہوا جب خواب مین
نیل سے بوسون کے لب گلبرگ سوسن ہوگیا

لوگ بول اوٹھے سوا نیزے پر آیا آفتاب
بام پر پہونچے سے وہ جب رنگ روشن ہوگیا

انگلیان کیون اوٹھتی ہین جاتا ہون مین مجنون چار سو
کیا ہلال عید میرا طوق گردن ہوگیا

سختی جان نے جو رکھا ذبح سے محروم حلق
شرم سے غرق عرق مین تا بگردن ہو گیا

جب سے سودا ہی ہمین اوس گلبدن کی زلف کا
ہار گردن کا ہمارے طوق آہن ہو گیا

روے روشن وصل مین اوسنے چھپایا اسطرح
سدّ اسکندر ہمارے حق مین دامن ہو گیا

۱۹

اوس کی مستی کا جو لکھا وصف ہمنے ای ادیب
ہر ورق دیوان کا گلبرگ سوسن ہو گیا

۲۰

بوریا جب بہر بستر مل گیا
سمجھے ہم تخت سکندر مل گیا

آ کے مجھسے کیا وہ دلبر مل گیا
ذرّے سے خورشید خاور مل گیا

آفتاب حشر سے ہم کیون ڈرین
سایۂ دامان دلبر مل گیا

جوہری سمجھین گے اپنی آبرو
کان کا اوسکے جو گوہر مل گیا

ہو گئے سیراب آب تیغ سے
حلق سے جبدم کہ خنجر مل گیا

بام پر چڑھکر کیا جب سامنا
ماہ سے وہ روے انور مل گیا

اوسکے کوچے مین ہوے ہین ہم مقیم
گلشن فردوس مین گھر مل گیا

ظلم سے ہمکو ملا کر خاک مین
سچ بتا کیا ای ستمگر مل گیا

زار یہ عشق کمر نے کر دیا
موے تن مین جسم لاغر مل گیا

سیم و زر کی کیون کرے وہ آرزو
جس کو نقد وصل دلبر مل گیا

شاد ہو کر کیون نہ شکر حق کرون
عید آ کر وہ ستمگر مل گیا

زیر خنجر آرزو پوری ہوئی
دیکھنے کو وہ ستمگر مل گیا

آبرو خجلت سے مٹی ہو گئی
جب در دندان سے گوہر مل گیا

اپنا گلا کاٹین گے ہم
دست قاتل سے جو خنجر مل گیا

یا خدا یہ بھی بر آئے آرزو — دل بھی مل جائے جو دلبر مل گیا

یاد رخ مین جب غزل کی فکر کی — مطلع خورشید انور مل گیا

لے لیا بوسہ لب جان بخش کا — چشمۂ آب سکندر مل گیا

چشم وحدت جس گھڑی وا ہو گئی — دل مین اپنے ہی وہ دلبر مل گیا

آگیا دل مین مرے وہ بحر حسن — ایک قطرے مین سمٹ کر مل گیا

۲۷ جذب دل کہتے ہین اسکو اے آداب — آگے ہم سے خود وہ دلبر مل گیا ۲۸

صبح وصال شور قیامت بپا ہوا — آواز صور نالۂ مرغ سحر ہوا

اچھا نہ ہم سے کام کبھی عمر بھر ہوا — سے کہتے ہین جسکو عیب وہ اپنا ہنر ہوا

بے یار موت زیست ہوئی قبر گھر ہوا — کام نہنگ فرقت جانان مین در ہوا

کیونکر نہ مجھکو جان سے بڑھکر عزیز ہو — باعث تمہاری یاد کا داغ جگر ہوا

سب کو ہوا گمان تجلی طور کا — بے پردہ بام پر جو وہ رشک قمر ہوا

رونے مین یاد جب لب رنگین کی آگئی — جاری ہماری آنکھون سے خون جگر ہوا

عنقا کی طرح اب کبھی آتا نہین نظر — مین لاغری مین یار کا موئے کمر ہوا

سر ہو وہی کہ جسمین ہو سودائے زلف یار — دل ہو وہی جو اسکی محبت کا گھر ہوا

دیکھی جو یار کی دُر دندان کی آب و تاب — بطن صدف مین شرم سے پنہان گہر ہوا

فرقت مین یاد آئی جو مژگان یار کی — ہر موئے جسم زار مرا نیشتر ہوا

یا رب ہوا مین شگفتہ کیون زلف یار کا — نتھنے سنگھائے کیا یہ مجھے دردسر ہوا

سب جوہری زمانے کے کرتے ہین آبرو — حلقہ بگوش یار کا جب سے گہر ہوا

سوئے میان کی یاد مین رویا مین اسقدر — آب سرشک چشم مرے تا کمر ہوا

ہون وہ سودائی چلا جب وحشت پیمائی کو مین ۔ مار رہزن یاد گیسو مین ہر اک جادا ہوا

سیر کو آؤ شگفتہ ہین گل داغ جگر ۔ خانۂ باغ دل مرا ہی آج کل پھولا ہوا

زندگی مین رنج فرقت سے برا یہ حال تھا ۔ سن کے مرنے کی خبر سب کہتے ہین اچھا ہوا

ہوگیا زندہ لب جان بخش پر جب مرگیا ۔ جو ہوا بیمار چشم یار وہ اچھا ہوا

کون کہتا ہی صفا مین مثل روے یار ہی ۔ آئینے کا منھ ہی میرا روز کا دیکھا ہوا

ہوگیا بدنام اے زاہد نماز کرسے ۔ داغ پیشانی کا تیری نیل کا ٹیکا ہوا

منتظر ہون دیر سے رنج فراق یار مین ۔ کس لیے آتی نہین یارب اجل کو کیا ہوا

دیکھو برباد اسکو تم ہرگز نہ کرنا بھول کر ۔ یہ دل نازک ترے نازون کا ہی پالا ہوا

چھوٹنا مشکل ہی اوسکا گھٹ کے مرجانا ہی دل ۔ زلف پیچان مین تری جو دل کہ ہی الجھا ہوا

ناکہ خوش چشمون کی آنکھون کو تہ لگجاے نظر ۔ دیدۂ نرگس چمن مین اس لیے اندھا ہوا

ہوکے نازک کس طرح مجھکو اوٹھایا بزم سے ۔ نام بدنام اے صنم تیری نزاکت کا ہوا

کوے جانان کی زمین پکڑی ہی گرکر مثل اشک ۔ ضعف سے مین بیٹھکے اوٹھنے مین نقش پا ہوا

مجھ گدا کے گھر کرم اوس شاہ خوبی نے کیا ۔ بورئے کا اپنے پایا عرش سے اونچا ہوا

ہوگئے لب بند افراط حلاوت کے سبب ۔ نام لینے سے لب شیرین کے منھ میٹھا ہوا

غیر کے لینے سے بوسہ آبرو کم ہوگئی ۔ آپ کا یاقوت لب سچا تو تھا جھوٹا ہوا

غیر کو ناحق دکھایا تو نے روے بے نقاب ۔ شربت دیدار تیرا اے صنم جھوٹا ہوا

رکھتی ہی رنج و بلا مین روز تو عشاق کو ۔ اے شب ہجران ترا اسوجہ منھ کالا ہوا

چند روزہ ہی بہار رنگ و بو گلزار مین ۔ گل ہر اک ہی حسن پر اپنے عبث پھولا ہوا

روی گلگون پر نہین زلف پریشان عیان ۔ آتش گل کا دھوان گلشن مین ہی پھیلا ہوا

٢٢ — ٢١

قدسیون نے اونگلیان کانون مین دین سنکر ادب
عرش اعظم پر مرے نالونکا جب ڈنکا ہوا

اٹتے ہیں جہان پر آکے وہ فتنہ کھڑا ہوا — اوٹھے تو ساتھ اوٹھنے کے محشر بپا ہوا
وہ بھر چشم اہل نظر تو تیا ہوا — جو خاکسار پسکے تری خاک پا ہوا
طوفان رنج و غم سے ہوا وہ کنارہ کش — ای بحر حسن جو کہ ترا آشنا ہوا
اوس ترک جنگجو سے ہو کس طرح جانبری — مذہب مین جسکے خون بہانا روا ہوا
ای شاہ حسن تو ہی وہ مسعود روزگار — جو پر ترے ہما مین وڑا وہ ہما ہوا
بحر جہان مین جسنے اوٹھایا ذرا بھی سر — شکل حباب ایک ہی دم مین فنا ہوا
ای رشک گل ترے قد موزون کی شرم سے — ہر سرو ہی زمین چمن مین گڑا ہوا
کیون خندہ زن چمن مین ہی اپنی بہار پر — ہر گل کو ہی خزان کا بھی کھٹکا لگا ہوا
دیکھا ہی جب سے جادہ پر نقش پائے یار — میری نظر سے مہر مبین ہی گرا ہوا
اللہ رے ضعف بیٹھکے مین کوی یار مین — ایسا جما کہ پھر نہ اوٹھا نقش پا ہوا
ہر ایک نے کہا قد آدم ہی آفتاب — جس دم نقاب سے رخ پرنور وا ہوا
جسوقت آئی بادیہ گردی مین یاد زلف — مجھکو ہر ایک جادہ دشت اژدہا ہوا
ای سرو خوش خرام کسی سے نہ بندھ سکا — مضمون مصرع قد موزون کھلا ہوا
پیری مین مے کے پیتے ہی مین ہو گیا جوان — میخانہ مجھکو باغ جنان ساقیا ہوا
اوس گل کی راہ عشق مین ایسا چلا مین تیز — باد صبا کا دیکھتے ہی دم ہوا ہوا
باتین جو تلخ اوس لب جان بخش سے سنین — زہراب میرے واسطے آب بقا ہوا
طوفان کا نڈر نہ تلاطم کا اوسکو خوف — ای یار جس سفینے کا تو ناخدا ہوا

داغ جنون کی شمع کا جبتک رہا فروغ
تیرہ کبھی نہ خانۂ زنجیر پا ہوا

نوشاہ گل ہین اوسکے براتی بنے ہوے
وہ رشک گل چمن مین ہی دولھا بنا ہوا

بیمار ہی فراق سے صحت ہوئی نصیب
گھر آپ کا مرے لیے دار الشفا ہوا

۲۴

اک اور بھی غزل تھی اس طرح مین ادیب
سنئے سے جو کسی کا نہو دل بھرا ہوا

۳۰

یہ کہہ رہا ہی اونکی نظر سے گرا ہوا
دنیا کا مین ہوا نہ کسی دین کا ہوا

پردے سے اونکا چہرۂ گلگون جو وا ہوا
دیکھا چمن مین ہم نے نیا گل کھلا ہوا

جینا فراق یار مین مرنے سے کم نہین
زندہ ہوا جو ہجر مین اوسکی قضا ہوا

پھیلاکے پانون قبر مین سوتے ہین چین سے
آرام سب بکھیڑون سے بعد قضا ہوا

مہندی لگائی پانون مین یا موت آگئی
آتی نہین اجل نہین معلوم کیا ہوا

کیا ہو بیان صدمۂ ہجران یار کا
دشمن کا بھی کسی سے نہو دل لگا ہوا

پابوس اپنے یار کا جب سے ہوا نصیب
مین سرخ رو جہان مین مثل حنا ہوا

ملک عدم مین ہی کوئی دلبستگی ضرور
جاکر یہان سے کوئی نہ آیا گیا ہوا

وہ بادہ نوش ہون نہین بھرتا ہی دل مرا
گو جام می ہی ہر گھڑی منہ سے لگا ہوا

بسمل وہ ہون کہ ناوک صیاد دیکھکر
لرزان برنگ طائر قبلہ نما ہوا

ہو جائیگی کبھی نہ کبھی وید روے یار
رہنے دو کوے یار مین مجھکو پڑا ہوا

کیا کیا ہوا ہی خون تمنا و آرزو
کوچہ ترا ہمارے لیے کربلا ہوا

شوخی تو دیکھنا کہ مجھے کرکے خود شہید
ہر ایک سے وہ پوچھتے ہین اسکو کیا ہوا

اوس بیوفا کو دیکے دل اچھا نہین ملال
افسوس کیا ضرور تھی تیغ نگہ ہوا

بڑھکر ہی شور نالہ مرا شور رعد سے
اشکون سے ابر تر کا ہی رتبہ گھٹا ہوا

جس سے ذرا بھی آپ کی ٹیڑھی نظر ہوئی
ثابت ہوا ہی اوس سے زمانہ پھرا ہوا

ہوتا برا ہم اچھے جو ہوجاتے ای مسیح
اچھا ہوا اگر مرض لا دوا ہوا

ای بیوفا سمجھین گے نہ اب ہم کسی طرح
کل کا اگر نہ آج بھی وعدہ وفا ہوا

تڑپا کیا مین اور نہ آئی شب فراق
جو فرض تھا قضا کا نہ اوس سے ادا ہوا

۴۱

منعم سے کیون نہ یاد کرون التجا ادیب
کیا کم ہی میرے پاس خدا کا دیا ہوا

۴۲

شفیق حال مرا کوئی بھی یہان نہوا
وہ رشک مہر کسی دن جو مہربان نہوا

تپ فراق مین کسدن مین نیمجان نہوا
مثال ماہی بے آب کب تپان نہوا

ہزار حیف ادا سجدۂ بتان نہوا
سر نیاز سر سنگ آستان نہوا

مجھے رہی یہی حسرت کہ خانۂ دل مین
کسی دن آکے ترا تیر میہمان نہوا

ہی لطف زیست فقط ہمسے مرنے والونکو
خضر کو کچھ مزۂ عمر جاودان نہوا

نمود خط کا تعجب ہی روے گلگون پر
عیان تو آتش گل سے کبھی دھوان نہوا

بڑھاپے مین تو یہ عشاق پر ہی جور و ستم
بھلا ہوا فلک پیر جو جوان نہوا

تمام ہوگئی جل کر گھڑی گھڑی سر بزم
زبان شمع سے کچھ سوز دل بیان نہوا

وہ دیدہ کور رہو مانند دیدۂ نرگس
جو یاد مین لب رنگین کی خونفشان نہوا

کبھی نہ آئے وہ افسوس خانۂ دل مین
مکین سے کبھی آباد یہ مکان نہوا

ہین نکتہ سنج دقیقہ شناس سب شاعر
دہان تنگ کا راز ایک سے بیان نہوا

ترے بغیر جو اے رشک گل کبھی پہنا
وہ ہار کب مجھے زخمونکی ہمیان نہوا

کٹی ہی عمر اسی حسرت مین اپنی ای قاتل
کہ حلق پر مرے خنجر کبھی روان نہوا

برائی اوس سے نہ کیا کیا مری عدو کرتے
بھلے کو ساتھ برون کے وہ جان جہان نہوا

نہین مین سوز تپ ہجر کا کبھی قائل
پگھل کے آب اگر مغز استخوان نہوا

تصور غم و درد فراق جانان سے
وصال مین بھی مین ناشاد شادمان نہوا

ہم اپنے دست جنون کے کبھی نہین قائل
جو ٹکڑے جیب گریبان دھجیان نہوا

جسے کہ سلسلہ زلف یار کہتے ہین
وہ پاؤن مین مرے کس روز بیڑیان نہوا

جو قہقہہ کہ ہی شیشے کا تجھکو ای ساقی
وہ تیری یاد مین آنسو و ہچکیان نہوا

فلک پہ آہ سے کسدن نہین پڑی ہلچل
بھلا فرشتون مین کب شور الامان نہوا

وفور ضعف نے اسطرح کر دیا ہی پست
کہ میری آہ کا اونچا کبھی دھوان نہوا

ہزار حیف اسی حسرت مین اپنی گزری عمر
نثار راہ محبت مین نقد جان نہوا

ستم مین اوسکے کرم کا ادا مین کرتا شکر
ہر ایک مو بدن جسم پر زبان نہوا

وہ کرکے وعدہ وصل آج ہو گیا منکر
زبان دینے سے وہ شوخ بیزبان نہوا

بڑھا جو آب سرشک اپنی چشم گریان سے
وہ بڑھ کے ہجر مین کس روز ندیان نہوا

٢٥ ادیب شکر ہو کسطرح سے اپنے خالق کا
کہ ملتجی مین کسی سے برائے نان نہوا ١٧

زیست کا لطف ای خدا نہوا
زیر شمشیر اگر گلا نہوا

فکر کونین سے ہوا آزاد
دام گیسو سے جو رہا نہوا

دوست دشمن ہے ہو حبیب عدو
وقت پر کوئی آشنا نہوا

اوسکو کیا لطف راحت آرام
رنج سے جو کہ آشنا نہوا

ہجر کے دھیان سے نہیں ہے چین | لطف کچھ ہمکو وصل کا نہوا
وہ قناعت گزین گدا ہون مین | طالب سایۂ ہما نہوا
ہی یہی اس سرای فانی مین | ایک آیا ہی اک روانہ ہوا
بے اجل مر گیا مین فرقت مین | مجھپر احسان موت کا نہوا
جب سے یاد آئے وہ لب رنگین | مائل لعل بے بہا نہوا
اشک خون سے ہی کب مرا دامن | دامن دشت کربلا نہوا
تم نہ آئے تو عیش کا سامان | کچھ نہین ہی ہوا ہوا نہوا
عشق قد مین ملا یہ عروج | شاخ طوبی پر آشیانہ ہوا
مردے قبرون سے کب نہین اوٹھتے | حشر نالون سے کب بپا نہوا
وقت پیری تو سوچ ای غافل | کیا ہوا تجھسے اور کیا نہوا
شکر ہی عمر بھر ہمارا سر | قدم یار سے جدا نہوا
نہوئی یاد خدا تجھے کسدن | کب مرا زخم دل ہرا نہوا
۲۶ زیست مین اپنی حیف تمسے اوہ | کام کوئی بھی کام کا نہوا ۱۸

جو پیسکے پاؤن سے سرمہ مین ناتوان ہوتا | غبار دیدۂ بدبین دشمنان ہوتا
تمھارے چہرۂ روشن کا مدح خوان ہوتا | مثال شمع سراپا جو مین زبان ہوتا
فروغ حسن کا سو طرح پھر عیان ہوتا | جو لاکھ پردون کے اندر بھی وہ نہان ہوتا
عدم سے آتے مضامین نازک و باریک | کمر کا وصف غزل کے جو درمیان ہوتا
صبا جو نامہ مری کو نہ ملتی اوس گل تک | ہوا سے شوق مین خط آپسے روان ہوتا
نہ اس سبب کیا شرمندہ مین نے اعدا کو | خفیف مجھسے جو ہوتے تمھین گران ہوتا

قریب عارض جانان بجا ہی چاہ ذقن
وہ کون باغ ہی جسمین نہین کنوان ہوتا

نجات جراحت ہر زخم گل کو ہو جاتا
جو شور نالۂ پر درد بلبلان ہوتا

جو اونکے چہرۂ زیبا کو دیکھ لیتے ہم
تو لطف حسرت دیدار پھر کہان ہوتا

تمہارے ہی سیر سے ہوتا چمن بھی منت کش
زبان شکر ہر اک خار بوستان ہوتا

دہان تنگ مین پنہان ہین غیب کے اسرار
یہ بھید کھلتے اوسی پر جو رازدان ہوتا

لکھی ہی لالہ رخون کی صفت عجب کیا تھا
زمین شعر سے پیدا جو زعفران ہوتا

ہوا ہون نغمون کے صیاد کے قفس مین قید
الٰہی اس سے تو پیدا مین بے زبان ہوتا

دہان زخم مین میرے اگر زبان ہوتی
تو ظلم قاتل بے رحم کچھ بیان ہوتا

یہ آرزو سے دلی تھی کہ کرتے سجدۂ شکر
سر نیاز جو بالاے آستان ہوتا

لحد مین چین سے سوئینگے سب قیامت تک
زیادہ گور سے بہتر نہین مکان ہوتا

نہوتے دوش پر اسکے جو بار ہاے ستم
خمیدہ چرخ نہ یون صورت کمان ہوتا

۲۷

ادیب شان خدا دیکھی ہمنے ہر بت مین
مجاز کیون نہ حقیقت کا نردبان ہوتا

۱۹

طوبے قدون کا وصل میسر نہین ہوتا
سر سبز مرے دل کا صنوبر نہین ہوتا

لعل اوس لب لعلین کے برابر نہین ہوتا
ہم سنگ کبھی لعل کے پتھر نہین ہوتا

آرام کسی کل مجھے دم بھر نہین ہوتا
تکیہ جو مرا زانوے دلبر نہین ہوتا

کیونکر نکرون نامہ بر یار کی تعظیم
کیا قاصد دلدار پیمبر نہین ہوتا

ہم پھینک دیا کرتے ہین دل چیر کے پہلو
آغوش مین اپنے جو وہ دلبر نہین ہوتا

سرگشتگی بخت کی بیجا ہی شکایت
تبدیل کسی طرح مقدر نہین ہوتا

دربان دربار کی بیجا ہی خوشامد
دیوار کے ٹکر لینے سے کیا در نہین ہوتا

کب رونے سے قائم نہین ہوتی ہی قیامت
کس روز مرے نالون سے محشر نہین ہوتا

عشق نگہ یار نے وہ زار کیا ہی
محسوس ہمارا تن لاغر نہین ہوتا

عشاق کا ہی بار ستم دوش پر اوسکے
سیدھا جو قد چرخ ستمگر نہین ہوتا

کیونکر نہو نخوت سے دماغ اوسکا فلک پر
واعظ کو تو کم عرش سے منبر نہین ہوتا

آزردہ کسی سے نہین ہوتا دل صافی
یہ آئینہ وہ ہی جو مکدر نہین ہوتا

کھلتا نہین ہرگز خط تقدیر کا مضمون
معلوم کبھی حال مقدر نہین ہوتا

کیون دل مین تھو قاصد دلبر کا تصور
کیا خانۂ کعبہ مین کبوتر نہین ہوتا

ہشیار ہی وہ قید شریعت سے ہی آزاد
جو خانۂ زنجیر سے باہر نہین ہوتا

وہ گھر نہین جو جلوۂ جانان سے ہو خالی
وہ دل نہین جو خانۂ دلبر نہین ہوتا

جو مست ہین وہ قید تعلق سے ہین آزاد
ملفوف لفافہ خط ساغر نہین ہوتا

روتا ہون جو ہجر صنم پردہ نشین مین
اک قطرۂ اشک آنکھ سے باہر نہین ہوتا

۲۸ ۲۳

گیسو کو ادب اونکے جو چھونا تو سمجھکر
مار سیہ زلف کا منتر نہین ہوتا

جبتک کہ مین نے وصف رخ باصفا کیا
حیرت سے آئینہ نے منھ کو تکا کیا

ڈھایا ہمارے کعبۂ دل کو یہ کیا کیا
اے بت ذرا بھی تو نے نہ خوف خدا کیا

خنجر کا دم بھرا نہ کسیدن گلا کیا
قاتل کے ظلم کرنے مین بھی شکر ادا کیا

چاہا بتون کو اور نہ خوف خدا کیا
دنیا مین ہم نے کام کیا بھی تو کیا کیا

اعجاز عیسوی تمھین حق نے عطا کیا
جان بخش لب کو چشمۂ آب بقا کیا

دنیا کے شیفتہ رہے عقبی کو بھولکر | کیا ہی ستم کہ کس لیے آئے تھے کیا کیا
تا زیست ضیق مین رہے زلفون کے عشق مین | اولجھن ہمارے دلکو بھی دم گھٹا کیا
صیاد نے کرم مین بھی شامل کیا ستم | بلبل کو پر کتر کے قفس سے رہا کیا
فرقت مین زیست کی تو توقع نہ تھی مجھے | مین آرزوے وصل مین اب تک جیا کیا
لازم نہ تھا کہ چھوٹے یہ کشتون کو نیمجان | تیغ ادا نے فرض جو تھا وہ قضا کیا
یارب وہ تیری ذات ہے بیچون و بیچگون | جسمین کبھی کسی نے نہ چون و چرا کیا
وہ بادشاہ حسن ہے جھوٹون کا بادشاہ | کوئی بھی مجھ گدا سے نہ وعدہ وفا کیا
خالق نے حفظ موج حوادث کے واسطے | اے بحر حسن مجھکو ترا آشنا کیا
آنے سے اوسکے ایک قیامت بپا ہوئی | جبتک وہ نہ بیٹھے بزم مین فتنہ اوٹھا کیا
چلنا تو کیا ہے ہاتھ اوٹھانا بھی ہے محال | اس رتبہ ضعف نے مجھے بیدست و پا کیا
شوخی سے بن کے مہر چمکتا ہے رخ پہ | کچھ آپ نے ملاحظہ نقش پا کیا
ساقی نے جام آب مے سرخ رنگ کو | پرتو سے لب کے چشمۂ آب بقا کیا
اسرار غیب سب نظر آنے لگے مجھے | خاک قدم کو یار کے جب توتیا کیا
ہلچل پڑی ہے جہان مین گلگشت یار سے | اوسکے خرام ناز نے محشر بپا کیا
افسوس خاک مین وہ ملے گل بس فنا | سونیکو جنکے پھولون کا بستر بچھا کیا
مرجائین گے نہ شکوہ جفا کا کرینگے ہم | اچھا کیا حضور نے جو کچھ کیا کیا
خنجر لگا کے چھوڑ دیا اوسنے نیمجان | بعد ستم جو رحم کیا بھی تو کیا کیا

٢٩ لب ہم نے کی وہب کبوتر کی جستجو
نامہ ہوے اشوق مین اپنا اوڑا کیا ٣٠

کیا کہون دنیا مین آ کر کیا کیا
کھیل قدرت کے ترے دیکھا کیا

جب سے خالق نے مجھے پیدا کیا
غم تو مجھکو غم کو مین کھایا کیا

نشۂ الفت نے دیکھو کیا کیا
بت تو اوس بت کو مجھے اندھا کیا

داغ جو زلفون سے رخ زیبا کیا
تم نے شب کو نور کا تڑکا کیا

شب کو وہ سوئے جو آ کر گھر مرے
بخت خفتہ رات بھر جاگا کیا

نیمجانون کو دہن کی یاد نے
نقطۂ موہوم سے آدھا کیا

آتش سودا ہوئی اور اپنی تیز
دامن صحرا کا جب پنکھا کیا

عین گریہ مین جو نیند آئی مجھے
عالم رویا مین بھی رویا کیا

دیکے بوسہ لب کا ای شیرین لبے
تلخ کامون کا نہ منھ میٹھا کیا

دیکھ ای ظالم نہ تو مجھکو ستا
آگے تیرے آئے گا اپنا کیا

جب خیال آیا فراق یار کا
وصل مین بھی دل مرا دھڑکا کیا

کیون نہ آنکھون کو مین رؤون رات دن
انتظار یار نے اندھا کیا

مین نہ کہتا تھا وہ ہے وعدہ خلاف
جھوٹے اوسکے نے مجھے سچا کیا

اب نہین اوٹھتا ہے صدمہ ہجر کا
ای اجل آنے مین کیون وقفا کیا

کیون نہ مٹی تمنے دی بعد فنا
مجھ سے دل کس واسطے میلا کیا

دیکھکر کچھ صانع تقدیر نے
یار کا چاہ ذقن اندھا کیا

ای فلک تیرا یہی انصاف ہے
غم زمانے کا مرا حصا کیا

شب نہ تم آئے نہ موت آئی مجھے
رات بھر مین ایڑیان رگڑا کیا

رہا ہو دیر ٹھکر نمازین مکر کی
داغ سجدہ تیل کا ٹیکا کیا

لاغری سے جب ہوا اُکا نٹا بدن ۔ مین دلِ اغیار مین کھٹکا کیا
تجھکو اے قاتل جزا اسکی ملے ۔ بارِ سر کیا دوش سے ہلکا کیا
روے صافی کے جب آیا روبرو ۔ آئینہ حیرت سے منھ دیکھا کیا
تھی اسی لائق شبِ ہجران مری ۔ حق نے اِسکا خوب منھ کالا کیا
ہاتھ پہنچانا ہی اب دستک محال ۔ نازکی کا یار نے پہرا کیا
لیگی جان اگرچہ فرقت مین اجل ۔ مین یہ سمجھونگا تجھے زندا کیا
عکس خطِ سبز ساقی نے مرے ۔ ساغرِ مَی پر نگر مینا کیا
ہم کو بھی اوسنے بنایا خاک سے ۔ جسنے تم کو نور کا پتلا کیا
میرے نالون سے فراقِ یار مین ۔ مدتون قصرِ فلک گونجا کیا
جنبشِ ابرو ہی یا بھونچال ہی ۔ سارے عالم کو تہ و بالا کیا

۳۰ ۔ کچھ خبر اسکی بھی ہی تم کو ادیب ۔ کس لیے دنیا مین آ کے کیا کیا ۔ ۳۹

نہوا وصل تو مسرت کیا ۔ حسن کی ہمنے لوٹی دولت کیا
عرشِ اعظم کے پار نالے ہوے ۔ اے فلک تیری ہی یہ رفعت کیا
دلِ دیوانہ جھانکتا ہی کنوئین ۔ کی بھی چاہِ ذقن سے چاہت کیا
آئینے کو ہی دیکھکر حیرت ۔ وہی ہی خالق نے تمکو صورت کیا
بار پھولون کا اوٹھ نہین سکتا ۔ دستِ نازک مین ہی نزاکت کیا
لوگ خورشیدِ حشر کہتے ہین ۔ داغِ سوزان مین ہی حرارت کیا
ہوے دفن اوسکے کوچے مین پس مرگ ۔ خاک ہو کر ملی ہی عزت کیا

گوشۂ دل مرا تو دیکھا ہی جس نے
عرش کی اسکے آگے وسعت کیا

جان لب پر بھی آنہیں سکتی
تب فرقت میں ہی نقاہت کیا

جب ہوئیں آنکھیں چار آیا پیار
ایسی منہ دیکھے کی محبت کیا

زلف کو چھوکے کیوں بنیں مجرم
آگئی ہی ہماری شامت کیا

دل کسی طرح بھی نہیں بھرتا
تیرے غم کھانے میں ہی لذت کیا

نے غم وزد سے نے غم کالا
بعد مرنے کے ہی فراغت کیا

دل مرا لیکے کیوں نہیں دیتے
ہیں امانت میں یہ خیانت کیا

خانۂ دل کو میرے کیوں ڈھایا
ای بتو کعبے میں یہ بدعت کیا

حج اکبر ہی دل کا خوش کرنا
کعبہ جانے کی ہی ضرورت کیا

آنکھیں دیتے تکتے پھوٹ گئیں
آئیگا اب وہ بے مروت کیا

اوس مسیحا نے حیف یہ نہ کہا
تب غم میں ہی تیری حالت کیا

لب ہیں زخم وصف میں ہی بند
آب خنجر میں ہی حلاوت کیا

کوئی پہچانتا نہیں ہم کو
ہجر میں ہوگئی ہی صورت کیا

خواب میں شب کو آگیا وہ ماہ
جاگ اوٹھی سوتے سوتے قسمت کیا

جو مجھے دیکھتا ہی روتا ہی
بن گیا ہوں میں غم کی صورت کیا

لاکھوں صدمے اوٹھائے ہیں اب تک
آگے دیکھیں دکھائے قسمت کیا

مضطرب سے لبے کانپتی ہی لحد
سنگ لرزاں ہی سنگ تربت کیا

ذکر کرتے ہیں وعظ میں واعظ
دخت رز کی ہی دیکھو حرمت کیا

نہ کہا تمنے ہم سے جینا اک روز
کیسے ہی آپ پر مصیبت کیا

ہم نہیں بھولتے تجھے دم بھر — دل میں گھر کر گئی محبت کیا
آکے ہم کو اٹھائے گھر سے ترے — تیر بڑ دل میں ہی جرأت کیا
ہی عیاں دل سے راز پوشیدہ — جسم میں اونکے ہی لطافت کیا
۲۱ اوسکی رحمت کی ہی امید اوسے — کیا مرا زہد اور طاعت کیا ۲۲

وہ گلعذار خوش رہے اپنے وطن میں کیا — گلچین کا خوف گل کو نہیں ہی چمن میں کیا
جو گل کھلے تھے شرم سے پژمردہ ہو گئے — گلگشت کو وہ رشک گل آیا چمن میں کیا
ہوگا جو وصف تیغ شہیدوں کے روبرو — پانی بھر آئیگا دہن زخم تن میں کیا
سوجھی نسیم کو نہیں موج شراب سے — ہر اک نہال جھوم رہا ہی چمن میں کیا
دانتوں کو اوسکے دیکھکے کہتے ہیں جوہری — موتی بکھرے ہیں آپکے درج دہن میں کیا
اوس سرو قد کو دیکھکے افراط شرم سے — گر گر پڑے ہیں سرو زمین چمن میں کیا
روئیں گے ایک روز بہار دوروزہ کو — گل کھلکھلا کے ہنستے ہیں صحن چمن میں کیا
غربت میں ساری عیش فراموش ہو گئی — حالت ہی مجھ غریب کی یاد وطن میں کیا
دیکھا عرق جو اوس گل رنگین لباس کا — شبنم پر اوس پڑگئی صحن چمن میں کیا
بعد فنا بھی چین نہیں اضطراب سے — مردہ تڑپ رہا ہی ہمارا کفن میں کیا
ہمرنگ غنچہ خاطر بلبل ہی منقبض — آمد ہوئی ہی فصل خزاں کی چمن میں کیا
روشن ہی مثل روز شب تیرہ لحد — خورشید داغ دل ہی منور کفن میں کیا
بلبل کو قید کرتے ہیں فصل بہار میں — صیاد باغ باغ ہوا ہی چمن میں کیا
ہر جسم پر ہی ٹھیک لباس برہنگی — کوئی تراش خاص ہی اس پیرہن میں کیا
فصل خزاں کے آتے ہی جائیگی سب بہار — گل پھولتے ہیں حسن پہ اپنے چمن میں کیا

جسدن سے ایک گوہ نشین کا ہوا ہی عشق
نہ جلتے ہین استخوان ہمارے بدن مین کیا

مانند مردہ بیٹھے تھے سب یار اہل بزم
آنے سے اوسکے آگئی جان انجمن مین کیا

عشاق ڈوب کر جو مرے زندہ ہوگئے
آب بقا ہی یار کے چاہِ ذقن مین کیا

عاشق ہوے جو آہوِ چشمان یار کے
شاخین نکالین ہم نے غزال ختن مین کیا

بلبل سے سن کے قصۂ درد دل حزین
صیاد پھوٹ پھوٹ کے رویا چمن مین کیا

گلشن سے سرو چلدیے دیکھا جو قد یار
آتے ہی اوسکے پڑگئی ہل چل چمن مین کیا

۳۱

خاموش کیا ہو منھ سے تو کچھ بولو ای ادیب
چپکی لگی ہی یار کے یاد دہن مین کیا

۳۲

آکے بیمار تپ ہجر کو اچھا دیکھا
جانیے آپ کو ای رشک مسیحا دیکھا

اک نظر تجھ نے جسے ای ستم آرا دیکھا
مرغ بسمل کی طرح اوسکو تڑپتا دیکھا

طرفہ انداز تری زلف کی لٹ کا دیکھا
دل ہر اک عاشق ناشاد کا الجھا دیکھا

زلف پیچان مین چھپا جب رخ زیبا دیکھا
روز روشن کو میان شب یلدا دیکھا

ہم نے ای مہر تجھے نور سراپا دیکھا
چاند رخسار کف پا ید بیضا دیکھا

کوچے قاتل مین یہ ہر ایک کا نقشا دیکھا
جان بلب کوئی پڑا کوئی سسکتا دیکھا

جب کہ ہر لٹ مین لٹکتا دل شیدا دیکھا
زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا دیکھا

وقت گریہ یہ بڑھا ہجر مین طوفان سرشک
عین چشمون سے نکلتے ہوئے دریا دیکھا

قامت یار وہ موزون ہی کہ جسکے آگے
ہم نے ہر سرو کے مصرع مین سکتا دیکھا

رکھدیا پیش نظر آینہ لاکر ہم نے
جب کہا اوسنے کہ تمنے کوئی ہمسا دیکھا

شوق دیدار مین جب نیند نہ آتے دیکھی
الف لیلہ کو شب ای غیرت لیلا دیکھا

دم گلگشت جو ہی عارض گلگوں کے حضور
رنگ رخ گل فردوس کو پھیکا دیکھا

آنکھیں کھل جائینگی دیکھا جو کہیں جلوۂ یار
آپ نے کیا ابھی اے حضرت موسیٰ دیکھا

اے صنم حسن ترا عشق ہے جب سے دل میں
ہم نے اک قطرۂ ناچیز میں دریا دیکھا

یاد جب دشت نوردی میں ہوئی لغزش کی
مار رہزن سے سوا جادۂ صحرا دیکھا

دہن تنگ کا عقدہ نہ کسی سے بھی کھلا
حل کبھی ہوتے نہ ہم نے یہ معما دیکھا

کفر و اسلام میں کسطرح دوئی ہم سمجھیں
ایک جب سبحہ و زنار میں رشتا دیکھا

خال و ابرو کے تصور میں ہا شب بیدار
جب قسمت میں سیہ رات کو تارا دیکھا

دشت پیما جو ہوئے آتش سودا بھڑکی
ہم نے پنکھے سے سوا دامن صحرا دیکھا

دل میں کی سیر جہاں صورت جام جمشید
ہم نے گھر بیٹھکے دنیا کا تماشا دیکھا

سخت حیرت ہے یہ مجھکو عوض جور و جفا
اے فلک تو نے ابھی تک نہیں نیچا دیکھا

طور پر برق تجلی کو تو تم دیکھ چکے
جلوۂ یار بھی اے حضرت موسیٰ دیکھا

وہ مریض تپ فرقت ہوں کہ کہتے ہیں طبیب
اس مرض کا کبھی بیمار نہ اچھا دیکھا

تاب کیا ہے کہ جو ہو چہرۂ تاباں کے حضور
روئے خورشید جہانتاب ہے میرا دیکھا

زندہ پیوند زمیں ہوگئے مردہ زندہ
چال سے اُسکے زمانہ تہ و بالا دیکھا

وہ نہے گوش سنے جسنے کہ تیرے اوصاف
وہ خوشا چشم ترا جسنے فسانا دیکھا

ہاتھ شانوں سے کٹیں گے ترے اے مشاطہ
زلف جاناں کا کوئی بال جو بیکا دیکھا

آرزو تھی کہ گریں اور میں ڈوبے ہم
کیا کریں چاہ ذقن یار کا اندھا دیکھا

شوق دیدار میں اُس گل کے چمن کو ہمنے
مثل نرگس ہمہ تن چشم تمنا دیکھا

جو ٹھکر رکھتے ہیں ہیں ایک زر و سنگ ایدل
مال اگر تجھکو عنایت کیے مولا دیکھا

۳۳ جان شیرین کی محبت مین عبث تلخ ادب
آپ نے کیا لب جان بخش مین میٹھا دیکھا ۱۴

آ سکے جس شخص نے میرا تن لاغر دیکھا
کمر یار سے کم بال برابر دیکھا

جس نے اے دل خط پشت لب دلبر دیکھا
خضر کو اوس نے سر چشمۂ کوثر دیکھا

جب سے آنکھوں کو تری اے مہ انور دیکھا
سوے نرگس نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر دیکھا

چشم مخمور مین جب اوس نے لگایا سرمہ
ہمنے میکش کو لیے ہاتھ مین خنجر دیکھا

یار کی موے کمر اپنے تن لاغر مین
فرق ہم نے نہ کبھی بال برابر دیکھا

ہو گئی حیف شب وصل کی یون جلد سحر
زلف کو دیکھکے جیسے رخ انور دیکھا

زندگانی کا مزہ ہم نے پس مرگ اے خضر
لب جان بخش پر اوس شوخ کے مر کر دیکھا

قتل سب بے خنجر و شمشیر ہوے مقتل مین
اوس ستمگر کو جو بدلے ہوے تیور دیکھا

حسن کے رعب سے پیش رخ رشک خورشید
کانپتے مہر جہانتاب کو تھر تھر دیکھا

آنکھین پتھرا گئین در وا نہ کو تکتے تکتے
راستہ شب یہ ترا اے مہ انور دیکھا

ہوکے بیتاب جگر تھام کے مین بیٹھ گیا
اوسنے جسوقت ادھر آنکھ اوٹھا کر دیکھا

اوسکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب
وہ جو آیا تو مجھے آپ سے باہر دیکھا

دلمین اوس بت کے کبھی رحم نہ آیا صد حیف
موم سمجھے تھے جسے ہم اوسے پتھر دیکھا

یاد اوس گل کے ہمین پھول سے رخسار آئے
دم گلگشت چمن مین جو گل تر دیکھا

۳۴ بے گناہی سے مری لینے جو اسکی دب
سرنگون شرم سے اوس ترک کا خنجر دیکھا ۱۵

پھر کبھی برگشتہ بختون کی جو قسمت دیکھنا
سہل ہو گا وہ رخ خورشید طلعت دیکھنا

بے سبب دل کو دکھاتی ہین شرارت دیکھنا
خانۂ کعبہ مین بت کرتے ہین بدعت دیکھنا

تیرے کوچے کا اگر حورون کو آئیگا خیال
بڑھکے دوزخ سے بھی ہوگا باغ جنت دیکھنا

دیدۂ گریان سے اوٹھیگا ابھی طوفان نوح
تم اگر لاؤگے لب پر حرف رخصت دیکھنا

باغ مین اوس سرو قامت کے تماشے کے لیے
بن گیا ہر سرو انگشت شہادت دیکھنا

ہم وہ نالان ہین کہ یاد قد مین جب چلا مین گئے
حشر مین اک اور بھی ہوگی قیامت دیکھنا

اشک اعدا بھی ٹپک پڑتے ہین مجھکو دیکھکر
رنج فرقت سے بنا ہون غم کی صورت دیکھنا

شکر قاتل ہو نہین سکتا دہان زخم سے
بند ہین لب آب خنجر کی حلاوت دیکھنا

موسم گل مین جو وہ ایکدم رہا ہم سے جدا
رنگ لائیگا ہمارا جوش وحشت دیکھنا

اوس بت کافر نے لیکر دل کیا پامال حیف
خوب ہی کی خانۂ کعبہ کی حرمت دیکھنا

جس طرف جاتا ہون مین دیوانے میرے ساتھ ہین
کیا پری زادون کو ہی مجھسے محبت دیکھنا

ہم پری زادون کے عاشق حورون پر مرتے ہین آپ
شیخ صاحب ہمکو کرتے ہین نصیحت دیکھنا

نقد دل کو لیتے ہی برباد اوسنے کر دیا
ہو گئی میری امانت مین خیانت دیکھنا

ہجر مین اوس بت کے بعد مرگ تیر آہ سے
صورت غربال ہوگا سنگ تربت دیکھنا

غیر مانع ہین تو کیا پروا ہی جب چاہینگے ہم
کھینچ لائیگا اونھین جذب محبت دیکھنا

سن کے وعدہ قتل کا قاتل سے مقتل کی طرف
سر کے بل جاتا ہون مین شوق شہادت دیکھنا

لیکے دل دزدیدہ نظرون سے مکر جاتا ہی صاف
آنکھون مین کرتا ہی گھر وہ مہر طلعت دیکھنا

سیر کرنے جا کے وہ فردوس کوے یار مین
جس کو منظور نظر ہو باغ جنت دیکھنا

جب کہا اوسنے کہ درد دل ہم اپنا کب کہین
تا نزع سے کہنے لگے جب وقت فرصت دیکھنا

مین ہون وہ یاس آشنا دنیا سے جب اوٹھ جاؤنگا
رات دن رویا کریگی مجھکو حسرت دیکھنا

پیری آنے پر بھی غافل ہوش مین آتے نہین / صبح کو بھی سو رہے ہین خواب غفلت دیکھنا

بلبلو سنکر فسانہ اوس رخ گلرنگ کا / بھول جائیگی گلستان کی حکایت دیکھنا

راہ مین دیدار اوس سیمین بدن کا ہوگیا / چلتے پھرتے لگ گئی ہاتھ اپنے دولت دیکھنا

ہمدم اک تھا سایہ وہ بھی خوف کھاکر چلدیا / الحذر میری شب ہجران کی ظلمت دیکھنا

تم وہ خوش قد ہو چلوگے جب خرام ناز سے / دو قدم رہجائیگی پیچھے قیامت دیکھنا

زاہدو شان خدا ہر بت مین آئیگی نظر / وا اگر ہوجائیگی چشم حقیقت دیکھنا

اے دل اپنے سوکھے ٹکڑون پر قناعت چاہیے / آنکھ اوٹھاکر بھی نہ سوئے خوان نعمت دیکھنا

زخم خامہ ہی نمک سا وقت تحریر صفت / سبزہ رنگون کا ذرا شور ملاحت دیکھنا

۳۵

پھر نہ یاد آؤ گے یارون کو اگر اوٹھے ادیب / رہگئی ہی آنکھون دیکھے کی محبت دیکھنا

۳۶

جستجو کی تو ترا دل مین ٹھکانا پایا / یہ مثل سچ ہی کہ جس شخص نے ڈھونڈا پایا

کیا کہین ہم کہ محبت مین ترے کیا پایا / گم ہوئے آپ ہی ایک نتیجا پایا

غیرت برق تجلی رخ زیبا پایا / شجر طور کا قد مین ترے جلوا پایا

نقد دل لاکھون کے رہتے ہین گرہ مین اسکی / زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا پایا

جسپر کر وہ ہوا جلوہ نما وصل کی شب / اوس چھپر کھٹ کا سوا عرش سے پایا پایا

زاہدو گریہ ہوا عشق کمر مین معدوم / ملک الموت نے ڈھونڈا نہین اصلا پایا

سجدہ نقش کف پائے صنم ہی جو نصیب / بڑھ گیا عرش کے پایے سے بھی سر کا پایا

یاد ہی اوس رخ خوبی کی دل شیدا مین / ہم نے اک قطرہ ناچیز مین دریا پایا

دور جسدن سے ہوا وہ نہ ملا دم بھر چین / دل بیتاب کو ہر وقت تڑپتا پایا

نظر آیا رخ روشن میں ہے تیرے جلوہ طور — کف پا میں بھی تیرے فروغ ید بیضا پایا

پانوں کے چھالوں نے دی ہے مرے جنون کو شہرت — بڑھ ہم کے نقارے سے ہر آبلہ پا پایا

اب ہے اچھو کو بھی دیکھا تری آنکھوں کا مریض — چشم بیمار کا بیمار مسیحا پایا

غائب آنکھوں سے ہوا دیکھتے ہی دم بھر میں — توسن عمر گریزان کو چھلاوا پایا

ڈوب مرنے کی تمنا تھی سو وہ بھی نہ رہی — جب کہ چاہ ذقن یار کو سوکھا پایا

دیکھنے سے نہیں ہوتی ہے کسیکو سیری — ایک عالم کو تری دید کا بھوکا پایا

غیر پتھر کی طرح جم کے نہیں ہلتا تھا — سخت مشکل میں در یار سے سرکا پایا

رحم کرتے تو ہزاروں ہی دعائیں ملتیں — ہم غریبوں کے ستانے سے بھلا کیا پایا

پیر گردون کو ستم سے نہیں دیکھا تھکتے — کچھ جوانی سے سوا اس کا بڑھاپا پایا

پا گئیں کی ہمیں نوک آئی نظر جس گل میں — مثل کانٹے کے اوسے دل میں کھٹکتا پایا

چھوڑ کر چل دیے مرقد میں سب احباب عزیز — ایک کو بھی نہ برے وقت میں اپنا پایا

گو کہ مقتل میں ہوے سیکڑوں بسمل ٹھنڈے — پھر بھی قاتل کے کلیجے کو نہ ٹھنڈا پایا

نالے جس وقت کیے ہم نے شب فرقت میں — آسمان اور زمین کو تہ و بالا پایا

ساتھ جب تک تھی خودی تجھکو رہا مجھسے حجاب — آپ کو کھو کے تجھے ای بت ترسا پایا

کہتے ہیں جو صفت قد بلند دلدار — اونکا اونچا کرے اللہ تعالیٰ پایا

تادم زیست نہ نکلا کوئی اوسمیں پھنسکر — زلف پر پیچ کا پر پیچ بلا کا پایا

جسم لاغر جو کانٹے میں نظر کے تولا — ہم نے موئے کمر یار سے آدھا پایا

چھوٹے جھگڑوں سے پس مرگ ملی آسایش — جا سے آرام فقط قبر کا کونا پایا

عشق مژگان نے چڑھایا ہمیں بحر غم سے — ڈوبنے سے نہ بچے تنکے کا سہارا پایا

تجھ سے سمجھیں گے ہم اسکے عوض ای مشاطہ
بال بیکا جو کہین زلف دوتا کا پایا

٣٦

لب شیرین کا اثر کیا ہو بیان تجھ سے ادیب
تلخ باتون کو بھی دلدار کے میٹھا پایا

٢٢

تم دکھاؤ جو اوسے روئے منور اپنا
مہ نو کے رہجاے ابھی منھ اُتر اپنا

اپنے کہنے مین جو ہوتا دل مضطر اپنا
دل وہ آکر ہمین دیتا جو ہی دلبر اپنا

زلف کے عشق مین یہ لٹکے ہوا ہون لاغر
کہ نہین موے کمر یار کا ہمسر اپنا

یار کی آینہ داری بس اسی صورت سے ہے
آینہ لیکے تو منہ دیکھے سکندر اپنا

جو تمناے دلی ہی وہ ہو پوری ای ترک
دم آخر جو گلا ہو تہ خنجر اپنا

آتش عشق سے کیا خوف دل سوزان کو
وہ جو ہی آگ تو یہ بھی ہی سمندر اپنا

بیقراری جو یہی ہی تو کسے پہلو مین
نہ رہیگا نہ رہیگا دل مضطر اپنا

موم ہوگا مرے نالون کو سنیگا جسدم
وہ صنم لاکھ کلیجا کرے پتھر اپنا

چلتے پھرتے اگر آپ آئے ہین رہیے بھی ضرور
خانۂ دل کو سمجھیے کہ یہ ہی گھر اپنا

وہ گل اندام شب وعدہ نہ آیا صد حیف
بستر خار ہوا پھولون کا بستر اپنا

عشق نے موے کمر کے یہ کیا ہی لاغر
کہ تن زار ہوا بال برابر اپنا

اک قدم ضعف سے ہی سیکڑون منزل مجھکو
حال دل جاکے کہون یار سے کیونکر اپنا

ہاتھ سینے پہ اگر وہ پئ تسکین رکھدین
ہاتھ بھر کا ہو خوشی سے دل مضطر اپنا

کیون نہ کھٹکون دل اغیار مین ہر دم ای گل
سوکھکر خار ہوا ہی تن لاغر اپنا

بیڑیان زلف کی ہین عشق مین زینت کا سبب
نام زنجیر ہی جس کا وہ ہی زیور اپنا

جوش وحشت کا تقاضا ہی کہ فصل گل مین
پانون ہو خانۂ زنجیر سے باہر اپنا

طوق سونے کا ہوا اونکا تو مرا آہن کا
خوبرون کا وہ زیور ہی یہ زیور اپنا

دین و دل مومنون کے لوٹتے ہیں اوسکے خاطر
پھر بھی یارب نہ ہوا وہ بت کافر اپنا

کوچۂ یار مین ہی جان کی جوکھون اے دل
کوے قاتل ہی یہ رکھ پانون سمجھکر اپنا

تیری رفتار کے مشتاق ہین اے خنجر یار
حلق پر چل کے دکھاتے ہین جوہر اپنا

دیکھین کس طرح رہ ملک عدم کٹتی ہی
نہ کوئی یار نہ یاور ہی نہ رہبر اپنا

جان دینے پر آمادہ کھڑے ہین ہم بھی
ظلم کوئی نہ اوٹھا رکھے ستمگر اپنا

جابجا پھرتے ہین بازیچہ کہ عالم ہین
نرد کی طرح نہین ایک جگہ گھر اپنا

۳۷ انقلاب اب تو زمانے کا کچھ ایسا ہوا ادیب
ہم اوٹھین اور بٹھائے ہمین دلبر اپنا ۱۳

نہ لائے رخ انور پہ نقاب اپنا
دکھائے تو ہمین عالم شباب اپنا

نہ آئے جو شب وعدہ وہ ماہتاب اپنا
خیال خواب ہوا آنکھین اپنی خواب اپنا

دکھا کے آنکھین جو ساقی کرے عتاب اپنا
ہرن ہو میکدے مین نشۂ شراب اپنا

خطوط موج سے مضمون ہوا مفہوم
نہ سر اوٹھا کوئی صورت حباب اپنا

گیا تو پھر نہ پھرا مثل عمر رفتہ کبھی
شب وصال بتان تھا مگر شباب اپنا

نہ دیکھے مثل گل آفتاب اور طرف
جو پھیر منہ تری جانب کرے آفتاب اپنا

تمام رات رہے مثل ماہی بے آب
شب فراق یہ تھا حال اضطراب اپنا

ہر اک کے دل سے اوتر جائے ماہ چاردہم
اوٹھاؤ رخ سے جو تم گوشۂ نقاب اپنا

ہماری عیش ہی سب تلخ ہجر ساقی مین
ہی جام زہر ہمین ساغر شراب اپنا

اگر خیال رقیب سیاہ رو کا ہی
دکھاؤ چہرۂ روشن میان خواب اپنا

ہوا ہی وصل میسر بڑی مصیبت سے
نہ اب دکھائے فلک ہمکو انقلاب اپنا

ہم اشک پیتے ہیں کھاتے ہیں دانۂ زنجیر
یہ دانہ قید میں پایا ہی وہی آب اپنا

۲۸ ادیب پھول کے جائینگے کیسے لبریں
جو کہنے میں ہو دل خانماں خراب اپنا ۲۷

خندق میں گوڑ کے وہ گرا جو سوار تھا
کیا شوخ و سرکش ابلق لیل و نہار تھا

میں شکل مردہ کلبۂ احزان مزار تھا
بے یار مجھکو گھر میں لحد کا فشار تھا

بیتاب اس طرح میں شب انتظار تھا
گھر میں نہ چین اور نہ باہر قرار تھا

پھیلا کے پانوں چین سے سوتے تھے اتکھ
زیر سر اپنے جن دنوں زانوے یار تھا

ورنہ تکتے رات سب آنکھوں میں کٹ گئی
وعدے کی شب ہمیں یہ ترا انتظار تھا

جمشید وقت آینہ رووں کا تھا غلام
مالک جو تھا حلب کا وہ آئینہ دار تھا

میں جی گیا گیا جو قدم رنجہ میرے گھر
ای موت خوب آئی ترا انتظار تھا

جانے سے اوسکے آئی خزاں باغ دہر میں
گلزار کائنات کے وہ گل بہار تھا

سودائے زلف میں جو ہوا بادیہ نورد
جادہ ہر ایک میرے لیے شکل مار تھا

کیونکر نہ جز و لایتجزی کہیں حکیم
اونکا دہان تنگ مرا جسم زار تھا

اعدا دل میں کیوں نہ کھٹکتا میں رات دن
اونکے لیے تو خار مرا جسم زار تھا

دیکھا تو ایک شان خدا تھی ہر ایک میں
جو بن بتوں کا قدرت پروردگار تھا

وہ گلعذار مل گئے صد حیف خاک میں
گلبرگ جن کو فرط نزاکت سے بار تھا

پیتا بھلا وہ کیا مئی جان بخش میکشو
مردہ دل آپ زاہد شب زندہ دار تھا

ای ماہ اب نظر نہیں آتی وہ چشم مہر
کیا چار دن کی چاندنی دو دن کا پیار تھا

زاہد کو بھی ہوا ہی ترے عشق کا مرض
بیمار وہ ہوا کہ جو پرہیزگار تھا

مین مرگیا تو کتنی ہی تڑپتے گئے خلق — یاران رفتگان کا یہی یادگار تھا

زلف دراز یار سے کم بال بھر نہ تھی — المختصر یہ طول شب انتظار تھا

چہرے پہ اوسکے آنے سے خط کے کھلا ہین — حسن گریز پا ہے بتان مستعار تھا

وہ حال تھا مرا شب غم سے کہ دیکھکر — احباب کیا عدو بھی ہر اک اشکبار تھا

جب سے چھپے نظر سے نہین ہو وہ چشم لطف — دیکھا کہ آنکھون سے نکلے کا بس انکو پیار تھا

چاہا جو قتل غیر مین حسرت سے مرگیا — تاکا کسیکو اوسنے یہان مین شکار تھا

قربان گل سے تھے عارض رنگین یار پر — غنچہ وہان تنگ پر اوسکے نثار تھا

اوصاف جب سے لکھے دُر دندان یار کے — ہر اک سخن مرا گہر آبدار تھا

مین بھی وہ خفتہ بخت کہ جب مرگیا فنا — خوابیدہ سبزہ سر خاک مزار تھا

شہرت تھی جب کہ یار کے مژگان کی جا بجا — دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار تھا

۳۹ — ۱۴

اوس گلبدن کے ہجر مین یہ روئے ہم ادیب — شرمندہ اپنے اشکون سے ابر بہار تھا

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا — اللہ نے کیا پھول بھلیان سے نکالا

ہمت نے مجھے منت دونان سے نکالا — کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا

باقی نہ ہے اشک تو رو رو کے شب ہجر — خونناب جگر دیدۂ گریان سے نکالا

انمو دل نہین کچھ کیفیت ضبط خبردار — آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

جب مر گئے فرقت مین ہمین ہو گئی راحت — صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم — الفت نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون رہین گے ترے تا روز قیامت — اے موت جو رنج شب ہجران سے نکالا

طرز ستم و رہی عالم امکان
گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا

خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم
داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ خورشید
ہر ذرۂ خاک در جانان سے نکالا

وہ جنس زبون ہون کہ خریدار نے جسکو
ناکارہ سمجھ کر کف میزان سے نکالا

کیا صور قیامت سے تھے کہ ارباب عدم کو
نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا

رویا کیے فرقت مین ہم اک پردہ نشین کی
آنسو نہ کبھی دیدۂ گریان سے نکالا

۴۰

کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو دنیا سے کنارہ
رازق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

۴۱

ہر دل مین مثل روح ترا ہمکو گھر ملا
تو ہی ہر ایک شی مین ہمین جلوہ گر ملا

رویا جو یاد مین در دندان یار کی
اشکون کو میرے رتبۂ سلک گہر ملا

سیماب کی طرح رہے ہم مضطرب مدام
چین اس جہان مین نہ ہمین عمر بھر ملا

ہر چاک زخم دل سے بر آئی مری مراد
دل کی ہوس نکلنے کو کیا خوب در ملا

طوفان یہ اوٹھا در دندان کی آب کا
گردون سے جاکے قلزم آب گہر ملا

مقتل مین مجھ شہید کو اک عید ہو گئی
جسدم گلے سے خنجر بیداد گر ملا

عاشق شہید ہوکے گئے جلد خلد کو
خنجر کے دم سے جادۂ راہ سفر ملا

آیا جو وہ بغل مین تو فرط سرور سے
بیخود مین یہ ہوا کہ نہ دو دو پہر ملا

دیکھا جو باغ دہر تو مرنے کی ہے دلیل
میل رہ عدم سے مجھے ہر اک شجر ملا

ای شیخ ایک آن مین ہو جائیگا مرید
دست سبو سے ہاتھ تو ای بے خبر ملا

دیکھی ہے جب سے یار کے دانتونکی آب و تاب
کہتا ہے دل کہ خاک مین آب گہر ملا

جانے سے کوے یار مین سودا ہوا نصیب / ہاتون سے اپنے پاؤن کے یہ درد سر ملا

دیر و حرم مین ڈھونڈھتے بے فائدہ پھرے / دیکھا جو غور سے تو ترا دل مین گھر ملا

کیا بات ہم سخن لب شیرین یار سے / شاخ نبات سے نہ کسی کو ثمر ملا

یاد میان مین گم یہ ہوا مین شب فراق / میرا پتا نہ مثل کمر رات بھر ملا

ہمکو ہوا نظارۂ خورشید روے یار / تار شعاع مہر سے تار نظر ملا

ہم رنگ زرد پھرتے ہیں اس جہان مین / آرام کا بساط زمین پر نہ گھر ملا

ایسے فروغ ہے سوز عشق کا / خورشید روز حشر سے داغ جگر ملا

دل کی شکستگی پہ نہ جا او ستم ظریف / ساقی سے کیا ہی شیشۂ دل لوٹ کر ملا

دہن خم سرکشی کے تصور مین ہون خموش / زخم دہن سے چاک کو کیا بخیہ گر ملا

۴۱ محفوظ ہون حسد سے مین حاسد کے اے ادیب
صد شکر مجھکو بے ہنری کا ہنر ملا ۲۱

خوب ہے تم ہو کہون تمکو نہ کیونکر اچھا / کہتے سنتے آئے ہین سب اچھے کو برا اچھا

عشق کا کل نہو جسکو وہ ہے بیسر اچھا / جس مین سودا نہو وہ سر تہ خنجر اچھا

جب کسی کا نہین ہوتا ہے مقدر اچھا / سب برا کہتے ہین گو ہو نہین جوہر اچھا

آئینہ رو تمین ہو نام ابھی تک روشن / تھا مگر اختر تقدیر سکندر اچھا

در رہا ہوت مین تصویر مین دندان کے / قطرۂ اشک سے میرے نہین گوہر اچھا

آب دُر سے نہین کچھ آب بقا کو نسبت / رگ جان سے ہے ترا رشتۂ گوہر اچھا

تاج سلطان بھی نظرون مین نہین مجکو گدا / ہون وہ قانع کہ سمجھتا نہین مین زر اچھا

دولت عشق بتان نے کیا مجکو غنی / سنگ پارس کو سمجھتا نہین پتھر اچھا

وہ گل اندام تہ خاک پڑے ہین صد حیف — فرش گل کو جو سمجھتے تھے نہ بستر اچھا
حسرت آب بقا تا دم آخر نہ گئی — کون کہتا ہی کہ تھا بخت سکندر اچھا
ایک ہی گھونٹ مین دنیا کے مزے حاصل ہین — جام جمشید سے ساقی کا ہی ساغر اچھا
بات وہ کہہ کہ برا دل مین نہ مانے کوئی — کام وہ کر کہ تجھے سب کہین گھر گھر اچھا
نامہ ہر روز مرے یار کو پہنچاتا ہی — مرغ دل سے مین سمجھتا ہون کبوتر اچھا
کان مین جھک کے یہ کہتا ہی در گوش صنم — آبرو مین نہین مجھسے کوئی گوہر اچھا
خلش دل کے سبب ہی مژہ یار پسند — جسمین کچھ نوک نہو کیا ہو وہ نشتر اچھا
ایک دم کے ہین مکین فکر مکان کیا حاصل — بحر ہستی مین حبابون کا نہین گھر اچھا
لامکان تک مری فریاد و فغان جا پہنچی — آہ سے گنبد گردون مین ہوا در اچھا
ترے مجنون کے لیے ای صنم لیلی وش — کونسا خانہ زنجیر سے ہی گھر اچھا
جام سے خوب ہی جب دیدۂ مست ساقی — آنکھون کے ڈورون سے کیا ہو خط ساغر اچھا
ای مسیحا نے تجھے دعوی مسیحائی ہی — چشم بیمار کو اپنی تو بھلا کر اچھا

۴۲ — لطف اشعار نہ کچھ لطف معانی ہی ادیب
تیرے اشعار کو کوئی کہے کیونکر اچھا — ۱۵

دنیا کا لطف دل کو رہا شادمان رہا — جب تک مری بغل مین وہ آرام جان رہا
دل کو خیال زلف و خط گلرخان رہا — گھر مین ہمارے آتش گل کا دھوان رہا
جب تک کہ مجھکو عشق دہان و میان رہا — مثل نظر ہر اک کی نظر سے نہان رہا
گردش سے بخت کے نہ ملا مجھکو چین — بحر جہان مین صورت ریگ روان رہا
سر پہ جب آئی دھوپ بڑھاپے کی تب جگا — بعد شباب بھی مجھے خواب گران رہا

جب تک ہے یہان شیفتہ مژگان یار کا — سینہ مرا نشانۂ تیر و کمان ہا
تیرے بغیر یان ہی بے آب کیطرح — مین آتش فراق مین ہر دم طپان ہا
اسطرح غم کی شکل ہے یا مین فراق مین — پھرون وہ مجھکو دیکھکے گریہ کنان ہا
دن رات اوسکی دست حنائی کی یاد مین — آنکھون سے اپنے خون کا دریا روان ہا
آسان ہونگی مشکلین سب وقت نزع کی — مرتے دم اوس کا نام جو ورد زبان ہا
دم بھر نہ آئی نیند کسی کو شب فراق — بیچین میرے نالون سے سارا جہان ہا
جبتک ہے یان شباب کیا لاکھون کو ہلاک — وہ ترک اپنے وقت کا چنگیز خان ہا
صد حیف قتل گاہ مین سیراب سب ہوے — مین تشنہ کام تشنۂ آب سنان ہا
دو رہ فنا کی راہ مین جب شہر سے بیٹھے ہم — دو گام سے پیچھے توسن عمر روان ہا

(٢١)

رستے چلو ادیب کہ حافظ نے سچ کہا
رہنے کے قابل اب نہیں ہندوستان ہا

(٢٢)

نہین منظور اگر آزاد کرنا — پہ چھری سے ذبح اے صیاد کرنا
پئے ظلم اونکا مجھکو یاد کرنا — کرم سے لطف سے ہی شاد کرنا
کلیجا منھ کو لاتا ہی سفر مین — مرا اہل وطن کو یاد کرنا
جو اے دل نالش قاتل ہو منظور — لب ہر زخم سے فریاد کرنا
چھپانا راز الفت ہی جو اے دل — نہ ہرگز وا لب فریاد کرنا
نہین ممکن ہی ہم سے پیش قاتل — بیان لذت بیداد کرنا
جب آئین ہچکیان ہمکو دم نزع — ہوا معلوم اونکا یاد کرنا
مصیبت درد و رنج و بیکسی مین — نہ بھولے گا تمھارا یاد کرنا

ہزارون لذتین دیتا ہی ہمکو — ستمگر کا ستم ایجاد کرنا
جو دیکھے اوس ستمگر کی جفائین — فلک بھولے ستم ایجاد کرنا
بتون کا سخت دل ہو موم کیونکر — ہی مشکل کشتۂ فولاد کرنا
سوا تیرے ہی کس مین ای ستمگار — ستم مین طرز نو ایجاد کرنا
نہ منہ موڑین گے جانباز ای ستمگر — جہانتک ہو سکے بیداد کرنا
دکھائیگا ترا دل ای ستمگر — مرا دل کھول کر فریاد کرنا
دکھا کر قامت موزون کو اپنے — غلط تم مصرع شمشاد کرنا
دل ویران مین تم آنا کسیدن — یہ گھر اوجڑا ہوا آباد کرنا
نہین جانیگا ای چرخ اوپر اوپر — ترے مظلوم کا فریاد کرنا
جو ای فرہاد تو سیکھے فن عشق — مرے شاگرد کو استاد کرنا
اوٹھانا سیکڑون کو وہ مصیبت — نہ اُف تک ای دل ناشاد کرنا
لگا کر ہاتھ او چھا پیش اعیار — خجل ہم کو نہ ای جلاد کرنا
۴۴ جوانی کے گئے دن آگئی پیری — ادیب اب تو خدا کی یاد کرنا ۱۶

ای بلبلو گلزار مین فریاد نکرنا — نالون سے شکستہ دل صیاد نکرنا
کیا ظلم ہی طاقت تو نہین ضبط فغان کی — صیاد کا ہی حکم کہ فریاد نکرنا
مجھ عاشق وحشی سے یہی کہتی ہی وحشت — تو خانۂ زندان کبھی آباد نکرنا
فرقت مین جب اک روز بھی ہچکی نہین آئی — معلوم ہوا ہم کو ترا یاد نکرنا
ای شاہ بتان تجھکو قسم اپنے خدا کی — بندے کو غلامی سے تو آزاد نکرنا
ای آینہ رو تو وہ بہت اچھی نہین سختی — دل کو کہین آئینۂ فولاد نکرنا

صیاد تری گھات مین بیٹھے ہین خبردار
نالہ کہین اے بلبل ناشاد نکرنا

ای بلبلو اچھا نہین گلزار مین رہکر
پابند محبت دل صیاد نکرنا

بھوکا ہون تری دید کا گو زیست سے ہون تنگ
منھ پھیر کے قتل ای مرے جلاد نکرنا

اچھا تمھین انصاف کرو ہو کے مسیحا
اچھا ہے علاج دل ناشاد نکرنا

جاتے ہین دم صبح وہ اوٹھیگی قیامت
ای مرغ سحر بھول کے فریاد نکرنا

ای رشک پری خانۂ دل سے کہین جاکر
گھر اپنے ہوا خواہون کا برباد نکرنا

ہر آتش سودای شہادت یہی امید
خشک آب دم خنجر جلاد نکرنا

گلزار سے لیجاکے تو ای باد بہاری
بوئے گل گلشن کہین برباد نکرنا

مشتاق شہادت ہین نہ بسمل رہون دم بھر
دم ناک مین اے خنجر جلاد نکرنا

٤٥
اوس قامت موزون کے تصور مین ادیب اب
گلزار مین نظارۂ شمشاد نکرنا
٢٣

بہار آئی ہے ساقی شراب دیتا جا
اگر شراب نہے زہر ناب دیتا جا

ہماری آنکھین ترستی ہین گریہ کو ای دل
جو آب اشک نہو خون ناب دیتا جا

نہ اپنے کوچے مین کر ظلم ای بت کافر
نہ مجھے نزع جان مین عذاب دیتا جا

کھڑے ہین منتظر ای شہسوار راہ مین ہم
تو ایک بوسۂ چشم رکاب دیتا جا

حساب حشر کا ڈر ہے تجھے جو ای منعم
خدا کی راہ مین زر بے حساب دیتا جا

بجاے سرمہ لگانے کو اپنی خاک قدم
بدلے چشم مہ و آفتاب دیتا جا

یہ آرزو ہے کہ ای ترک تیغ و خنجر سے
تو اپنے کشتون کے کھیتون کو آب دیتا جا

کوئی تو یاد کی صورت نکال آگے کو
نشانی اپنی ہمین ای شباب دیتا جا

جو ساتھ غیر کے سوتا ہی بستر گل پر
تو خار مجھکو پئے فرش خواب دیتا جا

صفات اوس رخ روشن کی لکھتے ہین اے چرخ
پئے رقم ورق آفتاب دیتا جا

شباب پھر کے نہین آئیگا کبھی اے شیخ
ہزار ریش پہ اپنے خضاب دیتا جا

جو غیر لاکھ بلائین تو کہہ نہ آئین گے
ہزار بات کا صرف اک جواب دیتا جا

وہ تشنہ آب دم تیغ کا ہون اے قاتل
کہ لب پر آئی ہی جان اب تو آب دیتا جا

جو مے کے ساتھ گزک اوسکی نہو ساقی
دل برشتہ مرا اے کباب دیتا جا

عذاب نار جہنم سے کیون ڈرین ہم رند
خدا غفور ہی ساقی شراب دیتا جا

نکر خیال عذاب و ثواب اے ساقی
کشادہ ہی در توبہ شراب دیتا جا

نشانی اپنی جو دیتا ہی کچھ دم رخصت
تو داغ سے چھلے کا اے ماہتاب دیتا جا

ہی ایک عمر سے شوق شہادت اے قاتل
مین تشنہ کام ہون خنجر کی آب دیتا جا

کھلی ہی چاندنی ہی لطف میکشی ساقی
ہی آفتاب غروب آفتاب دیتا جا

قیام بحر جہان مین نہین ہی دم بھر بھی
ہر ایک کو یہ خبر اے حباب دیتا جا

حساب بوسون کے دینے کا کچھ نکر لمین
یہ چھیر سینے کی ہی بے حساب دیتا جا

حباب بحر کو اے باد پائے عمر روان
ثبوت ہستی پا در رکاب دیتا جا

۴۶ ادیب صبح و مسا جا سرمۂ آنکھون مین
غبار خاک در بوتراب دیتا جا ۲۰

حسن مین ناز مین انداز مین یکتا نکلا
تو ہر اک بات مین عالم سے نرالا نکلا

ٹھیک اوسوقت مین اوصاف سراپا نکلا
سر کا جسوقت کہ ایڑی سے پسینا نکلا

دل جگر توڑ کے جب تیر تمھارا نکلا
پوری حسرت ہوئی ارمان دل اپنا نکلا

زلف شب رنگ سے اونکا رخ زیبا نکلا — پردہ ابر سے یا چاند سراپا نکلا

سخت حیرت ہی کہ اک طرفہ تماشا نکلا — تھا جو مٹی کا وہ بت نور کا پتلا نکلا

آبرو پائی ترے کان کا گوہر ہو کر — اسلیے بطن صدف سے در یکتا نکلا

وہ پھر حسن چلا گھر کو جو رخصت ہو کر — چشم گریان سے مری اشکونکا دریا نکلا

مر گئے پر نہوا یار کا دیدار نصیب — حسرت دید مین دم آنکھون سے اپنا نکلا

دیکھتے دیکھتے غائب ابھی نظرون سے ہوا — توسن حسن گریزان تو چھلاوا نکلا

زہر کھانے اٹھے خضر دیکھ کے وہ سبزہ خط — لب جان بخش پر اوسکے دم عیسی نکلا

بیڑیان توڑ کے وحشت مین نہونگا پھر قید — مین جہان خانہ زنجیر سے نکلا نکلا

سانپ اک لوٹگیا دیکھتے ہی چھاتی پر — سامنے سے جو کوئی گیسوون والا نکلا

کھولکر دیدہ وحدت کو جو دیکھا ہم نے — رشتہ سبحہ سے زنار کا رشتا نکلا

سارے عالم کے جوانونکو کیا پست اسنے — فلک پیر کا آفت کا بڑھاپا نکلا

بحر غم سے ہوے پار الفت مژگان کے سبب — ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا نکلا

مرض عشق سے صحت ہوئی حاصل پس مرگ — ملک الموت مرے حق مین مسیحا نکلا

چلدیے چھوڑ کے تنہا ہمین ہم قید مین عزیز — حیف اسوقت مین کوئی بھی نہ اپنا نکلا

اوسکی دانتون سے صفا مین جو کیا تھا دعوی — درخوشاب نظر مین مری جھوٹا نکلا

مین ہون اس دار فنا مین وہ بلاکش حسرت — غم کو بھی مین مرا ایک نوالا نکلا

٤٧ — جان جائیگی او سید م مری حسرت مین ادیب / خنجر یار اگر کاٹ کے رستا نکلا — ١٧

سخت نازک ہی بہت یہ دل شیدا میرا — ٹھیس لگنے سے نہ ٹوٹے کہین شیشا میرا

ہجر دلبر میں برا حال ہی ایسا میرا
لوگ رو دیتے ہیں سن سن کے فسانا میرا

یہی ارمان ہی دن رات خدایا میرا
اوسکی گردن میں رہے دست تمنا میرا

یاد رکھنا کہ ہوئی جوشش وحشت جسدم
ایک جھٹکے میں نہیں سلسلہ پا میرا

شوق دیدار ہی اسطرح کہ مثل نرگس
بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا میرا

کاٹتا ہوں شب فرقت کو میں تارے گنکر
ہو گیا خواب ترے ہجر میں سونا میرا

دھجیاں دامن صحرا کی ابھی اوڑجائیں
جوش پر آئے اگر عشق جنون زا میرا

میں وہ عاشق ہوں کہ حوران بہشتی ہر دم
دیکھتی ہیں کھڑی فردوس میں رستا میرا

جب سے اوس غیرت خورشید کا ہی دلمیں خیال
کم نہیں مہر منور سے سویدا میرا

دلمیں غیروں کے نہ کسطرح میں کھٹکوں دن رات
ہجر میں جسم ہوا سوکھ کے کانٹا میرا

شمع روشن کیطرح داغ ہیں سر سے پا تک
غیرت سرو چراغان ہی سراپا میرا

میں وہ مجنون ہوں کہ مجنون اوسے سب کہنے لگے
پڑ گیا بید پر اک روز جو سایا میرا

مست ہوں اپنی فقیری میں نہیں حرص جہان
جام جمشید سے بڑھکر ہی پیالا میرا

روئے سے اوٹھتے ہیں اقلیم عدم کے مردے
ہمنفس صور قیامت کے ہی نالا میرا

لوگ کہتے ہیں کہ خورشید قیامت نکلا
داغ دل سے کبھی ہٹتا ہی جو پھاہا میرا

یہ وہ ہی روگ کہ دشمن کو بھی اللہ بچائے
مرض عشق سے عاجز ہی مسیحا میرا

۴۸ — ۱۵

میکشی کم نہیں کچھ مجھکو عبادت سے ادیب
روز میخانے میں بچھتا ہی مصلا میرا

اوس کف پا سے تو اوسوقت مقابل ہوتا
داغ تجھ میں نہ اگر ای مہ کامل ہوتا

پوچھتے عشق کا وہ راز جو مشکل ہوتا
اس زمانے میں اگر کوئی بھی کامل ہوتا

درد فرقت کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہوتا
صورت غنچہ سراپا مین اگر دل ہوتا

قتل کرنے سے مرے جو نہ خجالت ہوتی
سرنگون کس لیے پھر خنجر قاتل ہوتا

اگر اوصاف نہ لکھتا دہن تنگ کے مین
غیب دانی کا مری کوئی نہ قائل ہوتا

ہجر مین سیر چمن ہوتی قیامت سے سوا
نالہ صورت مجھے شور عنادل ہوتا

ہاتھ سے اپنے جو دیتا وہ مسیحا مجھکو
جان شیرین سے سوا زہر ہلاہل ہوتا

مصحف رخ کی قسم دل کی تمنا ہے یہی
ہاتھ میرا تری گردن مین حمائل ہوتا

گرمی آتش عارض سے جل اٹھتا عالم
پردہ تار نظر بھی جو نہ حائل ہوتا

دم گلگشت چمن ہجر مین گل ہوتے خار
بے ترے برگ شجر خنجر قاتل ہوتا

دوستو جذبۂ دل کا مین دکھاتا جو اثر
اپنی آغوش مین وہ حور شمائل ہوتا

میکشی کے لیے وہ مہر اگر فرماتا
آسمان شیشہ تو ساغر مہ کامل ہوتا

حصلے دیتا جسے عشق لب رنگین بتان
تھوکتا خون وہ ایسا مرض سل ہوتا

ہاتھ سے اپنے مجھے قتل جو کرتا وہ ترک
ہاتھ بھر کا مرے سینے مین مرا دل ہوتا

۴۹ سوزش عشق سے دریا مین نہاتا جو ادیب
خشک مثل لب عاشق لب ساحل ہوتا ۱۰

مآل زیست اچھا تھا جو سر اپنا قلم ہوتا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم ہوتا

سرائے دہر مین ہمکو نہ کچھ عقبی کا غم ہوتا
جو اپنے پاس اے دل توشۂ راہ عدم ہوتا

قدم رنجہ جو فرماتے تو بندے پر کرم ہوتا
مرا بیت الحزن اے گلبدن رشک ارم ہوتا

ہمارے دل کی ساری حسرتین دم مین نکلجاتین
گلو اپنا جو لے قاتل تہ تیغ دو دم ہوتا

وہ لاغر ہون دہن کی یاد مین جو ناپتا کوئی
تن کاہیدہ اپنا نقطۂ وہمی سے کم ہوتا

مرے ہین عاشق شیدا قدمبوسی کی حسرت مین
عجب کیا تھا جو پیدا خاک سے نخل قدم ہوتا

دم آنکھون مین مرا تھا اور لب پر جان آئی تھی
اگر اب بھی نہ آتا تو تو ہی ظالم ستم ہوتا

تمھارے چہرۂ روشن کی مدحت کا جو دھیان آتا
برنگ شمع محفل ہاتھ مین اپنے قلم ہوتا

جو شوق دید مین حسرت نہ رکھتے ہمکلامی کی
تو کیون جان آتی لب پر اور کیون آنکھون مین دم ہوتا

۵۰

ادیب اپنی تمنا ہی یہی درگاہ خالق سے
وظیفہ نام کا اوسکے لبون پر مرتے دم ہوتا

۲۷

گھر مین آجائے جو وہ مہر درخشان اپنا
بنے خورشید محل کلبۂ احزان اپنا

ہم بغل وصل کی شب ہی مہ تابان اپنا
منھ نہ اب ہم کو دکھائے شب ہجران اپنا

کاش انجام جو سوچے گل خندان اپنا
رو کے صد چاک کرے جیب و گریبان اپنا

تم دکھاو جو ہمین رخ درخشان اپنا
دل مین کوئی نرہے حسرت و ارمان اپنا

پھر ہوا جوش جنون سلسلہ جنبان اپنا
گھر نظر آنے لگا صورت زندان اپنا

تم دکھاو جو ہمین چاہ زنخدان اپنا
دل گرے چاہ سے مثل مہ کنعان اپنا

جب سے ہی گیسوی پیچان بتان کا سودا
اے جنون خانۂ زنجیر ہی زندان اپنا

ہاتھ گلدستہ بنا چھلون سے گل سی ہی گل
سینہ داغون سے ہوا رشک گلستان اپنا

جب سے اوصاف لکھے ہین لب لعلین کے ترے
لقب اوس دن سے ہی یاقوت رقم خان اپنا

اوس پری نے جو جنازے کو اوٹھایا آکر
تخت تابوت ہوا تخت سلیمان اپنا

شب تاریک لحد کا نہین کچھ ڈر پس مرگ
داغ سینہ ہی ہر اک شمع شبستان اپنا

خیرہ ہوتی ہی نظر اونکی رخ روشن سے
پھیرے اسوجہ ہی منھ مہر درخشان اپنا

خانۂ دل مین جگہ دون مین بڑی خاطر سے
ناوک یار اگر آکے ہو مہمان اپنا

عشق مین اوس بت کافر کے فدا ہی دعا
جان جاے نہین کچھ غم رہے ایمان اپنا

یہ کسی کو نہین معلوم کہ وہ کس کا ہی
گبر اپنا اوسے کہتے ہین مسلمان اپنا

نیند دم بھر بھی نہ آئے یہ پریشانی ہو
ہم سنائین جو تمھین حال پریشان اپنا

دیکھ اے دل نہ کہین اوسکی گلی سے تو جا
باغ فردوس سمجھ کوچۂ جانان اپنا

الامان خلق مین ہر ایک پکار اوٹھیگا
شعلۂ آہ جو ہوگا شرر افشان اپنا

نظر آنے لگین افلاک حباب یم اشک
رونے پر آئے اگر دیدۂ گریان اپنا

ہون وہ بیمار تپ غم کہ ابھی صحت ہو
تم دکھا دو جو مجھے سیب زنخدان اپنا

بھولکر بھی نہ لگائے کبھی دل اوس بت سے
رکھے ایمان اگر مرد مسلمان اپنا

مین جو رویا لب لعلین کے تصور مین کبھی
قطرۂ اشک ہوا لعل بدخشان اپنا

عارض صاف سے پھر اوسکے مقابل ہو نہ
داغ سہلے تو مٹا اے مہ تابان اپنا

جوش وحشت مین یہ کہتا ہی دل اہل جنون
چاک دامن بھی ہو مانند گریبان اپنا

دیکھکر مجھکو ترے ہجر مین زار و ملول
دوست ہر ایک ہی انگشت بدندان اپنا

جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین ہین ہون
تیرے سوا اور نہین ہی کوئی خواہان اپنا

کرکے یاد اپنے گناہون کو بہا اشک ادب
تجھکو دھونا ہی اگر نامۂ عصیان اپنا

ردیف بای موحدہ

۵۱ ۱۷

جب لب دریا مرے ساقی نے جاکر پی شراب
ہوگیا عکس لب می نوش سے پانی شراب

کاتب تقدیر نے قسمت مین جب لکھی شراب
ہوگئی ایام طفلی سے مری گھٹی شراب

کیا کریگی اس سے بڑھکر اور ریزہ روزی شراب
جب نہین ٹھہری خم گردون مین ساقی شراب

ہون وہ میکش جب سے می پینے سے مین نادم ہوا
ہی بن مو سے مرے جاے عرق جاری شراب

تیری فرقت مین ہی بزم عیش بیشک قتل گاہ
آب خنجر ہی ہمارے حق مین اے ساقی شراب

میکشی سے توبہ کی مجھ رند نے جس روز سے
ہوگئی پانی کے مول ایسی ہوئی سستی شراب

میکشی سے آگئی میرے تنِ بیجان مین جان
زاہدو رکھتی ہی اعجاز مسیحائی شراب

مین وہ رند بادہ کش ہون طالب مے جب ہوا
حور جنت خلد سے میرے لیے لائی شراب

فرط گرمی سے ہوا میخانے مین محشر بپا
آفتاب حشر سے کرتی ہی ہمدوشی شراب

کیون نہ دخت رز کی صحبت سے ہو زاہد کو گریز
کھول دیتی ہی ہر اک کا راز پنہانی شراب

جبکہ میکش ہون تو کیون رنج دو عالم سے ڈرون
ہی مرے طوفان غم کے واسطے کشتی شراب

زور ایسا ہی کہ جاتی ہی فلک پر جوش مین
پیر گردون کو دکھاتی ہی جوانمردی شراب

زور مین آکر اوڑی جاتی ہی میرے ہاتھ سے
مجھ فقیر مست سے کرتی ہی شہ زوری شراب

مین وہ میکش ہون گرا دیتے ہین میرے نام پر
پیتے ہین جسوقت رندان خراباتی شراب

سیکڑون سے مین بٹھین کرکے بیعت دست سبو
جو دکھائے زاہدون کو اپنی رعنائی شراب

اک طلسم تازہ دیکھا ہم نے بزم عیش مین
اوڑگئی بن کر پری شیشے سے جب نکلی شراب

٥٢ ساقی کوثر سے طالب ہون مین اوسکا اے ادیب
جو کہ پیتے تھے جناب حافظ و جامی شراب ٢٣

واہ پردے سے رخ دلدار اب
لوٹتے ہین دولت دیدار اب

خواب مین آتا ہی شب کو یار اب
بخت خفتہ ہی مرا بیدار اب

بحر غم سے کر الٰہی پار اب
مین ہون تنہا اور ہی منجدھار اب

ہمکو کروٹ کا بھی لینا ہی محال
ناتوان ایسا ہی جسم زار اب

باغ رضوان سے مجھے کیا واسطہ
غیرت جنت ہی کوے یار اب

کیا کیا ہی یاد انکو موت نے | ہچکیاں لیتے ہین جو بیمار اب
باغ جنت کو ہمارا ہی سلام | کرتے ہین گلگشت کوے یار اب
کیون نہ کانٹا سا مین کھٹکون غیر کو | لاغری سے ہوگیا ہون خار اب
ہون بصورت غم کی ہجر یار مین | دیکھکر روتے ہین غمخوار اب
غنچہ پیکان ہی تمھارے ہجر مین | برگ گل خنجر ہی ہر گل خار اب
آپ کو بھی ہم نظر آتے نہین | ہو گئے ہین یہ نحیف و زار اب
دست مین اس گل کی ہم پڑھتے ہین شعر | کیون نہ ہو بزم سخن گلزار اب
کسلیے جائین پی گلگشت باغ | سینہ پر داغ ہی گلزار اب
زخمیون کو سبزہ خط کا ہی عشق | کیا کرین گے مرہم زنگار اب
حیف انسنے وعدہ فردا کیا | اور ہم ہین تشنہ دیدار اب
رات دن تیرا ہی رہتا ہی خیال | کیونکر آئے کل ہمین اے یار اب
بن گیا سوے میان دلبران | ہوگیا ہون یہ نحیف و زار اب
قاتلو مجھکو کفن درکار ہی | زخم تن پر ہو تو دامندار اب
ہی جنون اس گل کی الفت کا مجھے | طوق ہی میرے گلے کا ہار اب
وا رہین گی اپنی آنکھین حشر تک | اسقدر ہی حسرت دیدار اب
دل مین گنجایش کسی شی کی نہین | ہی تمنا اون کا یہ انبار اب
اوس مسیحا سے کوئی جا کر کہے | آنے مین اچھا نہین انکار اب
دم ہی لب پر ڈھل گیا انکھو کا نیل | کوئی دم کا ہی ترا بیمار اب
شکر کا سجدہ بجا لاؤ ادیب | زیر سر ہی زانوے دلدار اب

ردیف بای فارسی

۵۳ — ۹

آمادہ جور و ظلم پر آٹھون پہر ہین آپ
سچ مجھسے پوچھیے تو لڑائی کا گھر ہین آپ

دلمین نہان ہین یا کہ پوشیدہ جان مین
آنکھین ہماری ڈھونڈھ رہی ہین کدھر ہین آپ

زلفین وہ پائی ہین کہ سراپا ہین دام عقل
رخ وہ ملا کہ غیرت شمس و قمر ہین آپ

القاب خط شوق مین لکھتا ہون یون انھین
آرام دل ہین راحت جان و جگر ہین آپ

کہدیجیے یہ صاف تو تسکین قلب ہو
میری طرف کہ غیر کی جانب کدھر ہین آپ

قاصد نہین پیام نہین کچھ خبر نہین
ہر طرح میرے حال سے کیون بیخبر ہین آپ

شمس و قمر ہین دید کے مشتاق رات دن
لاریب اک جہان کے مد نظر ہین آپ

دیوانہ سمجھون مین جو پری آپ کو کہے
کیونکر بشر کہے کوئی رشک بشر ہین آپ

اسکے سوا ادب سے کہے کیا حضور کو
گلزار حسن و زیب کے طرفہ شجر ہین آپ

ردیف تای فوقانی

۵۴ — ۲۰

بے بلائے رہے گھر غیر کے ساری برسات
حیف ہے ہمنے اسی حسرت مین گذاری برسات

کیا کہین ہجر مین کس طرح گذاری برسات
کاٹی مر مر کے بغیر آپ کے ساری برسات

آب دیدہ سے گل داغ جنون تازہ ہین
کم نہین ابر بہاری سے ہماری برسات

موسم گل مین رلایا یہ تری فرقت نے
چشم گریان سے ہوئی فصل بہاری برسات

لطف بارش ہے اوسیوقت کہ جب یار ہو پاس
رنج ہجران سے ہمین ہو گئی بھاری برسات

چشم گریان سے مری کیون نہ بہے قلزم شتاب
تم نہ اک روز بھی آئے گئی ساری برسات

فصل بارش مین کسی دن نہ تم آئے افسوس
حسرت و یاس مین سب ہمنے گذاری برسات

سرد مہری بتان رکھتی ہے گریان شب و روز
فصل سرما جو ہوا اونکی تو ہماری برسات

ہمکو اک قطرۂ باران بھی ہی فرقت مین پہاڑ
یارش تیر جو مجھپر ہوئی کیون غیر کیلئے
رتبہ ابر گھٹا دیدۂ پرنم سے مرے
قحط سالی کا نہین خلق کو اوس روز سے خوف
یاد آتی ہی جو بارش مین لب رنگین کی
دھیان ہی گوٹے کے تعویذ و نگار و نے مین ہین
چشم گریان کو جو دیکھے تو بھرے پانی ابر
روتے ہین سردی و گرمی زمانہ سے مدام
ساتھ رونے کے ہی نالان دل پُر داغ مرا
فرقت یار مین رونا جو ہمارا دیکھے
دھائے سے قلزم دیدہ کے کٹا گلشن دہر

تم نہو پاس تو لاریب ہی بھاری بر
پاس رکھتی ہی نہ خنجر نہ کٹاری بر
چشم گریان سے رہا کرتی ہی جاری بر
چشم گریان سے ہی جبسے رونے جاری بر
خون روتا ہون شب و روز مین ساری بر
جگنو آتے ہین نظر رات کو ساری بر
دل نالان کی کرے آئینہ داری بر
اب تو ہر فصل مین رہتی ہی ہماری بر
شور طاؤس کیا کرتے ہین ساری بر
چشم گریان سے خفیف آکے ہوئی ہماری بر
ہو گئی ہر شجر باغ کو آری بر

٥٥

روشنی قلب کو ہوتی ہی جو رونے مین ادیب
دھوتی ہی دل کی کدورت کو ہماری برسات

٤٠

ہم بغل آکے ہوا ہی وہ قمر آجکی رات
سنکے حال آنے کا ای رشک قمر آجکی رات
نہین ہوتی ہی کسی طرح سحر آجکی رات
دی یہ ہر کار و نے اشکون نے خبر آجکی رات
کل شب وصل تو غل شام ہی سے کرتے تھے
زلف شبگون مین قیامت ہی چمک چہرے کی

تا قیامت رہے یارب یہ گہر آجکی رات
در کو تکتے رہے ہم چار پہر آجکی رات
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آجکی رات
ہوکے پانی نہ بہے دل او جگر آجکی رات
یا خدا مر گئے کیا مرغ سحر آجکی رات
چاند سورج ہین ترے شمس و قمر آجکی رات

لے لیا دیکھتے ہی دیکھتے نقد دل و جان
تمنے ای جان کیا آنکھوں مین گھر آجکی رات

شرم سے اوسنے چھپایا بدن لیا دم وصل
نہ وہ معلوم ہوا مثل کمر آجکی رات

تیرگی چھائی ہے کچھ ایسی شب فرقت کی
نام کو بھی نہین ہے نور قمر آجکی رات

وصل کی شب ہی کہونگا مین گھڑی ہے اوسنے قریب
کوئی بولے تو بھلا مرغ سحر آجکی رات

اسقدر یاد میان مین تیری رویا ہون
آب دیدہ ہی مرے تا بکمر آجکی رات

ہین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار
خواب مین آئے جو وہ رشک قمر آجکی رات

رہے دیدار سے محروم جب آیا وہ قمر
ضعف سے اوٹھ نسکے پائے نظر آجکی رات

دھوم ہو جائیگی ہوا نوح کا طوفان بپا
آہ مین رونے پہ اگر دیدۂ تر آجکی رات

چشم بیمار کی الفت مین ہوا زار ایسا
تن لاغر ہے مرا تار نظر آجکی رات

سیر کرنے سے اونھین کیا وہ آئینگے کبھی
ساری دنیا جو ادھر کی ہو ادھر آجکی رات

دل مجروح مین ای ماہ ترا جلوہ ہے
چاندنی کا ہو زخمون مین اثر آجکی رات

وقت کچھ ایسی ہوئی مجھکو کہ دل بیٹھ گیا
کیا کہون سینے سے اوٹھا درد جگر آجکی رات

لوگ کہتے ہین کہ وہ رشک قمر آئیگا
چاندنی کا ہو بچھونا مرے گھر آجکی رات

دید کیا اونکی ہو جب طالع خفتہ کیطرح
سو گئے حیف مرے پائے نظر آجکی رات

درد دندان کی صفت مجھسے جو لوگون نے سنی
کان ہر اک کے ہوے کان گہر آجکی رات

سارے عالم مین اک اندھیر نظر آئیگا
زلف مشکین کو وہ کھولینگے اگر آجکی رات

نقد دل دیکھیے کس طرح مرا بچتا ہے
بے طرح گھات مین ہے دزد نظر آجکی رات

رنج جو چاہے وہ تو ای شب ہجران دے لے
مرنے پر ہمنے بھی باندھی ہے کمر آجکی رات

بیٹھنے کو مرے پہلو مین وہ آئے جسدم
پئے تعظیم اوٹھا درد جگر آجکی رات

جو ترے پیار کے مرتا ہون بہت روز دن | جان نکلے گی مری پچھلے پہر آجکی رات
روز نوروز وشب قدر سے بڑھکر ہے مجھے | آکے مہمان ہوا ہی وہ قمر آجکی رات
غنچے پیکان ہین فرقت مین دم سیر چمن | بڑھکے خنجر سے ہین برگ گل تر آجکی رات
چین کیا آئے شب وصل ہمارے دل کو | شام سے چیختے ہین مرغ سحر آجکی رات
وصل کی شب ہی بغل مین ہے مرے اک حور لقا | غیرت قصر جنان کیون نہو گھر آجکی رات
سوز فرقت سے ہم ہی شمع رہو شمع صفت | شام سے جلتے رہے تا بسحر آجکی رات
بزم مین جو وہ چہرے سے اوٹھا دین وہ | آتش رخ سے جلے آتش تر آجکی رات
کیا ضرورت ہی مجھے شمع کی ای رشک قمر | مہر رخ سے ترے پرنور ہی گھر آجکی رات
صدمے ایسے شب فرقت کے اوٹھائے ہمنے | پک کے پھوڑا ہوئے دل اور جگر آجکی رات
شب تاریک لحد کا نہین ڈر بعد فنا | مثل خورشید ہی ہر داغ جگر آجکی رات
صبح تک شام سے دھڑکا یہ ہا وصل کی شب | بول اوٹھے نہ کہین مرغ سحر آجکی رات
تو نمک پاش جو ہوتا تو مزہ تھا ای ترک | ہوتے خندان دہن زخم جگر آجکی رات
پھر سمجھنا مجھے یہ زندہ جاوید ہوا | بچ گیا رنج سے فرقت کے اگر آجکی رات
زار اسطرح کیا ہی تپ فرقت نے مجھے | نظر آتا نہین مین مثل نظر آجکی رات
یاد مین اوسکی فراموش زمانہ ہی ادیب | ہون وہ بیخود کہ نہین اپنی خبر آجکی رات

۵۶ ردیف ثاے مثلثہ ۹

بے جرم عشوہ دشمن جان ہی مرا عبث | کھینچتی ہی مجھسے یار کی تیغ ادا عبث
جل کر ہوا کباب دل زار ہجر مین | رخسار آتشین کا تصور بندھا عبث
ہم خوب جانتے ہین کہ انمین وفا نہین | دل مبتلاے عشق بتان ہو گیا عبث

آتا نہین ہی رحم کبھی سن کے حال زار — اوس سنگدل سے کرتے ہین ہم التجا عبث
مدت گزر چکی ہی کہ ہمراز ہون ترا — مجھسے شب وصال مین شرم و حیا عبث
آئے تو فاتحے کو وہ آئے مزار پر — یارب مری قبول ہوئی تھی دعا عبث
نور نگاہ و زور بدن دونون گھٹ چلے — پیری مین جوش عشق بتان بڑھگیا عبث
دامان یار تک نہ گیا فرط ضعف سے — ناکام ہو کے کام ہوا ہی روا عبث
دانستہ خود دیا ہی دل اپنا جو ای ادیب — بے مہری صنم کا ہی ہر دم گلا عبث

۵۷ ردیف جیم معجمہ ۳۲

پیہم الم کی لہرین ہین ای کردگار آج — مجدھار مین ہون کر مرے بیڑے کو پار آج
ایسے مین کر مدد مری ای کردگار آج — مونس نہ کوئی اور نہ ہی غمگسار آج
لذت ہو زخم کھانے کی ای تیر یار آج — پہلو کو تو جو توڑ کے ہو دل کے پار آج
ہی سخت زلزلے مین ہمارا مزار آج — مرقد مین مضطرب ہی دل بیقرار آج
اوٹھتا ہی درد دل سے مرے کیون بار بار آج — شاید بغل مین غیر کے بیٹھا ہی یار آج
جو چاہے دید مجمع لیل و نہار آج — دیکھے وہ روز رو و شب زلف یار آج
بیماری فراق مین ہین زار و ناتوان — کیا ٹوٹے مجھسے رونے مین اشکونکا تار آج
تنہا شب فراق مین ہون ای خیال یار — کوئی نہین ہی تیرے سوا غمگسار آج
در تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین مری — آنے کا یار کے یہ کیا انتظار آج
دل کا ہمارے غنچۂ پژمردہ کھل گیا — آیا جو گھر مین وہ گل رشک بہار آج
ہی زندگی بھی موت سے بڑھکر فراق مین — فرقت کی شب ہی گھر مین لحد کا فشار آج
گرمی جو داغ عشق دکھائے پس فنا — ہو جل کے خاک سبزۂ خاک مزار آج

عقبی کی فکر کچھ نہین دل باغ باغ ہی
جنت سے کم نہین ہی ہمین کوئے یار آج

آنکھون کو چاہیے کہ کرون فرش رہگذر
کہتے ہین آنے کو ہی مرے گھر مین یار آج

در پر کبھی کھڑے ہین کبھی گھر مین ہین کھڑے
وعدے کی شب کہین نہین ہمکو قرار آج

موسی کیطرح گر پڑے بیہوش ہو کے ہم
دیکھا جو شب کو جلوۂ رخسار یار آج

ای دست وحشت آمد فصل بہار ہی
ثابت نہ جیب مین رہے کوئی بھی تار آج

خوش ہین ہمی نشاط سے فردا کا غم نہین
مر جائین کل کے خوف سے کیون بادہ خوار آج

ای بت تجھے خدا کی قسم ہی نکال ڈال
مجھ خاکسار سے جو ہو دلمین غبار آج

تنہا فراق یار مین ہم ہین تو غم نہین
ہمدرد درد او رہی غم غمگسار آج

نکلی ہی جان عارض روشن کے عشق مین
ہی رشک مہر ذرۂ خاک مزار آج

دیکھا جو حال زار مرا ہجر یار مین
اشک عدو ٹپک پڑے بے اختیار آج

پانون پڑ گئے ہین دشت نوردی مین تھکیا
کیا غم جو ہمسے نوک کی لیتے ہین خار آج

ہنگام وقت آئی لب گور سے صدا
آیا ہی بعد عمر مرا یار غار آج

کیا ہو بہار جو مئی گلگون سے سرخ ہو
ریش سفید زاہد شب زندہ دار آج

ہین ہو گیا ہون صدمۂ فرقت سے ناتوان
کیا ٹوٹے فرط ضعف سے اشکون کا تار آج

اسد سے عکس جلوۂ رخسار آتشین
ہر اک شجر چمن مین ہی نخل چنار آج

کانٹا ہوئے ہین سوکھ کے اوس گل کے ہجر مین
دلمین عدو کے کھٹکتے ہین ہم بنکے خار آج

ایسا ہوا ہون دشت نوردی مین سرفراز
پانون کو میرے سر لگاتے ہین خار آج

ہو سامنا جو گوہر دندان یار کا
مٹی ہو آبروئے دُر آبدار آج

فصل بہار آنے کی بے پر کی ہی خبر
باور سنے مجھے نہین کہے بلبل ہزار آج

ہی ہی چمن ہی اور شب مہ بھی ہی ادیب / کیا لطف ہو جو ایسے مین آجائے یار آج

۵۸ ردیف جیم فارسی ۶

مجھسے کہین لگے نہ تری زلف دوتا کے پیچ / تقدیر مین تو اپنے پڑے ہین بلا کے پیچ

یہ ضعف بڑھ گیا ہی غم زلف یار مین / سینے سے آہ آتی ہی لاکھون اوٹھا کے پیچ

اک دم مین لاکھ بار بندھے اور کھل گئے / دستار مین بھی اوسکے ہین ناز و ادا کے پیچ

دم دیکے میری روح بدن سے نکال لی / ہستی پر اپنی چل گئے پیک قضا کے پیچ

چھوٹے نہ پیچ و تاب سے ہرگز کسی طرح / گیسو کے غم نے مجھکو دیا انتہا کے پیچ

میری طرح ادیب پڑے پیچ و تاب مین / سنبل جو دیکھے یار کی زلف دوتا کے پیچ

۵۹ ردیف حاے حطی ۸

آئی جو سن کے شہرت رخسار یار صبح / پیش رخ صبیح ہوئی شرمسار صبح

لیکر شعاع مہر کی جاروب ہاتھ مین / آتی ہی روز جھاڑنے کو قصر یار صبح

نفرت ہی مجھکو صورت نحس رقیب سے / جیسے کہ شام سے نہین ہوتی دوچار صبح

انجام سے اپنے رنج کا آتا نہین نظر / رکھتی نہین ہماری شب انتظار صبح

اوس مہ جبین کے رخ سے مرا گھر ہی برج عیش / تا حشر اے کریم نہو آشکار صبح

مانند عاشقون کے گریبان دریدہ ہی / کسکے غم فراق مین ہی دلفگار صبح

دیکھے اگر صفاے بناگوش یار کو / پھر نثار لائے دُر شاہوار صبح

روشن ہوا یہ دیکھنے سے ہمکو اے ادیب / اونکے صفاے رخ سے ہوئی شرمسار صبح

۶۰ ردیف خاے معجمہ ۱۷

پوشاک پہنتا ہی جو وہ غنچہ دہن سرخ / چاک اپنی قبا کرتے ہین گلہاے چمن سرخ

مانند حنا رنگ کف پا سے ہی ظاہر | وستار جو تو باندھے ہی اے غنچہ دہن سرخ
یا رخ گلگون مین جو ہون بادہ پیما | صحرا ہی ترے داغون سے مانند چمن سرخ
ہر اک سے نے کہا لعل مگر ہوگئے نیلم | نیلے ہین جو بوسون سے لب غنچہ دہن سرخ
اے گل تری غیرت کا بخار انکو چڑھا ہی | اسواسطے ہر گل کا سراپا ہی بدن سرخ
تھا بند در باغ تو فرقت مین گلگون کی | سر ہمنے وہ رگڑا کہ ہی دیوار چمن سرخ
اوسکے لب لعلین کا اگر عکس نہ پڑتا | اس طرح نہوتا کبھی یاقوت یمن سرخ
عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی | ہو بعد فنا عاشق شیدا کا کفن سرخ
عکس لب گلگون کا ترے فیض ہی اے گل | بے وجہ نہین روے عروسان چمن سرخ
غصے کے سبب لال ہین اوس ترک کی آنکھین | جسنے نہ کبھی دیکھے ہون دیکھے وہ ہرن سرخ
کھنگچی کا ہی شک خال سیہ فام اوسپر | عکس لب رنگین سے جو ہی سیب ذقن سرخ
یاران وطن کو جو ہوئی یاد ہماری | اسطرح لہو روئے کہ سارا ہی وطن سرخ
یہ کیچلی ہی لال مگر مار سیہ کی | چوٹی مین ہی موباف جو اے غنچہ دہن سرخ
ہین گوہر دندان صنم پان سے رنگین | کیا طرفہ تماشا ہی کہ ہین در عدن سرخ
مثل گل صد برگ ترے رشک سے ہین زرد | جو پھول کہ گلزار مین تھے سیکڑون من سرخ
عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی | مانند رگ گل ہی ہر اک تار کفن سرخ
لکھے ہین ادیب اوس رخ گلگون کے جو اوصاف | اپنے گل مضمون سے ہی گلزار سخن سرخ

۶۱ ردیف دال مہملہ ۱۳۳

کیونکر نہ رہ رہ کے تب درد سے دل فریاد | کشتہ ناز غم الفت کا ہی حاصل فریاد
جوش وحشت مین جو قسمت سے گرفتار ہوا | بیکسی دیکھکے کرتے ہین سلاسل فریاد

روز و شب صدمہ ہجران سے ہین آنکھین گریان — روح کرتی ہی فغان اور رہا دل فریاد
جذبہ عشق مین ہوتی ہی مقرر تاثیر — ذبح کر کے مجھے کرتا ہی وہ قاتل فریاد
خواب سے چونک کے ظالم نے دیا قتل کا حکم — ہو گئی میرے لیے خنجر قاتل فریاد
شب ہجران مین ستاتا ہی مجھے ضبط اہ دل — نہ کہین چونک اوٹھے سن کے وہ قاتل فریاد
رنج و غم مین بھی تکلف سے نہین ہم خالی — آہ سوزان کی گلے مین ہی حمائل فریاد
سوئیگا منھ جو چھپا کر وہ قمر کوٹھے پر — آسمان آہ کریگا مہ کامل فریاد
خود کشی کا جو ارادہ غم فرقت مین کرون — آہ بن جائے سنان خنجر قاتل فریاد
ہجر مین راز محبت ہو عیان کیا ممکن — آہ سینے مین چھپا لو نہین تہ دل فریاد
بزم مین شمع بھی بے یار بہاتی ہی سرشک — نالے کرتا ہی اگر وقت تو جلاجل فریاد
گھر کیا جو ترا درد جگر مین اے دوست — نہ بنائی لب عشاق کو منزل فریاد
کیون دل اوس ظالم بے رحم کو دیتے ہو ادیب — جسکے کوچے مین کرین سیکڑون بیدل فریاد

(۶۲) ردیف ذال معجمہ (۱۳)

سوز دل لکھنے کو جسوقت اوٹھایا کاغذ — بن گیا میری ہتیلی کا پھپھولا کاغذ
ملک الموت نے کسوقت نکالا کاغذ — رہگیا جب مجھے خط لکھنے کو آدھا کاغذ
اوس بت حسن کی خوبی کے جو اوصاف لکھون — خامہ ہو موج پر ماہی دریا کاغذ
کمر یار کی جسوقت صفت کی تحریر — گم ہوا آنکھون سے بنکر پر عنقا کاغذ
صفت عارض جانان کے لیے ہی مطلوب — آئینے سے بھی جو بڑھکر ہو مصفا کاغذ
نامہ لکھنے کو جو وہ غیرت خورشید و قمر — ہاتھ مین لے تو ہو رشک ید بیضا کاغذ
بام پر جب خط شوق اوس مہ خوبی نے پڑھا — پرتو رخ سے بنا عرش کا تارا کاغذ

جوشِ وحشت کا اگر حال کرین ہم تحریر
بن سکے اوڑ جائے ابھی وہین صحرا کاغذ

مین جو لکھون رخِ جانان کی تجلی کا بیان
بے گمان ہو شجرِ طور کا پتّا کاغذ

صفت اوس حورشمائل کی جو لکھی ہمنے
بن گیا گلشنِ فردوس کا تختا کاغذ

دفترِ شوق کا اک حرف نہ پورا ہو رقم
ورقِ چرخِ برین سے جو ہو دونا کاغذ

جب مین اوس معدنِ خوبی کے لکھون وصف ادیب
سیم سادہ کا قلم اور ہو زر کا کاغذ

۵۳ ردیف رائے مہملہ ۱۵

داغِ چیچک نہین اون چاند سے رخسارون پر
ثابت اللہ نے پیدا کیے سیارون پر

رحمت اللہ کی کیا آج ہی میخوارون پر
جھومتے ابر چلے آتے ہین گلزارون پر

وہ نہین خال سیہ یار کے رخسارون پر
چشمِ بد کے لیے اسپند ہین انگارون پر

سبزۂ خط نہین دلدار کے رخسارون پر
جدول سبز ہی قرآن کے سیپارون پر

محتسب ٹکڑے کیا کرتے ہین مجھ مست کا دل
شیشون کو توڑ کے میخانے کی دیوارون پر

مرغِ دل کیون نہ کرون چشمِ صنم پر قربان
جانور صدقے ہوا کرتے ہین بیمارون پر

تابِ خورشید کی کیا اوس رخِ روشن کے حضور
اخترِ خال کو ہی فوق کہین تارون پر

مین وہ عاشق ہون کہ میرے لیے فردوس مین بھی
منتظر حورین کھڑی رہتی ہین دیوارون پر

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ملتا آرام
یادِ مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر

دیدِ گل دور سے بھی اب نہین ممکن افسوس
کانٹے گلچین نے چنے باغ کی دیوارون پر

تیرگی شبِ فرقت کا نہ پوچھ کچھ حال
چاندنی بنگئی سایہ مری دیوارون پر

ای بتو یادِ خدا بھول گئے زاہدِ خشک
بیخودی چھا گئی تمھین دیکھ کے ہشیارون پر

زندگی کی نہین امید ہو کیا ای صیاد
آب و دانہ بھی ہی جب بند گرفتارون پر

جبین سے قصر مین اپنے تو ہے ای شیرین
اور فرہاد بھٹکتا پھرے کہساروں مین

۶۴ ۳۴

چین دم بھر کسی کروٹ نہین ملتا ہی ادیب
یاد مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر

جب سے ہوئے ہین شیفتہ مژگان یار پر
شب کاٹتے ہین لوٹ کے ہم فرش خار پر

جو ہی بہار اپنے دل داغدار پر
ممکن نہین کہ ہو وہ کسی لالہ زار پر

کھلتا نہین ہی سبزہ خط روے یار پر
جدول ہی سبز مصحف پروردگار پر

جو شیفتہ ہو گوہر دندان یار پر
وہ خاک ڈالے آب در شاہوار پر

طوطی ہی لوٹ سبزہ خط کے بہار پر
بلبل ہی شیفتہ رخ گلگون یار پر

ہم ہین وہ خاکسار کہ اوس گل کی بزم مین
مٹی کا عطر ملتے ہین عطر بہار پر

عشاق مین جہان کے وہ سربلند ہی
رکھنا جسے نصیب ہو سر پاے یار پر

دیتا ہون جان بادہ گلگون کی یاد مین
پھول آکے بادہ نوش چڑھائین مزار پر

تیرا وہ جان نثار ہون پھر بھی ہو ملال
ٹوٹے پہاڑ غم کا اگر جان نثار پر

کیا کم فروغ مشعل داغ جگر مین ہی
کوئی نہ لاے شمع ہمارے مزار پر

مین وہ گدا ہون دل کا غنی بس اگر چلے
ہندوستان صدقے کرون لطف یار پر

مجھ بادہ خوار پر نکرو طعن واعظو
کرتا ہون میکشی کرم کردگار پر

پیری مین بھی تازہ ہین گلہاے داغ عشق
فصل خزان مین کیا یہ چمن ہی بہار پر

رو دینگے جب مآل کا آجائیگا خیال
گل خندہ زن عبث ہین دو روزہ بہار پر

سیب ذقن کی دل سے ہی عشاق کو تلاش
ہین دانت سو مریضون کے اس ایک انار پر

صیاد قید سے نکریگا کبھی رہا
بلبل قفس مین غل کرے مارے ہزار پر

بعد فنا اگر شش دل دکھائین ہم
تسکین ہو گئی نہ رہا کچھ بھی اضطراب

انجام کار عشق و محبت مین موت ہے
عصیان کا خوف مجھکو نہ روز جزا کا ڈر

ہی ہی چمن ہی ابر ہی ساقی بھی پاس ہے
دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے فراق مین

لازم نہین کہ کبر و غرور آدمی کرے
اللہ رے ضعف جب سے ہی عشق میان یار

دو چار جام بادہ چڑھا جاتے ہین ہم
وہ گل پڑے ہین آج تہ خاک قبر مین

تصویر ہی گلے مین حمائل پڑی ہوئی
بعد فنا مرے نہین ملتا جو غمگسار

اللہ رے اضطراب دل اپنا پس فنا
عاشق وہ ہون کہ طائر دل و مرغ جان

جسد سے ہین نے حسن ستی مین سی جان
بعد فنا یہ دل کو ہمارے ہی اضطراب

مجھ رندی پرست نے جسد سے دی ہی جان

۶۵

آئین کشان وہ ہمارے مزار پر
رکھا جو اُس نے ہاتھ دل بیقرار پر

مصرع یہ کندہ ہو مرے لوح مزار پر
تکیہ ہی جب سے بخشش پروردگار پر

رحمت خدا کی آج ہی مجھ بادہ خوار پر
جو جو مصیبتین ہین مرے حال زار پر

دو چار دن کی زندگی مستعار پر
اک بار ہی خیال کمر جسم زار پر

آتا ہی نشہ جب کبھی اپنا اوتار پر
سوتے تھے جو کہ فرش جواہر نگار پر

شیدا ہون جب سے مصحف رخسار یار پر
روتی ہی روز بیکسی آکر مزار پر

شک سنگ آسیا کا ہی سنگ مزار پر
کرتا ہون صد سے مردم بیمار یار پر

میلہ حسین کرتے ہین آکر مزار پر
اندشے تختے گور کے آنے مزار پر

مے نوش بادہ پیتے ہین آکر مزار پر

۱۵

بیدار بخت آجکل اپنا ہی اے ادیب
سر رکھ کے روز سوتے ہین زانوئے یار پر

خوب روتے ہین خوش عاشق کو پرغم دیکھکر
ہنس رہے ہین گل چمن مین اشک شبنم دیکھکر

سرنگون مشاطہ ہی وہ زلف پُرخم دیکھکر
آئینہ حیران ہی چہرے کا عالم دیکھکر

گیسوئے پُرخم نہین روئے عرق آلود پر
مار پیچان چاٹنے آیا ہی شبنم دیکھکر

آنکھین جو دی ہین تو اتنی اور بھی ہی آرزو
اور کو یا رب نہ دیکھین یار کو ہم دیکھکر

چار آنکھین کرکے ہر اک کو لبھا لیتے ہین یہ
دل مین گھر کر لیتے ہین خوبان عالم دیکھکر

جامۂ تن فرط شادی سے برنگ گل ہی چاک
ہین نہال ایسے وہ میرا نخل ماتم دیکھکر

کوہکن نے سر کو پھوڑا سن کے میری سرگذشت
قیس دیوانہ ہوا وحشت کا عالم دیکھکر

ساری دنیا کے ہین ای ساقی ترے ساغر مین لطف
جام اپنا توڑ ڈالے گا اسے جم دیکھکر

سیر کو جائے جو وہ خوش قد تو فرط شرم سے
سرو گڑ جائے چمن مین قد آدم دیکھکر

قامت خم گشتہ کو لازم ہی واژونی بخت
ہو گیا ثابت یہ حرف مہر خاتم دیکھکر

داغ ہجران ہی مرا ہم پنجہ خورشید حشر
گرمیان کرتا تو اے نار جہنم دیکھکر

وائے قسمت آپ ہی جا کر ہوے پابند دام
بیخود ایسے ہو گئے صیاد کو ہم دیکھکر

سرو سمجھا تھا کہ ہون آزاد اکڑتا تھا بہت
ہو گیا سیدھا مگر اوس قد کا عالم دیکھکر

لوٹتا ہون یاد رخسار عرق آلود مین
برگ گل پر گوہر غلطان شبنم دیکھکر

۶۶

جان لب پر ہی ادیب اونکے لب جان بخش سے
گھٹ رہا ہی دم گلے مین زلف پُرخم دیکھکر

۲۲

جب ماہ نہین اوسکے کف پا کے برابر
پھر مہر ہو کیا چہرۂ زیبا کے برابر

شاہان جہان ہین سگ دنیا کے برابر
کمل ہی گدا کو ترے دیبا کے برابر

بیماری ہجران سے شفا ہمکو نہ بخشی
گو ہین لب جان بخش مسیحا کے برابر

ہی قد خمیدہ ہمہ تن آرزوۓ وصل
پیری سے ہون آغوش تمنا کے برابر

پشت لب جان بخش پر اونکے ہی خط سبز
یا ہین خضر استادہ مسیحا کے برابر

روتا ہون جو یاد دُرِ دندان ہین کسیکے
آنسو ہین مرے گوہر یکتا کے برابر

کیونکر نہ بچے اشکون سے مرا خانۂ ہستی
رہتا نہین وہ گھر جو ہو دریا کے برابر

اے ساقی میکش لب جو ڈھال مۓ ناب
دریا کو بہا بیٹھ کے دریا کے برابر

رویا جو مین یاد لب رنگین مین تمہارے
اک خون کی ندی بہی دریا کے برابر

تقدیر سے مثل لب عشاق ہوا خشک
پیاسا مین گیا جب لب دریا کے برابر

اللہ رے ترے حسن گلوسوز کی گرمی
سرما ہی سے مجھے موسم گرما کے برابر

نظرون مین مری خار ہین یہ شیشہ و ساغر
ہی محفل مۓ ہجر مین صحرا کے برابر

گو شہرۂ آفاق ہی نیرنگ زمانہ
لیکن نہین میرے گل رعنا کے برابر

گلشن مین کھڑا ہوکے نہ بھولے سے بھی اکڑے
سرو آئے اگر اوس قد رعنا کے برابر

جنت مین جو آتا ہی خیال قد موزون
روتا ہون کھڑا ہوکے مین طوبیٰ کے برابر

رونے مین بندھا جب سخن رنگین کا تصور
گلشن نظر آیا ہے مجھے دریا کے برابر

ہوتے ہین اشارون مین ادا سارے مطالب
گویا ہین وہ ابرو لب گویا کے برابر

جس روز سے ہی عشق سے مجھے لالہ رخون کا
ہی داغ جگر لالۂ صحرا کے برابر

بیمار تپ ہجر کا کرتے ہین مداوا
نادان نہین کوئی اطبا کے برابر

اسکندر رومی ہی ترا آئینہ بردار
دربان درِ خاص ہی دارا کے برابر

کسطرح وہ اوس برق تجلی کی کرے دید
جو آنکھ نہو دیدۂ موسیٰ کے برابر

اوس برق تجلی سے ادیب اپنی ہی الفت
خورشید نہین جسکی کف پا کے برابر

۶۷ ۱۵

ہم جو روئین تو نہ روئے بت کافر کیونکر
پانی نالون سے ہمارے ہو پتھر کیونکر

جبہہ سائی ہمین ہو اوسکی میسر کیونکر
سنگ سرمہ ہو در یار کا پتھر کیونکر

چھوڑدین الفت گیسوے معنبر کیونکر
جائین ہم خانۂ زنجیر سے باہر کیونکر

پی نہ لیتا ہین یہ آب دم خنجر کیونکر
دیکھتا دشنۂ قاتل مرے جوہر کیونکر

خشکی تشنگی شوق شہادت جو یہ ہی
اوترےگا حلق سے آب دم خنجر کیونکر

دور گردون سے بھی الفت ہی ترے مستونکو
گردش چرخ نہو گردش ساغر کیونکر

مثل سیماب ہی فرقت مین نہایت بیتاب
چین بے یار کے پائے دل مضطر کیونکر

جسنے پائی وہ ہوا دولت دنیا سے غنی
کم ہی اکسیر سے خاک در دلبر کیونکر

تیرے آتے ہوئی محفل مین قیامت برپا
تو جو بیٹھے نہ اوٹھے فتنۂ محشر کیونکر

عمر جاوید ملی کشتون کو تیرے ای ترک
آب حیوان نہین آب دم خنجر کیونکر

انتظار رخ روشن مین بنے ہین نرگس
ہمہ تن چشم نہون دیدۂ اختر کیونکر

تم دوپٹے کا کفن دو تو خوشی کے باعث
جامۂ زیست سے جھٹ پٹ نہون باہر کیونکر

آب شیرین کیطرح پیتے ہین مشتاق اجل
زہر کا گھونٹ ہی آب دم خنجر کیونکر

کیسے اثبات کمر کا ہو تیقن ہم کو
غیب کی بات ہی کر لیجیے باور کیونکر

٦٨

پھر عشاق تعجب ہی یہی ہمکو ادیب
ہوتے ابرو کے بنائے گئے خنجر کیونکر

١٢

اوٹھائے جو نظر اوس مہ جبین کے پردے پر
خدا کرے نہ رہے وہ زمین کے پردے پر

جو جان دی بت پردہ نشین کے پردے پر
نشان قبر نہ رکھا زمین کے پردے پر

لکھینگے شعر جو ہم وصف چشم جانا نمین
لکھین گے دیدۂ ہر حور عین کے پردے پر

گمان ماہ کا رخسار پر ضیا پر ہی
شک ابر کا ہی رخ مہ جبین کے پردے پر

مثال دامن عاشق ہوا وسکا پردہ چاک
جو آنکھ اوٹھے بت پردہ نشین کے پردے پر

نقاب چہرہ پہ اسطرح ہی نمود ضیا
فروغ جیسے ہو ماہ مبین کے پردے پر

وہ شاہ تو ہی کہ تیرے گدا کی ٹٹی کو
ہی فوقیت شہ مسند نشین کے پردے پر

کتان کی طرح ہوا چاک چاک پردۂ چشم
جو پڑ گئی نظر اوس مہ جبین کے پردے پر

ہر ایک شی مین نظر کیون نہ آئے تیری شکل
پڑھی ہی دیدۂ حق الیقین کے پردے پر

پھٹین گے پردہ ناموس ننگ اپنے ضرور
دل آگیا ہی بت مہ جبین کے پردے پر

برہنگی مین یہ نام لباس سے ہی نقوش
نہین رہا کبھی رُوے زمین کے پردے پر

٦٩ — ١٨

نقاب یار کا جلوہ ذرا نہ کم ہوا دیب
جو لاکھ پردے ہون اوس مہ جبین کے پردے پر

دیکھوں بھوے سے جو مجھ دُر دندان ہو کر
موتی نظرون سے گرین گوہر غلطان ہو کر

آتش حسن تری بھڑکی ہی جب سے ای گل
خشک گل ہو گئے گلزار مین کلیان ہو کر

کوچۂ زلف بتان کی ہی عجب پیچ کی راہ
گم کیا دل کو مرے بھول بھلیان ہو کر

وقت گریہ جو خیال دُر دندان آیا
اشک آنکھون سے گرے گوہر غلطان ہو کر

تیر اوس ترک کا دل مین رہے آکر مہمان
نہ کبھی نکلے مرے حسرت و ارمان ہو کر

عشق اوس عارض تابان کا دکھائے جو فروغ
چمکے ہر داغ جگر مہر درخشان ہو کر

دیکھے ای گل جو ترے عارض گلگون کی بہار
ہوش اوڑ جائے طائر رنگ گل ریحان ہو کر

رو کے آنکھون سے نہ طوفان کرون مین برپا
چشم الطاف سے تم دیکھو جو خندان ہو کر

دیکھکر بزم مین اوس رشک پری کا جلوہ
اوڑ گئے ہوش ہر انسان کے پریان ہو کر

دیکھی جبسے ترے روے مصفا کی صفا
آئینہ سکتے مین ہی ششدر و حیران ہو کر

سیکڑون چھانکے کنوئین اوسکو ہوا ایسا سودا
نکلے جو متصل چاہ زنخدان ہو کر

شیخ صاحب کو ذرا دیکھو خدا کی قدرت
کلمہ پڑھتے ہین وہ اوس بت کا مسلمان ہو کر

ہون وہ بلبل کہ جب آتا ہی خیال اوس گل کا
بھول جاتی ہی مجھے یاد گلستان ہو کر

آج کیون پھرتی ہی گلزار مین اترائی ہوئی
آئی کیا باد صبا کوچۂ جانان ہو کر

برگ گل ہجر مین اوس گل کے ہین خنجر مجھکو
غنچے دیتے ہین خلش باغ مین پیکان ہو کر

ہوش اوڑتے ہین کبک دری کے تو خجل ہو طاؤس
وہ پری جو چلے وہ گام خرامان ہو کر

ہی مگر آتش فرقت کا تری سوز و گداز
شمع جلتی ہی سر بزم جو گریان ہو کر

۷۰

چین کسطرح پڑے یاد مین اوس گل کی ادیب
کھٹکے جب نوک مژہ خار مغیلان ہو کر

۳۱

نمود خط نہین پشت لب جان بخش جانان پر
خضر استادہ ہین گویا کنار آب حیوان پر

وہ ذرہ ہون کہ رکھتا ہون شرف خورشید تابان پر
وہ غنچہ ہون کہ مجھکو فوق ہی لاکھون گلستان پر

ہوے ہین کشتہ اک خوش چشم تیری چشم فتان پر
گل نرگس چڑھانا چاہیے گور شہیدان پر

نہین زلف آئی ہی اوڑکر لب لعلین جانان پر
چڑھائی کی ہی فوج زنگ نے شہر بدخشان پر

رہا کرتا ہی دن بھر ورد اوس رخ والنور کے
ہمین دھوکا گل خورشید کا ہی مہر تابان پر

جسے دیر و حرم مین ڈھونڈھتے ہین سب وہ دل مین ہی
عجب آتا ہی مجھکو عقل ہندو و مسلمان پر

خضر آمادہ خط سبز پر ہین زہر کھانے کو
مسیحا جان دیتے ہین لب جان بخش جانان پر

وہ قانع ہین کہ سوکھے ٹکڑون پر اپنی بسر کی ہی
نہ بھولے سے اوٹھائی آنکھ نعمتہاے الوان پر

اگر ایسی ہی ہی نشو و نماے روح حیوانی
عجب کیا ہی جو اوڑ جانیکو تولے مرغ بریان پر

ہمارا مرغ روح آرام سے ہی دست رنگین مین
بسیرا طائر جان نے لیا ہی شاخ مرجان پر

تصور تیر مژگان کا جو آتا ہی شب فرقت
تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر خار مغیلان پر

تمہین ہی سبزہ خط گرد اوس روے کتابی کے
کھچی ہی جدول زنگار گویا لوح قرآن پر

اگر روے عرق آلود گلگون وہ دکھائینگے
بلاشک اوس پہ پڑجائیگی خجلت سے گلستان پر

عجب کیا فیض موسم سے ہوا ہی بے بال و پر بلبل
چمن مین فصل گل آتی ہی ہو جاتی ہین کلیان پر

جو لکھے شعر مینے اوس گل خوبی کی مدحت مین
ہوا گلبرگ کا عالم مرے اوراق دیوان پر

ترے مستون کو ہی ہی آفتاب ای ساقی مہوش
گمان ریش قاضی ہی شعاع مہر تابان پر

چبائے اوسنے غصے مین جو دانتون سے لب لعلین
کہا ہر ایک نے بجلی گری شہر بدخشان پر

تری شمشیر ابرو دیکھکر جیتے ہین ای قاتل
روان ہی کشتی عمر اپنی آب تیغ بران پر

اگر بیتاب کرنا اور ہی منظور لے قاتل
نمک شور تبسم کا چھڑک دے زخم خندان پر

فلک حاضر ہو لیکر آفتابہ مہر انور کا
جو منھ دھونا وہ چاہین چشمہ خورشید تابان پر

ترے دانتون کے آگے آبرو سب ہو گئی مٹی
پھرے گردیتی آب گوہر ہائے غلطان پر

لحد پر آکے اوس خوش چشم نے آنسو بہائے ہین
عجب کیا ہی اگر نرگس اوگے گور غریبان پر

بھڑکتی ہی بہت صحرا مین اپنی آتش سودا
گمان بادکش ہمکو ہی دامان بیابان پر

گدائی کی ہی دروازے کی تیرے ای شہ خوبان
ہمارے بوریے کو فوق ہی تخت سلیمان پر

نہ بھولے تجھسے بھی چھوڑی یاد اوس روے کتابی کی
کبھی ہمنے نہ رکھا مصحف رخ طاق نسیان پر

اگر مد نظر ہی قتل سرمے سے لو آنکھون مین
تمہین لازم ہی رکھو باڑھ اس تیغ صفاہان پر

ملیحی رنگ قاتل کا تصور جب سے دل مین ہی
نمکدان کا ہی عالم ہر دہان زخم خندان پر

قدم رنجہ کیا ہی آج اوس گلزار خوبی نے
شرف ہی جھونپڑے کو میرے قصر باغ رضوان پر

اترنا لو نہین ایسا ہی کہ پتھر بھی پگھلتا ہی
ٹپک پڑتے ہین اشک اوس بت کے میری چشم گریان پر

تہ مرقد نہ کم ہوگا فروغ مہر داغ دل
پڑی ہی پھینکنے سے گرد کب خورشید رخشان پر

۷۱

غم کونین سے آزاد ہین ہم شاد رہتے ہین
کیا ہی جبسے تکیہ ای ادیب افضال یزدان پر

سرا ے دہر مین جب تم کمر بستہ ہو جانے پر
بھلا ای غافلو کرتے ہو پھر کیون گھر بنانے پر

بھروسا کیونکر اوس بے رحم کے ہو رحم کھانے پر
نکلوائی جو آنکھین راہ مین آنکھین بچھانے پر

وہان بے نشان کی یاد مین موجود ہون اب تک
مٹا جاتا ہی گردون مدتون سے گو مٹانے پر

شب فرقت تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر ای گل
نہین آتی ہی دم بھر نیند فرش گل بچھانے پر

قیامت ہوتی ہی قائم کھڑے ہو جاتے ہو جسدم
ہزارون فتنے اوٹھتے ہین تمھارے بیٹھ جانے پر

سر مرقد ہمین امید کیا ہوا اونکے آنے کی
جو کاندھا دیگئے ای دوستو لاشہ اوٹھانے پر

صدا آتی ہی یہ ہر دم دہان زخم سے میرے
تصدق نقد جان ای قاتلو خنجر لگانے پر

اونھین پاس رقیبان اسقدر ملحوظ خاطر ہی
بگڑتے ہین بہت ہمسے وہ غیرون کے بنانے پر

وہ گریان ہون کہ نالون سے مرے پتھر پگھلتے ہین
بتان سنگدل روتے ہین آنسو بہانے پر

رہین لب خشک ہر اک تشنۂ شوق شہادت کے
جو زخم آئین ہمارے آب خنجر کے چرانے پر

خبر لیگا کبھی تو وہ مسیحا اپنے مریضون کی
پڑے ہین صورت مردہ ہم اوسکے آستانے پر

وہ میکش ہون کہ فرط رنج مین کرتا ہون مے نوشی
پیا کرتا ہون آب می غم جانکاہ کھانے پر

بنایا وصل کی شب چین ای مرغ سحر دم بھر
خدا کا قہر نازل ہو ترے اس غل مچانے پر

سزا دینا خیانت کے عوض ٹھہرا ضمیر اونکا
کٹین گے ہاتھ ای دزد حنا چھلا چرانے پر

کیا کرتا ہی آ کر سر کشی جو بحر عالم مین
حباب آسا سر اوسکا ٹوٹتا ہی سر اوٹھانے پر

کفن سے بڑھکے ای بت کیون نہ ہمکو وہ ولائی ہو
جو لوٹے غیر دے عطر محبت مین بسانے پر

مآل کار کا جسدم تصور مجھکو آتا ہی
دم گلگشت روتا ہون گلون کے کھل کھلانے پر

جو سنتا ہی وہ رو دیتا ہی یہ پُر درد قصہ ہی
ٹپک پڑتے ہین اشک اعدا کے بھی میرے فسانے پر

مسیح و خضر کہتے ہین مرے رشک مسیحا سے
وہی زندہ ہی جو مرتا ہی تیرے آستانے پر

دہن اوسکا ہمین معدوم کرنے پر ہی آمادہ
کمربستہ میان یار ہی لاغر بنانے پر

مجھے اوس گل کے آنے کی توقع کیا ہو جھونکو نسے
مٹھائی جو کرے تقسیم سیرے زہر کھانے پر

نہین تدبیر چلتی ایک بھی تقدیر کے آگے
اجل ہنستی ہی مرنے سے بشر کے جی چرانے پر

پھرے عالم مین آخر تھک کے بیٹھے تیرے کوچے مین
بھٹک کر سارے عالم مین آئے ہم ٹھکانے پر

خبر کونین کی کیا اپنی بھی رہتی نہین ہم کو
زمانہ بھول جاتا ہی تمھاری یاد آنے پر

یہ جسکا زخم کھانے کا پڑا ہی کمان ابرو
کہ مثل تیر اوڑ کر جاتے ہین عاشق نشانے پر

۴۲

نفس کی آمد وشد ہی نسیم صبح کا جھوکا
بھروسا ہی ادیب اس دم کا کیا ہی آنے جانے پر

۳۴

زلف کو دیکھا لب لعلین جانان دیکھکر
ہند مین ہم آ گئے ملک بدخشان دیکھکر

پھر نہ دیکھا مہر کو روے درخشان دیکھکر
آنکھ نرگس پر نہ ڈالی چشم جانان دیکھکر

جان دی شیرین نے لب شیرین جانان دیکھکر
ہو زلیخا باولی چاہ زنخدان دیکھکر

سرنگون ہی ماہ نو ابروے جانان دیکھکر
زرد چہرہ مہر کا ہی روے تابان دیکھکر

ہوگیا ثابت خط پشت لب جانبخش سے
آ گئے ہین خضر گویا آب حیوان دیکھکر

ہجر مین آتش فشانی کا تو تیرا قصد ہی
اک ذرا قصر فلک اے آہ سوزان دیکھکر

آدمی کیا ہی حسینو تم وہ رشک حور ہو
شیفتہ ہوتی ہین تمسے جنکو پریان دیکھکر

پانی پانی ہین در خوشاب فرط شرم سے
آب و تاب گوہر دندان جانان دیکھکر

مصرع شمشاد ناموزون ہی بیشک شاعرو
ہوگیا ثابت قد موزون جانان دیکھکر

ہم اور رشک مسیحا اپنے منھ سے کیا کہین
جان بلب جب ہین لب جانبخش جانان دیکھکر

سر سے پا تک ہوگئے ہین غرق آب شرم مین
ہین خجل در گوہر دندان جانان دیکھکر

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتا کہین ہمکو پتا
صبح یہ بھاگی شب تاریک ہجران دیکھکر

ہیرے مین نیلم جڑے ہین صانع تقدیر نے
ہوگیا ثابت مسی مالیدہ دندان دیکھکر

جلوۂ شان خدا ہی عارض پرنور مین
قدرت حق دیکھتے ہین روے جانان دیکھکر

آئینہ ششدر اگر رہجائے کیا دشوار ہی
مجھکو حیرت ہی صفائے روے جانان دیکھکر

روبرو خال رخ صافی کی حیرت ہی مجھے
صورت آئینہ ہرا انجم کو حیران دیکھکر

قتل ہونے سے مرے اغیار کو حسرت ہوئی
کٹگئے اعدا تہ شمشیر جانان دیکھکر

چونک اوٹھے سوتے سے جب آیا خیال زلف یار
آنکھ اپنی کھل گئی خواب پریشان دیکھکر

آئینہ کا منھ ہی کیا دیکھے جو روے صاف یار
اپنی صورت دیکھے تو رخسار جانان دیکھکر

پھسلے پڑتے ہین قریب اسے نظر ہنگام دید
چکنے چکنے عارض پرنور جانان دیکھکر

کیون نہ سمجھ عاشق کے رونے پر ہنسے وہ رشک گل
خندہ زن ہوتے ہین گل بلبل کو نالان دیکھکر

جان دیتے ہین مسیحا زہر کھاتے ہین خضر
سبزۂ خط و لب جانبخش جانان دیکھکر

وہ تجھے پیدا کیا عالم فریب اللہ نے
شیفتہ ہین دل سے ہندو مسلمان دیکھکر

پھر ہی آمد فصل گل کی پھر جنون کا جوش ہی
تلوے کھجلاتے ہین پھر خار مغیلان دیکھکر

جو کہ تھے عشاق وہ کھا کھا کے دھوکے گر پڑے
خط سے حسن پوش آپکا چاہ زنخدان دیکھکر

دیکھکر فردوس کو کیا رخ ہو دوزخ کی طرف
باغ جنت کو نہ دیکھون کوے جانان دیکھکر

جانتی ہی چند روزہ ہی بہار رنگ و بو
روتی ہی شبنم چمن مین گل کو خندان دیکھکر

ہوگیا ہی چشم جادو دیکھکر مجھکو جنون
ڈھیلے پھینکین آنکھون کے طفل دبستان دیکھکر

تھا جو دعوی اوسکو خوش چشمی کا باطل ہوگیا
کھل گئین نرگس کی آنکھین چشم جانان دیکھکر

زخمی تیغ تبسم لوگ کہتے ہین مجھے
ہر گل زخم جگر کو میرے خندان دیکھکر

رونے سے میرے دم رخصت نہ وہ گھر جاسکا
کر دیا موقوف جانا جوش باران دیکھکر

آرہی ہی یہ صدا ہر دم لب ہر گور سے
موت اپنی یاد کر گور غریبان دیکھکر

جب سنا کنج قفس مین مژدۂ فصل بہار
رہ گئے حسرت سے ہم سوے گلستان دیکھکر

۲۴

جب گل کا ذکر مین لکھتا ہون اے ادیب
مجھکو آجاتا ہی رونا گل کو خندان دیکھکر

۲۵

مین یہ بعد دم ہوا ہجر مین لاغر ہوکر
پھر گئی خالی اجل گھر سے مرے اکثر ہوکر

ہم اگر ہجر مین نالے کرین مضطر ہوکر
موم دل اوس بت کافر کا ہو پتھر ہوکر

دید قاتل نہوئی جب کسی صورت حاصل
آرزو دل کی نکالی تہ خنجر ہوکر

وقت گریہ ہی تصور جو در دندان کا
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین تو گوہر ہوکر

کیا ستم ہی کہ بھلا رحم تو رحم ای ظالم
تو ستم بھی نہین کرتا ہی ستمگر ہوکر

پوچھتے ہین جو در کوچۂ دلدار کو ہم
خضر بھی راہ بتا دیتے ہین رہبر ہوکر

در دندان کے مقابل نہوں موتی ہرگز
آبرو اپنی نہ مٹی کرین گوہر ہوکر

دیکھکر آئینہ رؤون کو ہوئی وہ حیرت
آئینہ پشت بدیوار ہی ششدر ہوکر

خاکساری سے حسین آنکھون مین دیتے ہین جگہ
سرمۂ چشم ہون خاک در دلبر ہوکر

نامۂ شوق کا طومار ہوا ایسا جو لکھون
نامہ بر سے نہ کبھی اوٹھ سکے دفتر ہوکر

اونکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب
آپ مین آنسکا آپے سے باہر ہوکر

ہجر جانان مین یہ ہی خانۂ تاریک نصیب
مہر دن کو نہین پھرتا ہے مرے گھر ہوکر

عکس پڑ جائے جو ساقی کے لب میگون کا
نشہ پانی بھی کرے بادۂ احمر ہوکر

نکلے نامے کے وسیلے سے مری حسرت دل
مردم دیدہ نگین خط مین جو ویفر ہوکر

قبر پر فاتحہ پڑھنے کو جو وہ مہر آیا
ذرے چمکے مرے خورشید منور ہوکر

تو اگر بیٹھے تو ہو جائے قیامت قائم
فتنے اوٹھنے سے اوٹھین فتنۂ محشر ہوکر

دونون کاندھون پہ جو لٹکا کے دوپٹہ اوڑھا
تم پری بن کے اوڑے جاتے ہو بے پر ہوکر

سختیان عشق مین اوس بت کے اوٹھائین ایسی
رہ گیا شیشۂ دل صدمون سے پتھر ہوکر

سخت جان ہو ہون کہ مژگان نے بھی لوہا مانا
دم چراتے ہین مرے قتل سے خنجر ہوکر

لب لعل و دُر دندان کا ہون بت شیدا
قطرون سے لعل و گہر گر کے گئے بہتر ہوکر

بال و پر کاٹ کے صیاد نے آزاد کیا
حیف ہم چھوٹے قفس سے بھی تو بے پر ہوکر

مار گیسوے بتان کا ہے تصور جب سے
کاٹے کھاتے ہین مجھے مونے تن اژدر ہوکر

آئینہ روے بتان سا نہ سہی بنئے
سیکڑون آئین اگر جمع سکندر رہکر

کوے قاتل سے یہی آتی ہے ہر وقت صدا
نہ گیا کوئی بھی اس کوچے سے جانبر ہوکر

٤٧

خوف سے اپنے گناہون کے جو رویا مین ادیب
مٹ گیا نامۂ اعمال مرا تر ہوکر

١١

اوتارا بوجھ سر کا تھی گرانباری بہت تن پر
رہے گا بار احسان ستمگر میری گردن پر

جو مین نے دی ہے جان اوس شمع روے روشن پر
چراغ کشتہ کا عالم ہے میری شمع مدفن پر

چھپایا جب رخ پر نور فرط شرم سے اوسنے
شعاع مہر کا عالم ہوا ہر تار دامن پر

یہ وہ گلزار ہی جس مین خزان کا کچھ نہین کھٹکا
ہمارے سینۂ پر داغ کو ہی فوق گلشن پر

ہوا اندھیرا دن کی ہو گئی رات ایک عالم مین
جب آئی زلف شب رنگ صنم رخسار روشن پر

کیا سیراب مجھ تشنہ کو آب تیغ بران سے
زبان شکر اہی قاتل مرا ہر بال ہی تن پر

بتون کا دیکھتا ہی ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر
نہ کیونکر رشک آئے مجھکو تقدیر برہمن پر

ترا گھر منزل خورشید کو ٹھا بام گردون ہی
شعاع مہر کا ای مہروش دھوکا ہی چلمن پر

جو روشن طبع ہین اونسے منور بزم عالم ہی
یہی مصراع جاری ہی زبان شمع روشن پر

جلایا برق خندہ سے عروسان بہاری کو
گرائی ہنس کے بجلی آپنے پھولون کے خرمن پر

ادیب آنکھون کی الفت مین ہماری جان نکلی ہی
اوگا کرتی ہی نرگس جا بجا سبزہ اپنے مدفن پر

۷۵ ردیف زائے معجمہ ۱۳

مہ رخون کے حلقے مین ہی یون رخ جانان عزیز
انجم رخشان مین ہو جیسے مہ تابان عزیز

کیون نہون مثل زلیخا مین دل وجان سے نثار
مصر خوبی کا ہی وہ رشک مہ کنعان عزیز

یاد جانان سے نرکھا ایک دم غافل مجھے
کیون نہو پھر دل سے فریاد دل نالان عزیز

جائیگا جب سیر گلشن کے لیے وہ گلبدن
سنبل پیچان کو ہونگے گیسوے پیچان عزیز

فیض تشبیہ لب ودندان سے چارون ہوگئے
لعل و یاقوت و عقیق و گوہر غلطان عزیز

ایک دن بھی اقربا رکھتے نہین بعد فنا
مردے کا ہوتا نہین ہی قالب بیجان عزیز

کیون نہ خون دل پلاؤن مین غم دلدار کو
ہوتی ہی دنیا مین سب کو خاطر مہمان عزیز

مصحف رخسار جانان سے محبت کیون نہو
جان سے بڑھکر مسلمانون کو ہی قرآن عزیز

رنج سے انسان کو ہوتی ہی راحت کی امید
اس سبب سے عاشقون کو ہی شب ہجران عزیز

سرکشی سے ہو گیا ابلیس ملعون جہان
خاکساری سے ہوے ہین سب بنی انسان عزیز

برق کا دل شوخی رفتار سے بیتاب ہی
سطرح داغ جگر سے ہی محبت قبر مین
دیکھ لین جو اوس گل خوبی کو ہنستے ہی ادیب

چین کیا ہو جسکو ہو وہ فتنۂ دوران عزیز
ہو شب تاریک مین جیسے مہ تابان عزیز
بلبلون کو پھر نہو ہرگز گل خندان عزیز

ردیف سین مہملہ

(٧٦)

ہو سکے غالب نہ دل کے نور پر نار ہوس
یون حسینون کو زر و زیور کی خواہش بڑھ گئی
س بلا سے کسنے پائی ہی زمانے مین نجات
ھود کر بنیاد قصر جان فزائے قصر کو
مرض وہ ہی کہ جسکا موت کرتی ہی علاج
س سے خالی ہم نہین پاتے کسیکو خلق مین
عالم و جاہل جہان مین اس سے کیا لاعلم ہون
اردین مین بہتری ہوتی ہی اس باعث ادیب

(٨)

انبیا اسو اسطے رکھتے تھے انکار ہوس
کسطرح نازک مزاجون سے اوٹھا بار ہوس
کونسا دل ہی نہین ہی جسمین آزار ہوس
گھر ہر اک دل مین بنا لیتا ہی معمار ہوس
عمر بھر صحت نہین پاتا ہی بیمار ہوس
اپنے سر پر شیخ بھی رکھتا ہی دستار ہوس
شرق سے تا غرب پھیلایا ہی طومار ہوس
نفس کی بیشی مین رہتا ہی مددگار ہوس

ردیف شین معجمہ

(٧٧)

رقت مین یار کی نہ کبھی منھ دکھائے عیش
ہتا ہی بادشاہ کو شاہی سے دردسر
جب زر نہ تھا تو مد نظر تھی خدا کی یاد
رقت کے غم نے عشرت دل کو مٹا دیا
نگیون کا جلوہ ہی دنیا مین آشکار
ے کھٹکے ہو کے چین سے سو گئے حشر تک

(١٠)

آئے جو وہ تو گھر سے ہمارے بجائے عیش
قد پر فقیر کے ہوئی موزون قبائے عیش
دولت ملی تو کچھ بھی نہ سوجھا سوائے عیش
طوفان اشک تر نے گرا دی بنائے عیش
ہی غمکدہ کسیکا کسیکی سرائے عیش
سمجھے ہین ہم لحد کو بھی ہی سرائے عیش

عمرِ دو روزہ مین رہین ہم کیون شکستہ دل — ہی عیش دل کیواسطے دل ہی براے عیش
ٹکڑا اوسی کا ہی جو ملا بادشاہ کو — درویش نے جو پھاڑ کے پھینکی رداے عیش
اوس گلبدن کے آنے سے گلزار گھر بنا — ہی عندلیب روح ترنم سراے عیش
ہم گھر مین پہنچے اوس شہ خوبی کے پھر ادیب — پھر سر پر آج سایہ فگن ہی ہماے عیش

(٧٨) ردیف صاد مہملہ (٨)

کندہ ہر ایک صفحۂ دل پر ہی نام حرص — شاہ و گدا کو اس سے ہی مرغوب جام حرص
شہرہ ہوا ہوس کا بلند آسمان تک — خورشید کا فلک کی بغل مین ہی جام حرص
جمشید نے یہ جام پر اپنے رقم کیا — بھرتا نہین جہان کی دولت سے جام حرص
یہ روز و شب کی بھیک سے بھی پر نہو سکا — کچکول ہی فقیر کا یارب کہ جام حرص
فولاد و سنگ کا بھی جو ہوتا تو ٹوٹتا — کس چیز سے بنا ہی الٰہی یہ جام حرص
اہل خرد تو مفت بھی لیتے نہین کبھی — بازار عقل مین نہین بکتا ہی جام حرص
ہوتی نہین ہی سیر لقاے جمال سے — یہ میری چشم شوق ہی یا ہی یہ جام حرص
کیونکر نہ یاد حق سے یہ غافل ہون اے ادیب — پیکر جہان مین آتے ہین انسان جام حرص

(٧٩) ردیف طای مہملہ (١٧)

شرع مین یار کا جب آیا خط — [illegible] یاسمین سے سنایا خط
سر عشاق کیون نہ جھک جاے — کعبہ حسن کا ہی سایا خط
صاف عاشق سے کیون نہین ہوتے — رخ سادہ پر اب تو آیا خط
اے خضر آنکھین جسکی تہین مشتاق — مجھکو خالق نے وہ دکھایا خط
بولتا ہی جمال کا طوطی — یہ نہ سمجھو کہ رخ پہ آیا خط

سبز بختی کا پھوٹ نکلا رنگ
کون کہتا ہی رخ پہ آیا خط

بخت گم گشتہ اسکو کہتے ہین
نامہ بر نے مرا گمایا خط

آگیا موت کا پیام مجھے
اب تک اوس کا مگر نہ آیا خط

نامہ بر لینے جس گھڑی آیا
چشم مشتاق سے لگایا خط

جوش وحشت کا حال جب لکھا
اوسنے پرزے مرا اوڑایا خط

نامہ بر جب نہ دستیاب ہوا
اشکونکی سیل مین بہایا خط

دہن یار کی لکھی جو صفت
بن کے عنقا نظر نہ آیا خط

رکھدیا قبر پہ عزیزون نے
اون کا بعد فنا جو آیا خط

اب کہان حسن کی بہار کے دن
لب رنگین پر اوگنے آیا خط

دل ہی بیتاب اب تو ای قاصد
جلد اونھین جا کے ساتھ لایا خط

اوس بت باحیا نے جب لکھا
نہ لفافے سے باہر آیا خط

ای ادیب اوسنے جب مجھے لکھا
دل صد چاک مین چھپایا خط

۸۰ ردیف ظای معجمہ ۹

دیکھ لیتا دہن یار جو اگر واعظ
نہ سناتا صفت چشمہ کوثر واعظ

آکے دیکھے جو رخ رشک گل تر واعظ
پیرہن پھاڑکے ہو جامے سے باہر واعظ

میکشی جب اثر عام دکھائے اپنا
چھین لے پینے کو جام مے احمر واعظ

شب فرقت مین کرے سورہ واللیل کا ورد
دیکھ لے آکے جو وہ زلف معنبر واعظ

کیا غرض پند و نصیحت سے پریشانونکی
کیون نمک پاش ہوا زخم جگر پر واعظ

بالیقین ساحل مقصود نظر آجائے
ہو اگر بحر محبت مین شناور واعظ

غم فرقت سے نہین ہی مجھے فرصت کہ سنون
کھولے بیٹھا ہی عبث پند کا دفتر واعظ

مجلس وعظ مین وہ آئینہ رو آیا ہی
ہی مگر اپنے نصیبے کا سکندر واعظ

ای ادیب اونکے جو عارض کی صفت لکھنی ہی
کیون رگ جان کا بناتے نہین مسطر واعظ

(٨١) ردیف عین مہملہ (٢٠)

دیکھے محفل مین اگر شمع رخ جانانہ شمع
خاک ہو حسرت سے جل کر صورت پروانہ شمع

کیا کرے مجبور ہی رکھتی اگر گویا زبان
میری شب بیداریون کا کہتی کچھ افسانہ شمع

اک نظر پڑ جائے جو شمع رخ پرنور پر
پھر نہ دیکھے بھول کر ہرگز کبھی پروانہ شمع

چہرۂ پرنور ساقی سے جو پردہ اوٹھ گیا
پرتو رخ سے سراپا ہو گیا میخانہ شمع

ای پری ایسی خجل ہووے رخ روشن سے ترے
بزم سے اوڑ جائے جو پائے پر پروانہ شمع

روشنی ہی اسقدر رخسار آتشناک مین
آب ہو خجلت سے جو دیکھے رخ جانانہ شمع

مجھسے سنکر جلوۂ رخسار تابان کی صفت
وجد کر کے جھومتی ہی بزم مین مستانہ شمع

تیرہ و تاریک ایسا کچھ شب فرقت مین ہی
خوف سے بھاگے اگر دیکھے مرا کاشانہ شمع

پہلے پروانے تھے شیدا اب ہے عنادل شیفتہ
گل ہوئی ہی جب سے پیش چہرۂ جانانہ شمع

گرمی سوز دل بیتاب اگر یون ہی رہی
کیا عجب سمجھے مری محفل کو آتشخانہ شمع

چشم میگون دیکھکر اس مرتبہ بیخود ہوئی
جھومتی ہی بزم ساقی مین کھڑی مستانہ شمع

آرزو ہی شمع رخ پر ہو کے پروانہ جلے
رہتی ہی فانوس مین ہر وقت بیتابانہ شمع

جل گئی ہو کر ستی پروانے پر کیا عشق تھا
کر گئی یہ کام سب معشوقو مین مردانہ شمع

ہو کے ناامید تیرے وصل سے ای شمع رو
بزم مین ہر دم کھڑی روتی ہی مایوسانہ شمع

اور اس سے بڑھکے کیا ہوتا بھلا سوز و گداز
بزم مین رونے لگی سنکر مرا افسانہ شمع

جلوہ افروزی جو عارض کی ہر اک ساقی ہی
کیا تعجب ہی اگر ہو شیشۂ میخانہ شمع

روے آشنا کی گرمی کے باعث بزم مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہی چھپنے کے لیئے تہخانہ شمع

ہجر مین اوس شمعرو کے ایسی سرد آہین بھرین
سمجھی میرے خانۂ تاریک کو خسخانہ شمع

جلنے پر پروانون کے اصلا نہین آتا ہی رحم
رکھتی ہی بزم جہان مین طرز معشوقانہ شمع

کہہ گئے ہین آتش و ناسخ ادیب اسطرح مین
کیا کہیگا اون سے اب بڑھکر کوئی پروانہ شمع

٨٢ ردیف غین معجمہ ١٥

گلزار سینہ کو جو مرے دیکھ پاے باغ
ایسا خجل ہو منہ نہ کبھی پھر دکھاے باغ

وہ رشک گل اگر پئی گلگشت جائے باغ
پھولے نہ اپنے جامے مین ہرگز سماے باغ

آتا ہی یاد جب کہ قفس مین سنجھے چمن
روتا ہون لگکے ہر گھڑی مین ہاے ہاے باغ

اے گل اگر ترا گل رخ دیکھ لے کہین
شرمندہ ہو کے آب عرق مین نہاے باغ

دیکھی ہر ایک گل مین ترے گال کی بہار
بلبل اسی سبب سے ہوئی آشناے باغ

خجلت سے زرد ہو گل صد برگ کی طرح
گلہاے داغ دل کو اگر دیکھ پاے باغ

سینہ مرا ہی جب کہ چمن داغ عشق سے
میری نظر مین پھر کہو کیونکر سماے باغ

اوس رشک گل کا چہرۂ گلگون جو دیکھ لے
گل کی تلاش مین کبھی بلبل نجاے باغ

ہیہات ہاتھ ہم ملین حسرت مین دید کی
مجھسے رہے تیرے پانون اے گل حناے باغ

سیر چمن کا لطف نہین کچھ فراق مین
اوس گل بغیر خاک خوش آئے فضاے باغ

چہرے سے وقت سیر اے گل اوٹھا نقاب
رخسار آتشین سے کہین جل نجاے باغ

شاداب و تازہ گل رہین رخسار کے ترے
جبتک جہان مین رہے اے گل بناے باغ

مجبور ہی اگرچہ ہی مشتاق دید کا
آتا ترے حضور اگر ہوتے پاے باغ

اوس گل بغیر خنجر بران ہین برگ گل
گلخن سے بڑھکے کیون نہو گلشن مجھے ادیب

ردیف ۸۳

دیکھتا ہی جو مری بیتابی دل کیطرف
یہ خیال زلف آتا ہی مرے دل کیطرف
گیا ہی غم دنیا ہوا وس بیرحم قاتل کیطرف
جب سے ہم مائل ہین اک زہرہ شمائل کیطرف
داغ اوسکے دلمین ہوا ی ماہ آنکھین کو رہون
قلزم عالم مین وہ غم دوست ہون ای دوستو
ذبح ہونے کا ہی شوق اللہ اکبر کس قدر
یاس تھا وٹھنے نہین دیتے مثال نقش پا
ہین وہ مجنون بھی ہوا جسدم سے مجھے جوش جنون
اتحاد باطنی ای یار اسکا نام ہی
کوئی جانب بھی خوشی آنیکی اب باقی نہین
یہ بزرگی کعبۂ ابرو کی الفت سے ملی
آگیا جسدم مجھے مژگان لیر کا خیال
جسکو دیکھو بزم مین بیٹھا ہوا ہی لولگا ے
جان شیرین ہوگئی تلخ اپنی مثل کوہکن
ہر وہان زخم سے کرتے ہے مدح وشنا

پیکان ہجر مین ہین مجھے غنچہاے باغ
وہ گل نہو تو خاک ہی لطف فضاے باغ

فاے معجمہ ۳۹

وہ نظر کرتا ہی گویا مرغ بسمل کیطرف
یا کہ لیلی آ رہی ہی اپنے محمل کیطرف
صبر کی کافی توجہ ہی مرے دل کیطرف
دل یہی کہتا ہی چلیے چاہ بابل کیطرف
دیکھکر تجھکو جو دیکھے ماہ کامل کیطرف
بحر غم سے مین نہین جاتا ہون ساحل کیطرف
سر بکف مین دوڑتا ہون کوے قاتل کیطرف
شوق لیکن کھینچتا ہی کوے قاتل کیطرف
پانون خود بڑھنے لگے میرے سلاسل کیطرف
تو مرے دل کیطرف ہو مین ترے دل کیطرف
درد و غم نے گھیر لی ہر اک مرے دل کیطرف
لوگ پڑھتے ہین نمازین قبلۂ دل کیطرف
لگ گیا تیر آکے پہلو مین مرے دل کیطرف
ساری محفل کا ہی منہ اوس شمع محفل کیطرف
دل ہوا مائل جب اک شیرین شمائل کیطرف
جب خیال اپنا گیا توصیف قاتل کیطرف

اس سے بڑھکر ہو نہین سکتی ہی قیمت جان کی
خون بہا ہی دیکھنا قاتل کا بسمل کیطرف

واہ کیا زینت فزا ہی عارض پر نور پر
دیدۂ حسرت سے انجم تکتے ہین تل کیطرف

سخت باتین کرکے رنجیدہ نکرنا اے بتو
پھینکنا پتھر سمجھکر شیشۂ دل کیطرف

دعوی یکتائی اے آئینہ رو باطل ہو صاف
تو اگر دیکھے مرے آئینۂ دل کیطرف

دیکھکر گلزار داغون کا ہوا کیا باغ باغ
آگیا وہ گل جو اک دن خانۂ دل کیطرف

وائے حسرت ایک دن پوری نہین ہوتی امید
روز پھر آتا ہون جاکر کوے قاتل کیطرف

مجھکو اے زہرہ جبین چاہ ذقن آتا ہی یاد
بھولکر جاتا ہون جسدم چاہ بابل کیطرف

جائے گریہ اوس مسافر کے ہی حال زار پر
یاس سے جو دیکھتا ہو تھککے منزل کیطرف

وائے ناکامی کہ ہو ہر ایک مقتل مین شہید
اور ہم دیکھا کرین حسرت سے قاتل کیطرف

سنکے نالون کو مرے آیا اثر یون دوڑکر
جسطرح اہل کرم جاتے ہین سائل کیطرف

کم قیامت سے نہین ہی ہنر مین اے شہود
دیکھنا دزدیدہ نظرون سے ترا دل کیطرف

دیدۂ حسرت سے مقتل مین ہر اک مشتاق قتل
دیکھتا ہی خنجر ابرو کے بسمل کیطرف

ناخن تدبیر کیا کھولیگی قسمت کی گرہ
دوڑنا بے سود ہی اس کار مشکل کیطرف

شعلہ زن اوسکا بدن ہوتا ہی سوز داغ سے
جو کوئی ہوکر نکلتا ہی مرے دل کیطرف

پار ہونا عشق کے دریا سے مجھکو ہی محال
موج ہی زنجیر پا کیا جاون ساحل کیطرف

جا کیا مہمان اپنا گھر ہین دل کے وہی جگہہ
اوس ستمگر کا جو آیا تیر بسمل کیطرف

صبر کا جامہ کتان کیطرح ہوجاتا ہی چاک
دیکھتا ہون جب کبھی اوس ماہ کامل کیطرف

ہو وبال جان لب جان بخش پر یہ خط سبز
کیون نہ جاون دوڑکر زہر ہلاہل کیطرف

جان دیدی غرق ہوکر منہ نہ پھیرا سے کیا
بحر آب خنجر قاتل سے ساحل کیطرف

تم نظر آتے ہو اسمین یا کوئی مردم ہی اور
غور سے دیکھو تو میرے آنکھون کے تل کیطرف

تھا یہ اندیشہ نہ رحم آئے کہین ہنگام قتل
منھ نہ قاتل نے کیا مقتل مین بسمل کیطرف

مچھلیون نے جب سنا وہ کھیلنے آیا شکار
کر کے دریا سے کنارہ آئین ساحل کیطرف

قتل سے محروم رکھا سخت جانی نے ذ اب
آنکھ خجلت سے نہین اوٹھتی ہی قاتل کیطرف

۸۴ ردیف قاف معجمہ ۳۱

تم آو اب کوئی دم کا ہی میہمان مشتاق
دم اخیر ہی لیتا ہی ہچکیان مشتاق

تمھارے کان کی دیکھین جو مچھلیان مشتاق
مثال ماہی بے آب ہون طپیان مشتاق

فراق مین جو کرے نالہ و فغان مشتاق
ملا دے دم مین زمین اور آسمان مشتاق

جو سنگدل سنے اوسکے بھی گر پڑین آنسو
کہے جو اپنی مصیبت کی داستان مشتاق

کسی جگہ نہین جز گور چاہیے آسایش
لحد کو سمجھے ہین آرام کا مکان مشتاق

نہ تاب سننے کی آئے تمھین یہ ہو بیتاب
کرے جو حال شب ہجر کا بیان مشتاق

فراق مین جو ہو سرگرم نالہ و فریاد
بنا دے دود جگر کا اک آسمان مشتاق

ہر ایک بلبل شیدا کا دل بھر آتا ہی
چمن مین جب کبھی ہوتا ہی نوحہ خوان مشتاق

نہ لامکان نہ مکان مین نہ دیر و کعبہ مین
کسی جگہ نہین پاتا ترا نشان مشتاق

زمین اور فلک ہوتے ہین تہ و بالا
فراق یار مین کرتا ہی جب فغان مشتاق

کیا یہ عشق وہان کمر نے زار و نحیف
کہ چشم اہل نظر سے ہوا نہان مشتاق

جو نقطہ دہن تنگ کے لکھے اوصاف
ہوا زمانے مین مشہور نکتہ دان مشتاق

گلون کے ہجر مین پہنے ہین جو گلون کے ہار
سمجھتے ہین اونھین پھولونکی چھڑیان مشتاق

سیاہ زلف کو کہتے ہین رات کالی ہی
تمھاری مانگ کو سمجھے ہین کہکشان مشتاق

نظر آجاے کسی دن تو خوشی کی صورت
خانۂ دل ہو غم و رنج کا مسکن کبتک

کیا کہون جب کوئی مجھسا نملیگا غمخوار
بیکسی روئیگی میری پس مردن کبتک

کرکے یاد ای بت کافر تجھے بتخانے مین
دیکھین نالے کرے ناقوس برہمن کبتک

زلف پیچان کی محبت مین پھنسا ہو تمین ادیب
دیکھیے رہتی ہی دلکو مرے الجھن کبتک

(۸۶) ردیف کاف فارسی (۲۴)

جب کہ رکھتا ہی یہ ہر عاشق دلگیر سے لاگ
ہو جوانون کو نہ کیونکر فلک پیر سے لاگ

تھا یہ دشوار کہ ہوتی کسی تدبیر سے لاگ
اونھین غیرون مین ہوئی ہی مری تقدیر سے لاگ

اے ستمگر وہ کوئی پوچھے ہمارے جی سے
جو مزے پائے ہین رکھکر خلش تیر سے لاگ

کچھ تو اغیار نے لاریب پڑھایا ہی ضرور
یون نہ رکھتے وہ کبھی عاشق دلگیر سے لاگ

پھینکدیتے ہین مرقع سے وہ جب دیکھتے ہین
اسقدر اونکو ہوئی ہی مری تصویر سے لاگ

میٹھی باتون کو سمجھتا ہی وہ زہر قاتل
اوس ستمگر کو ہی ایسی مری تقریر سے لاگ

بیڑیان توڑکے صحرا مین پھرا سرگردان
جوش وحشت مین ہوئی خانۂ زنجیر سے لاگ

جو کیا کام وہ برعکس ہوا قسمت سے
ہی ازل سے مری تقدیر کو تدبیر سے لاگ

فصل گل آئی ہی گھٹتا ہی مرا قید مین دم
مین وہ مجنون ہون کہ رکھتا ہون زنجیر سے لاگ

ساتھ پیکان کے دل توڑکے پہلو نکلا
ہی عجب طرح کی ای ترک ترے تیر سے لاگ

جوش وحشت مین نہ زندان مین رہونگا مین کبھی
دشمنی طوق سے ہی اور ہی زنجیر سے لاگ

آگہی نہ کبھی صبح شب وصل سنون
ہی موذن کے مجھے نالۂ شبگیر سے لاگ

باندھی کا مرے زخمون مین نہ کیونکر ہو اثر
دل مجروح کو ہی چاندسی تصویر سے لاگ

قلم خط نہین پڑھتا ہی کسی کا وہ شوخ
اوسکو کچھ ایسی ہوئی ہی مری تحریر سے لاگ

ایک دم پاس سے اپنے نہین کرتاہون جدا ۔ مجھکو جسدن سے ہوئی یار کی تصویر سے لاگ
عشق مین سیم تنون کے یہ ہوئی استغنا ۔ خاکساری مین نرکھی کبھی اکسیر سے لاگ
دم رکتا ہی کبھی اور کبھی گھٹتا ہی ۔ سبب یہ دل کو ہی تری زلف گرہگیر سے لاگ
خاک چھانی جو ترے در کی ہی ای سیم بدن ۔ مال و زر سے ہی عداوت مجھے اکسیر سے لاگ
جب کہ تسکین کا باعث خلش پیکان ہی ۔ دل کو ای ترک نکیونکر ہو ترے تیر سے لاگ
تیرہ و تار رہے اور سیہ بخت رہے ۔ نہو جس دل کو تری چاند سی تصویر سے لاگ
داد ملجائے ستمگر کے ستم کی یا رب ۔ اوسکے دل کو بھی جو ہو اک بت بے پیر سے لاگ
دیکھیین کس طرح کشاکش سے رہا ہوتا ہی ۔ جگر و دل کو ہی ای ترک ترے تیر سے لاگ
مجھکو سیراب کر ای قاتل عالم للہ ۔ اب ترا تشنہ آب دم شمشیر سے لاگ
ہاتھ اوٹھائے ہون اوسکے آگے خدا کے ہردم ۔ گو ازل سے ہی دعا کو مری تاثیر سے لاگ

٨٧ ردیف لام مہملہ ٢٦

ہون لذت خلش کا طلبگار آجکل ۔ ای تیر یار دل کے ہو پار آجکل
سوتا ہی میرے ساتھ مرا یار آجکل ۔ صد شکر بخت خفتہ ہی بیدار آجکل
رہتے ہین یاد وہ گل رخسار آجکل ۔ گلزار ہین نظر مین مرے خار آجکل
ہم کو نہین ہی خوف شب تار آجکل ۔ ہی آفتاب داغ دل زار آجکل
پیتے ہین پھول سیکڑون میخوار آجکل ۔ کیا ہو رہا ہی میکدہ گلزار آجکل
کٹتی نہین ہی کاٹے سے ای ماہ ہجر مین ۔ ہو جاتی ہی پہاڑ شب تار آجکل
کیسا ہی لطف دشت نوردی مین ای جنون ۔ دیتی ہی کیا مزہ خلش خار آجکل
مشتاق وصل ہی نہین اب طاقت شکیب ۔ ایفائے وعدہ مین نکر انکار آجکل

دیکھا جو حال زار مرا رحم آ گیا
وہ ظلم دوست اب تو ہی غمخوار آجکل

معشوق ہیں زمانے میں لاکھوں ستم شعار
تمسا نہیں ہی کوئی دل آزار آجکل

سیب ذقن پر اونکے ہزاروں دو نیم ہیں
ہی اک انار لاکھوں ہیں بیمار آجکل

آئی اجل تو سمجھیں گی عیسیٰ دوان
ایسے ہوئے ہیں زیست سے بیزار آجکل

سنکر مرے عدو کے ٹپکتے ہیں سر شک
کرتا ہوں حال زار جو اظہار آجکل

آزاد ہیں وہ لوگ و عالم کی قید سے
جو دام زلف میں ہیں گرفتار آجکل

موئے میان کے عشق نے لاغر کر دیا
معدوم ہی نظر سے تن زار آجکل

ہیں حال اپنی دشت نوردی کا کیا کہوں
ہیں پاؤں آبلے اور سر خار آجکل

رنجور اسقدر رہی تن زار ہجر میں
پرہیز جس سے کرتے ہیں بیمار آجکل

ایسا ہوں بیخودی میں ہوا ہوں بحیرت زار
آنا ہی مجھکو آپ میں دشوار آجکل

تا عرش فرش سے ہی نمونہ تنور کا
بھڑکے ہی ایسی آتش رخسار آجکل

آمد شد نفس مجھے جھونکے ہوا کے ہیں
یہ ناتوان ہوا ہی تن زار آجکل

ہیہات جو تھے ہاتھ مرے زیر سر کبھی
ہیں گردن عدو میں وہی ہار آجکل

تابش سے برق خندہ کی وہ ہیں حجاب میں
حائل ہوئی ہی قہقہہ دیوار آجکل

اوس گل بغیر شب کو تڑپتا ہوں رات بھر
فرقت میں فرش گل ہی مجھے خار آجکل

وہ جنس کس مپرس ہوں بازار دہر میں
جس کا نہیں ہی کوئی خریدار آجکل

کرتے ہیں صبح کروٹیں لے لے کے ہجر میں
پڑتی نہیں ہی شب کو کل اے یار آجکل

کوئی کسی کا دوست نہیں بے غرض ادیب
مطلب کے اپنے ہوگئے ہیں یار آجکل

ردیف میم مہملہ

٨٧ — ٢٦

ایسے نحیف و زار ہین عشق کمر سے ہم — غائب نظر کی طرح ہین اپنی نظر سے ہم
غافل نہین ہین باغ جہان مین سفر سے ہم — لیتے ہین کام میل کا ہر اک شجر سے ہم
پیری مین بھی وہی ہی جوانی کا سوز عشق — کچھ کم نہین ہین جلنے مین شمع سحر سے ہم
ایسا کیا ہی یاد بت سیمبر نے محو — بیٹھے ہوے ہین بے خبر اپنی خبر سے ہم
ہوگا یقین خلق کو خورشید حشر کا — پھاہا اگر اوٹھائین گے زخم جگر سے ہم
محفل مین کرتے ہین وہ کن انکھیون سے تاک جھانک — دل کو چرا لیے بیٹھے ہین دزد نظر سے ہم
عشق میان مین لاغری تن کا ہی یہ حال — کم بال بھر نہین ترے موے کمر سے ہم
مثل نفس ہی آمد و رفت سر ادہر کے — جاتے ہین اودہر آئے ابھی ہین سفر سے ہم
آتش فشان ہون نخل چمن صورت چنار — آہین بھرین جو باغ مین زخم جگر سے ہم
دکھ مین شریک ہوتے ہین ہمسایہ بھی ضرور — بیچین دل کو پاتے ہین درد جگر سے ہم
نقش قدم کی طرح اب اوٹھنا محال ہی — پامال یہ ہوے ترے پاے نظر سے ہم
کیا کم ہی بار منت جلاد دوش پر — کٹنے سے سر کے چھٹ گئے گو درد سر سے ہم
رونے مین آگیا رخ رنگین کا جب خیال — خون جگر بہانے لگے چشم تر سے ہم
آوارگی کا غم نہین اوسکی تلاش مین — خانہ بدوش پھرتے ہین فاضل ہین گھر سے ہم
پیاسے ہین آب تیغ سے سیراب اگر کرے — قاتل کو دین دعا لب زخم جگر سے ہم
ملک عدم کے پار بلاریب ہو گئی — زلف دراز پاتے ہین نیچی کمر سے ہم
وہ شوق قتل ہی کہ جو قاتل ہمین بلائے — مقتل مین دوڑ جائین ابھی پا کے سر سے ہم
کیونکر نہ توڑین رشتہ الفت ہر ایک سے — ہی چل چلاو جوڑ رہے ہین اودھر سے ہم

بیان ای بت سنگین دل اونکا ہی دشوار | اوٹھا رہے ہین جو فرقت مین سختیان مشتاق
مثال برق طپان دل تڑپتے رہتے ہین | جو دیکھ لیتے ہین کا تری تجلیان مشتاق
لگا ہی جب سے ترے تیغ کا ہاتھ ای ترک | سسک رہے ہین پڑے ہو کے نیمجان مشتاق
پڑا جو بار غم عشق تیر مژگان کا | خمیدہ پشت ہوا صورت کمان مشتاق
محال بیٹھکے اوٹھنا ہی مثل نقش قدم | ہوا ہی عشق کمر مین یہ ناتوان مشتاق
دہان تنگ کی الفت مین لگ گئی چپکی | یہ ہی خموش کہ گویا ہی بے دہان مشتاق
نہ دل لگاے کوئی پیر زال دنیا سے | وہ پیر ہو گئے جو اسکے تھے جوان مشتاق
جب اونکے کوچہ رشک ارم مین ہم پہونچے | کہا ہر اک نے ہوا داخل جنان مشتاق
کیا ہی آج مگر اونسے یاد بھولے سے | بلا سبب نہین لیتا ہی ہچکیان مشتاق
نہ پھر بھی لکھ سکین لف دہان کے مضمون | جو پائین مثل خضر عمر جاودان مشتاق
جو بزم عیش تھی وہ حیف ہو گئی برہم | کہان شراب کہان جام جم کہان مشتاق
برابری نہین کر سکتے تجھسے سیمبرین | کہان تو ای سگ کوی صنم کہان مشتاق
اوٹھا وہ درد کہ شدت سے جسکی دل بیٹھا | فراق کی کہے کیا تم سے داستان مشتاق
بآل خندہ گل دیکھکر ہوئے پرنفور | کبھی گئے نہ پئے گشت زعفران مشتاق
اگر اشارے سے بھی حکم دے وہ سیم بدن | تو جان و دل کو کرین اپنی رایگان مشتاق
کسی کو بھی نہین ملتا پتا مثال کمر | دہن کے عشق مین کھچتے ہین بے نشان مشتاق
ادب حلقہ جو ہی اونکی زلف پیچان کا | وہ مرغ دل کا سمجھتے ہین آشیان مشتاق

٨٥ ردیف کاف تازی ٢٤

ترستے ہین دیدار کو ہم ای بت پرفن کبتک | سات پردون مین رہیگا رخ روشن کبتک

ای جنون موسم گل مین پھرون بن بن کبتک
تجھسے مین دور رہون ای بت پرفن کبتک
جلوہ گر خانۂ تاریک مین کس دن ہوگے
یاد رکھیے کہ کسی طرح نہ یہ چھوٹیگا
مین ہون مشتاق شہادت یہ تساہل کیسا
دوستی سے نہ کسی طرح مین باز آؤنگا
تیرے کوچے مین پڑا ہون نہ اُٹھونگا تا حشر
وصل کس روز مجھے یار سے ہوگا یارب
دیکھیے ہجر مین اوس گل کے دم سیر چمن
کچھ اثر ہی نہین ہوتا ہی جب اوسکے دلمین
سوز غم مین مرے معلوم نہین بعد فنا
جلد ای مہر اوٹھا چہرۂ روشن سے نقاب
بیقراری جو یہی ہی تو نہ پوچھو پس مرگ
ای بتو ناز بہت کرتے ہو جسپر ہم سے
دیکھیے ہجر مین اوس گل کے مرے بستر پر
موسم گل مین بھلا دست جنون سے دیکھین
اضطراب دل بیتاب ہے یارب پس مرگ
فصل گل آئی ہوا ای آتش سودا یہ بتا
مسی ملکر نہ کرو سیر چمن ای گلرو

دست وحشت سے کرون چاک مین دامن کبتک
حسرتون کا مرے دلمین رہے مسکن کبتک
گھر مرا آکے کروگے کہو روشن کبتک
آپ دھوئینگے مرے خون سے دامن کبتک
زیر خنجر مین جھکائے رہون گردن کبتک
دشمنی مجھسے کرینگے مری دشمن کبتک
دیکھون پامال کریگا مجھی توسن کبتک
سوز فرقت مین جلیگا یہ مرا تن کبتک
ہونگے خنجر مجھے برگ گل گلشن کبتک
اوسکی فرقت مین کرون نالہ و شیون کبتک
شمع جل جل کے گھٹیگی سر مدفن کبتک
رخ پر نور چراغ تہ دامن کبتک
دل بیتاب رہے گا تہ مدفن کبتک
کچھ خبر ہی کہ رہیگا بھی یہ جوبن کبتک
خار دیتے رہینگی پھولون کے خرمن کبتک
چاک ہوتا نہین یہ دشت کا دامن کبتک
زلزلے مین رہیگا گنبد مدفن کبتک
پانی ہوگا مری زنجیر کا آہن کبتک
رشک سے جلتی رہی باغ مین سوسن کبتک

اونکی نگاہ لطف بھی ہی زہر کی چھری — اُلٹی مرگ و اُٹھاتے ہین میٹھی نظر سے ہم

۸۶ — کیا حال دیکھین آمد پیغامبر سے ہو — ۸۷
خورسند ہین ادیب امید خبر سے ہم

حشر کر دیتے بپا نالہ و فریاد سے ہم — ڈرتے کچھ ہین تو دل نازک صیاد سے ہم
آب دیدہ وہ چلے آتے ہین رونا سنکر — بخت خفتہ کو جگا دیتے ہین فریاد سے ہم
فرط شادی جو یہی ہی تو عجب کیا اسکا — باہر آجائین خوشی سے کف صیاد سے ہم
جانتے ہین ستم و جور کو لطف اور کرم — انس رکھتے ہین یہ صیاد کی بیداد سے ہم
زندگانی کا مزہ ہی یہین سہتے ہین الم — نکلین گے بعد فنا خانۂ صیاد سے ہم
گلشن دہر مین ہو رتبۂ پست اوسکا بلند — قد کو تشبیہ جو دین مصرع شمشاد سے ہم
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھین کبھی جنت بے حکم — اور دوزخ مین گرین آپکے ارشاد سے ہم
فہم مین آتے نہین معنی بیت ابرو — دلمین آتا ہی کہ پوچھین کسی اُستاد سے ہم
ہین جو جانباز کہ تو کیا ہی بھلا ہی قاتل — کبھی ڈرنے کے نہین تیغ کے جلاد سے ہم
سنکے رونے لگے اسطرح کہ ہچکی لگ جائے — درد دل کی جو کہانی کہین صیاد سے ہم
جان برباد گئی نالۂ سوزان کے سبب — خاک جل بھن کے ہوے شعلۂ فریاد سے ہم
کھینچی تصویر تصور مین ہمیشہ اوسکی — بڑھ گئے مرتبے مین مانی و بہزاد سے ہم
تو نے وعدہ جو کیا تھا وہ فراموش کیا — اور غافل نہین اک دم بھی تری یاد سے ہم
نازکی چال ہی لب سرخ لگے ہین تیر بھی — کم نہین سمجھے ترا تیر پریزاد سے ہم
اوسکے سر عشق کا سہرا ہی جو سر کو پھوڑے — سن رہے ہین یہ صلہ تیشۂ فرہاد سے ہم
اوسکی ہی کوہ کنی جان کنی اپنی مشہور — عشق کے فن مین کہین بڑھ گئے فرہاد سے ہم

ہنسنے پر پھولوں کے شبنم کو جو دیکھیں گریان
پھر ہوں کیا شاد گل گلشن ایجاد سے ہم

عہد ای وعدہ فراموش یہی ہی اپنا
ہاتھ دم بھر نہ اوٹھائیں گے تری یاد سے ہم

آگے غصے ہیں وہ بولے جو مرے نالے سنے
چین پاتے نہیں دم بھر تری فریاد سے ہم

رنج فرقت ہیں تری نیست کو جانا کہ ہی موت
کم مسیحا کو نہ سمجھے کبھی جلاد سے ہم

ذائقہ وہ کسی نعمت ہیں نہ حاصل ہوگا
ای ستمگر جو مزہ پاتے ہیں بیداد سے ہم

سخت جانی کے سبب سخت ہیں شرمندہ
قتل جب ہو نسکے خنجر جلاد سے ہم

آمد او سرو سہی کی جو سنیں گلشن ہیں
کام جاروب کا لیں طرۂ شمشاد سے ہم

یہ ہی وہ جال نہ چھوٹا کبھی کوئی پھنسکر
سمجھے مضمون یہ خط کف صیاد سے ہم

زخموں پر اپنے نمک چھڑکیں گے بہر لذت
ہوے مجروح اگر ناوک صیاد سے ہم

عشق مژگان ہیں جنون کا جو رہیگا یہی حال
نوک کی لیں گے سر نشتر فصاد سے ہم

۹۰ شاد بیداد سے اس رتبہ ہیں ہنستے ہیں اوہ ۲۸
باغ پر رنج نکریں خانۂ صیاد سے ہم

دیکھتے ہیں جب کسی مدفن کو ہم
جانتے ہیں خاک قصر تن کو ہم

منہ پر اوس کے دیکھکر دامن کو ہم
کرتے ہیں صد چاک پیراہن کو ہم

سنگ دل کیا ہی وہ بت چاہیں اگر
موم کر دیں خنجر آہن کو ہم

ای فلک تیرا یہی انصاف ہی
غیر تو ہنسنے کو ہوں شیون کو ہم

برگ گل خنجر ہی ہجر یار ہیں
جانتے ہیں قتل گہ گلشن کو ہم

عمر وہ بھرتے ہیں یہ کہتے ہوے
ڈھونڈتے ہیں اوس رخ روشن کو ہم

سخت جان ایسے ہیں اک دم ہیں ابھی
کر دیں آرا خنجر آہن کو ہم

عیب سے آگاہ کرتا ہی ہمین
کیون نہ سمجھین دوست پھر دشمن کو ہم

جلوۂ رخ آگیا جسوقت یاد
بھولے شمع وادی ایمن کو ہم

دولت دیدار لوٹین غیر حیف
اور دیکھین دور سے چلمن کو ہم

ہی جو سودا اک طلائی رنگ کا
اب نہ دیکھینگے کبھی کندن کو ہم

ہون اگر زخمی لب ہر زخم سے
دین دعا اوس ترک تیر افگن کو ہم

یاد آتی ہی جو کوے یار کی
بھول کر جاتے نہین گلشن کو ہم

جو یہی گریہ ہی یاد چشم مین
روئینگے اب دیدہ ودامن کو ہم

جز ترے در کے ٹھکانا اب نہین
چھوڑ کر جائین کہان دامن کو ہم

پیش قاتل آرزوے قتل مین
رکھتے ہین خم ہر گھڑی گردن کو ہم

یا الٰہی پائین کس تدبیر سے
دلمین اوس بت کے جگہ مسکن کو ہم

دین و دنیا کا نہ کھاتے لیے حیف
جانتے تھے دوست اس دشمن کو ہم

کیا لگائین دل سراے دہر مین
جب کمر سے باندھے ہون دامن کو ہم

آگیا گھر مین جو وہ خورشید رو
مہر سے سمجھے ذرہ روزن کو ہم

خاکساری سے بر آتی ہی مراد
گرد بن کر چھوتے ہین دامن کو ہم

دیکھین طی راہ عدم ہو کسطرح
ہر قدم پر پاتے ہین رہزن کو ہم

سمجھے سیل اشک سے بعد فنا
برج آبی گنبد مدفن کو ہم

بیشمار اس مرتبہ ہین جسم پر
گن نہین سکتے ہین زخم تن کو ہم

صور اسرافیل کا اوٹھتا ہی شور
بیٹھتے ہین جس گھڑی شیون کو ہم

جب اوٹھایا دولت دنیا سے ہاتھ
کسلیے پھیلائین پھر دامن کو ہم

ہجر مین گھلکر بنے ہین شکل خار
کیون نہ کھٹکین دلمین سر دشمن کو ہم

دلمین آتا ہی کہ دنیا سے اب
اوٹھ کھڑے ہون جھاڑ کر دامن کو ہم

٩١ ردیف نون منقوطہ ٢٣

کس کس کو دیکھیے ہین طلبگار سیکڑون
اک جنس دل ہی اور خریدار سیکڑون

پیاسے مرے لہو کے ہین خونخوار سیکڑون
اک خون گرفتہ مین ہون ستمگار سیکڑون

زلفون مین یار کے ہین گرفتار سیکڑون
جکڑے ہین سیو مین گنہگار سیکڑون

آئی خبر جو آمد شاہ مسیح کی
سنکر بحال ہوگئے بیمار سیکڑون

اسطرح کھا لیا ہی غم ہجر یار نے
روتے ہین مجھکو دیکھکے غمخوار سیکڑون

ای ترک غم نہین جو شہیدان ناز کا
کیون سرنگون ہین خنجر خونخوار سیکڑون

ہین وہ مریض مردم بیمار یار ہون
پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار سیکڑون

صیاد چھوڑتا نہین کنج قفس سے حیف
چلا رہے ہین مرغ گرفتار سیکڑون

چکھا نہین لہو جو شہیدان ناز کا
رنگین پھر ہین کیون لب سوفار سیکڑون

دیر و حرم کو جاتے ہین کیون دلکو چھوڑ کر
بھولے ہوے ہین کافر و دیندار سیکڑون

اللہ رے سخت جانی عشاق وقت قتل
مڑ مڑ گئے ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مٹی کو تیرے کوچے کی ای غیرت مسیح
خاک شفا سمجھتے ہین بیمار سیکڑون

گلگشت کو گیا جو مین اوس گل کے ہجر مین
ہر گل چمن مین دینے لگا خار سیکڑون

ہے سودہ زلف کا ترے ای بت جو عشق ہو
کر لین قبول کفر ابھی دیندار سیکڑون

اللہ رے شوق دید کہ کچھ سوجھتا نہین
اندھے کھڑے ہین طالب دیدار سیکڑون

یا رب لگاؤن پنبہ و مرہم کہان کہان
تن پر ہین زخم تیر نگہ یار سیکڑون

سودا ہی جب سے گیسوے مشکین یار کا
پھنستے ہین ستنکے غافل و ہشیار سیکڑون

ملتا نہین ہی اوس گل تر کا کہین پتا
فرقت مین ہمنے چھانے ہین گلزار سیکڑون

ہین ہم وہ بادہ نوش کہ ہنگام میکشی
لیتے ہین میرے نام کو میخوار سیکڑون

جانباز ہم وہ ہین کہ جھپکی ذرا بھی آنکھ
جلاد نے اگرچہ کیے وار سیکڑون

وہ ترک کھینچتا ہی جگر چھوڑتا نہین
ہین کشمکش مین تیر ستمگار سیکڑون

ہمکو شہید کرکے ہوے اسقدر خجل
مقتل مین سرنگون ہین ستمگار سیکڑون

۹۲
ایسا کیا ہی آرزوونکا ادیب خون
دلمین ہین حسرتون ہی کے انبار سیکڑون
۳۶

کب شب تڑپ تڑپ کے سحر ہمنے کی نہین
کس رو سے رات آنکھونمین اپنے کٹی نہین

باور کسی طرح کوئی بات آپکی نہین
لب پر حضور کے ہی کبھی ہان کبھی نہین

زاہد ہی مردہ دل مے جانبخش پی نہین
کچھ لطف زیست کیفیت زندگی نہین

گلزار مین ہمارے نہین کچھ خزان کا دخل
گلہاے داغ سینہ کو پژمردگی نہین

آب حیات ہی مے جانبخش واعظو
بے بادہ ایک دم بھی مری زندگی نہین

چھوٹا عذاب ہجر سے جسکا گزر ہوا
گویا کہ باغ خلد ہی اوسکی گلی نہین

دل خوش نہین کسی کا زمانے کے ہاتھ سے
باغ جہان مین کوئی شگفتہ کلی نہین

بدلا کیا ہین کروٹین تا صبح شام سے
کل تم نہ آئے کل کسی کروٹ پڑی نہین

مین جانتا ہون زیست حرام اوسکی اے ادیب
جسنے کہ عمر بھر مے جانبخش پی نہین

اوس ماہ کے ہی قصر مین جس چاندنی کا فرش
اے ماہ اوس سے بڑھکے تری چاندنی نہین

مجھ بادہ کش کو بادہ گلرنگ خون ہی
ساقی [illegible] ہو دم ہی کٹتی نہین

سب کہتے ہین کہ بارہ بروج سپہر ہین ‏ اے رشک مہر تیری یہ بارہ دری نہین
لب سرخ پر لگے ہین نہ انکت کی چال ہے ‏ کیونکر کہون کہ تیر تمھارا پہ سی نہین
خاموش اسلیے ہون کہ ہے گو مگو کی بات ‏ ہے وجہ جسکی وصف دہن مین لگی نہین
جب سے ہین رنج دوست نہ ملنے سے اوٹھ گیا ‏ کوئی شفیق حال غم و بیکسی نہین
تم اور وہ جفا کہ نہین جسکا کچھ حساب ‏ ہم اور وہ وفا جو کسی نے بھی کی نہین
چلنے سے تیرے کب نہین محشر بپا ہوا ‏ کس کہ وزن بیٹھنے سے قیامت اوٹھی نہین
اے زاہد اس ریا کی عبادت سے کیا حصول ‏ مقبول ملک کی یہ تری بندگی نہین
یارب جلے وہ آتش حسرت مین مثل شمع ‏ اوس شمع رو سے جسکی کبھی لو لگی نہین
کیا جاؤن ہجر مین پی گلگشت باغ کو ‏ اوس رشک گل بغیر تو دل بستگی نہین
آتا ہے گریہ زاہدون کے حال زار پر ‏ ہے موت زندگی جو مئی ناب پی نہین
پوچھا جب اونسے ہمنے کہ ہوگا وصال کب ‏ چتون بدل کے کہنے لگے وہ کبھی نہین
چارہ گرو نہ چارہ گری سے جلاؤ دل ‏ تم سے لگی ہماری بجھیگی کبھی نہین
آج آتے آتے پھر گئے وہ گھر کو یا نصیب ‏ کیونکر کہون کہ بخت کی برگشتگی نہین
تو ہی نہین تو لطف شب ماہ کچھ نہین ‏ کچھ دو پہر کی دھوپ سے کم چاندنی نہین
اپنا نظیر اوسکو خود ہی سے نہین پسند ‏ زیور تو سب ہین پاس مگر آرسی نہین
ہم ہی سے بات بات مین انکار کرتے ہو ‏ ہان کے سوا رقیب سے تمنے نکی نہین
اللہ رے نازکی لب یار گلعذار ‏ کچھ کم دھڑی مسی کی اوسکو دھڑی نہین
دل ڈالے سیکڑون دل پرخون عاشقان ‏ ہاتون مین اوس نگار نے مہندی ملی نہین
اعجاز کرتے آئینہ رویون کے ہاتھ سے ‏ افسوس دل کے آئینہ کی آرسی نہین

سارا زمانہ دل سے فراموش ہو گیا
لیکن تمھاری یاد کبھی بھولتی نہین

وہ سر نہین کہ جسمین نہ سودا ہو زلف کا
وہ دل نہین کہ جسمین محبت تری نہین

جب سے لگی ہی اک بت کافر سے اپنی آنکھ
اوس دن سے شب کو آنکھ ہماری لگی نہین

بھاتا نہین ہی کبر کسی کا وہ مست ہون
شیشے کی بھی پسند مجھے سرکشی نہین

ای واعظ اوسکو ہول قیامت سے تو ڈرا
جس پر مصیبت شب فرقت پڑی نہین

۹۳ — ۲۷

اوس گل کے پاس بیٹھنے کے فیض سے ادب
پژمردہ پیرہن کی ہمارے کلی نہین

کسی کا کوئی پس مرگ غمگسار نہین
لحد مین جز عمل نیک یار غار نہین

کوئی زمانے مین مجھسا گناہگار نہین
یہ اور طرہ ہی اوس پر کہ شرمسار نہین

وہ خوش نصیب نہین اوسکا بخت یار نہین
بتون کا تیر نظر جسکے دل کے پار نہین

وہ سر نہین جسے سودائے زلف یار نہین
وہ آنکھ ہی نہین جو محو انتظار نہین

یہ زار عشق کمر مین ہوا کہ بعد فنا
جنازہ دوش احبا پر اپنے بار نہین

مثال دیدۂ نرگس وہ کور ہو یارب
جو آنکھ فرقت جانان مین اشکبار نہین

گلو عبث ہو نزاکت پر اپنی تم نازان
تمھارے حسن دو روزہ کا اعتبار نہین

خضر کی عمر سے طول امل سے عاشق کے
کم ایک بال بھی زلف دراز یار نہین

پیا جو بادۂ الفت کا جام ای ساقی
چڑھا وہ نشہ کہ جسکا کبھی اوتار نہین

تمھارے خنجر مژگان سے ہی یہ ارزانی
کہ بکتی کوڑیون کے مول پر کٹار نہین

نہ کچھ عبارت نازک نہ معنیٔ باریک
میان شعر جو وصف میان یار نہین

نہ اوسکے کوچے مین جائین تو لنگ ہو وے پانون
وہ ٹوٹین ہاتھ جو گردن مین اوسکی ہار نہین

کہاں کہاں لگین پھاۓ کہاں کہاں مرہم / جب اپنے زخم سراپا کا کچھ شمار نہین
چمن ہی ابر ہی ساقی ہی اور فصل بہار / نہ آئے ایسے مین وہ گل تو کچھ بہار نہین
جو تیر آہ رسا کی یہی رہی بارش / تو ایک روز یہ چرخ ستم شعار نہین
مگر یہ آینہ صاف مین ہی بال کا عکس / ہمارے دلمین خیال میان یار نہین
خمیدہ کیسلیے ہی پشت پیر چرخ مدام / مرے گناہ کا سر پر جو اسکے بار نہین
ہزار حیف پس مرگ قبر پر اپنی / سواے شمع لحد کوئی اشکبار نہین
ہوا ہی عشق تمھاری کمر کا جسدن سے / وہ زار ہون دل اعدا پر اپنے بار نہین
یہ بیکلی ہی کہ پہلو بدلتے رہتے ہین / فراق مین کسی کروٹ ہمین قرار نہین
جو پیشوا ہین انھین کوئی کچھ نہین گنتا / امام سبحہ کا تسبیح مین شمار نہین
اخیر وقت ہی لرزان ہین خوف عقبی سے / یہ دست و پا مرے پیری سے رعشہ دار نہین
مثال شیشہ ساعت ہر اک مکدر ہی / ملے وہ کون سے دو دل جو پر غبار نہین
کبھی ہون گھر مین کبھی اضطراب سے در پر / کسی جگہ شب وعدہ مجھے قرار نہین
سفید ریش ہی زاہد کی دھوکے کی ٹٹی / یہ مکر چاندنی ہی اس کا اعتبار نہین
وہ خاکسار ہون اوٹھا نہ بیٹھکر پس مرگ / زمین سے جو ہوا ونچا مرا اعتبار نہین

۹۴ وہ حسن کے صدق مقالی کا شہرہ کہتے ہین / ادیب کیا شعرا مین ترا شمار نہین ۳۴

مرے میان کی یاد مین کب چشم تر نہین / کس روز آب اشک سے تا کمر نہین
مر وہ پڑا ہون جب سے وہ رشک قمر نہین / فرقت مین قبر ہو مرے رہنے کا گھر نہین
یہ بیخودی ہی جب سے وہ رشک قمر نہین / مین کیا مرے فرشتون کو میری خبر نہین

کسدن خون ہوکے دل آنکھون سے بہ گیا
اب جا اشک آنکھون مین خون جگر نہین

یاد دہان تنگ مین ایسا ہوا ہون گم
مدت ہوئی کہ مجھکو کچھ اپنی خبر نہین

ہون موشگاف بال کی مین نے نکالی کھال
پھر کیون میان شعر صفات کمر نہین

کھا کھا کے غوطے دیتے ہین جان اپنی آشنا
وہ ناف بحر حسن کی کیونکر بھنور نہین

دن رات کاٹتا ہون تڑپ کر فراق مین
زانوے یار جب سے مرے زیر سر نہین

کٹتی نہین ہی کاٹے سے ایسی پہاڑ ہی
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

کسطرح پہونچینگے سر مقصود دیکھیے
رہزن کھڑے ہین سیکڑون اک راہبر نہین

گو چور چور خنجر بیداد سے ہی جسم
جز شکر کے شکایت بیداد گر نہین

جب دیکھو دُر ہی کان مین اوس بحر حسن کے
حلقہ بگوش کانون کے کیونکر گُہر نہین

پھیلا کے پانون چین سے سوتے ہین ہم فقیر
شکر خدا کہ گانٹھ مین کچھ مال و زر نہین

وہ حال زار دیکھ کے کسدن نہ رو دیا
کب اوسکے دلمین میری محبت کا گھر نہین

ہمنام جہان نما سے نہین کم ہی دل مرا
سارے زمانے کی مجھے کسدن خبر نہین

آرام سے جو قبر مین سوئے تو یہ کھلا
آسایش آدمی کو کبھی عمر بھر نہین

کسطرح طے ہو دیکھیے ملک عدم کی راہ
منزل کڑی ہی ہاتھ مین زاد سفر نہین

قصر بلند جنکے تھے ای انقلاب دہر
اون اہل زر کو خواب مین سونیکا گھر نہین

عنقا تری کمر کو جو کہتے ہین ای پری
کسطرح مین کہون وہ بشر جانور نہین

شیرین زبان ہی لب شیرین کے وصف مین
جھوٹا ہی جو قلم کو کہے نیشکر نہین

سر پہ ہی پیر چرخ کے بار گناہ خلق
بیوجہ آسمان کی ٹیڑھی کمر نہین

بے آب دُر ہین دُر دندان کے روبرو
خجلت سے ڈوب مرنیکو آب گہر نہین

فکر دہن مین ہم کم ہوکے ہین خموش
کہتا ہے ناطقہ کہ بتون کی کمر نہین

اے گل نثار کرنے کو لائے ہین باغ مین
غنچون کی مٹھیون مین بلا وجہ زر نہین

کیا جانین رنج مین ہین کہ آرام مین وہان
یاران رفتگان کی ہمین کچھ خبر نہین

بیٹھے ہین قطع کرکے تعلق جہان سے
ہان دید چشم یار سے قطع نظر نہین

تو کس لیے چرا کے مکرتا ہے اے صنم
کیا ہے گرہ مین زلف کے دل ہے اگر نہین

بہ جائے خون ہوکے وہ آنکھون سے اے خدا
جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہین

یارب ترے سوا کوئی گلزار دہر مین
پرسان حال بلبل بے بال و پر نہین

عنقا کی طرح نام ہے لیکن نہین نشان
تار نظر ہے یار کا موے کمر نہین

ٹوٹے وہ پانون جو نہ اوٹھے راہ عشق مین
پھوٹے وہ آنکھ یاد مین تیری جو تر نہین

اے مہر دیکھنے کے لیے تجھکو دور سے
عینک ہے پیر چرخ کی شمس و قمر نہین

روشن ہے شمع داغ دل اے رشک مہر ماہ
تاریکی لحد کا بس مرگ ڈر نہین

۹۵ — ۲۲

کس مرتبہ ہے سوز تب عشق ہم ادیب
کم آفتاب حشر سے داغ جگر نہین

جن کے ہم دل سے طلبگارون مین ہین
کیا ستم ہے وہ دل آزارون مین ہین

خنجر مژگان کا اب ثانی نہین
منتخب وہ لاکھون تلوارون مین ہین

پائی عزت مرکے اوس کے ہاتھ سے
سر دیا جسدن سے سردارون مین ہین

لیکے دل پہلو سے بیدل کر دیا
کون کہتا ہے وہ دلدارون مین ہین

عشق نے حد سے سوا رسوا کیا
چرچے میرے اونکے اخبارون مین ہین

درد و رنج دل کے دیتے ہین خبر
اپنے اشک چشم ہرکارون مین ہین

روز و شب ہی تیرے دم کی روشنی / مہر و مہ سکے جلوۂ رخساروں مین ہین

رٹتے ہین بڑھین کبھی یہ تیرا ہی نام / تیرے دیوانے تو ہشیاروں مین ہین

کر دو واقف ہمکو رسم قید سے / ہم یہان سکے نوگرفتاروں مین ہین

اب رہائی عمر بھر ممکن نہین / زلف پیچان کے گرفتاروں مین ہین

پانو نہین چھبکر ہوے ہین سر کے پار / کیسی نوکین تیز تر خاروں مین ہین

ذرونمین خورشید انور ہین حضور / ماہ کامل آپ مہ پاروں مین ہین

کچھ نہین واقف کہان ہین کون ہین / گو کہ ہم بیٹھے ہوے یاروں مین ہین

سیکڑے مین خم کے خم خالی کیے / ہم بلانوش ایسے میخواروں مین ہین

عشق ہی خال ملیحی رنگ کا / ہم سے تل بھر نمک خواروں مین ہین

ہم وہ میکش ہین کہ دیکر نقد جان / دختر رز کے خریداروں مین ہین

دل نکیون شور عنادل سے دکھے / شکلین پیکانون کی منقاروں مین ہین

وہ مسیحا دیکھنے آتا ہے روز / ہین وہی اچھے جو بیماروں مین ہین

ایک ہی گلشن سے دونون آئے ہین / تم گلون مین ہو تو ہم خاروں مین ہین

مونس و ہمدم ہین درد و بیکسی / حسرت و غم میرے غمخواروں مین ہین

ہوکے عاجز مجھسے کہتے ہین طبیب / آپ اچھے اونکے بیماروں مین ہین

ہوکے رشک مہ چلے جب سیر کو / ہو گیا ثابت وہ سیاروں مین ہین

۹۶ — اوسکی رحمت کا بھروسا ہے ادیب / ہم کو کیا غم جو گنہگاروں مین ہین — ۳۰۹

جلوۂ رخ جو وہ دکھاتے ہین / مثل موسی ہمین غش آتے ہین

دختِ رز کو جو منہ لگاتے ہین — ہوکے بدنام منہ کی کھاتے ہین
آپ جس وقت یاد آتے ہین — ہم زمانے کو بھول جاتے ہین
جو سنا اونکو گھر پہ آتے ہین — آنکھین ہم راہ مین بچھاتے ہین
جس جگہ پر وہ بیٹھ جاتے ہین — فتنے سوتے ہوے جگاتے ہین
زاہد آگے جب اونکے جاتے ہین — ہاتھ تقوے سے دھو کے آتے ہین
قطرہ مے بھی چھوڑتے نہین ہم — خم کو جس وقت منہ لگاتے ہین
سیر ہوتے نہین ہین پھر بھی ہم — غم زمانے کا گو کہ کھاتے ہین
سجدے کر کر کے یار کے در پر — اپنے لکھے کو ہم مٹاتے ہین
ناصحونکی نہ مانیے کوئی بات — روز کیون آکے سر پھراتے ہین
سوزِ غم سے جلا کے دلون کو — آگ پانی مین وہ لگاتے ہین
آپ مین پاتے ہین اوسے وہ لوگ — اپنی ہستی کو جو مٹاتے ہین
جلوے اوس مہر کے کفِ پا کے — دستِ موسیٰ مین پائے جاتے ہین
وصل کی شب ہی آج مرغِ سحر — کرکے غل جان کھائے جاتے ہین
کرکے نالے فراقِ یار مین ہم — آسمان و زمین ہلاتے ہین
دیکھکر خندہ زن تجھے اے گل — پھول گلشن مین پھولے جاتے ہین
بیٹھے ہین کوے یار مین جم کر — دیکھین کس طرح غیر اوٹھاتے ہین
بحرِ ہستی مین سب مثالِ حباب — رہ کے دم بھر عدم کو جاتے ہین
نغمہ کرنے پر آتے ہین جب ہم — بلبلون کے بھی ہوش اوڑاتے ہین
عشق مین چشمِ مستِ ساقی کی — آنکھین ہم جام سے لڑاتے ہین

سبزہ رنگون سے سبزۂ خط پر — حضرت خضر زہر کھاتے ہین
اوسکے کھینچے ہین تو ٹکے پاؤن — ہاتھ دنیا سے اب اوٹھاتے ہین
دیکھکر تجھکو ای گل خندان — پھول نظرون مین کب سماتے ہین
دہن تنگ شدہ سے عشق مین ہم — نہین ملتے پہ کھوئے جاتے ہین
مدتون سے فقیر ای شہ حسن — دھونی در پر ترے رماتے ہین
دود آہ رسا سے فرقت مین — ہم فلک کے دھوئین اوڑاتے ہین
دید کے بھوکے ڈھونڈتے ہین تجھے — ٹھوکرین دربدر کی کھاتے ہین
پوچھتے ہین جو راہ کوچۂ یار — خضر رستہ ہمین بتاتے ہین
سنکے ہم سے وہان بکا کا شیون — باغ مین غنچے مسکراتے ہین
اپنے مرنے کے بعد ہوکر خاک — چشم اعدا مین ہم سماتے ہین
سوز دل سے بہا کے آب سرشک — اپنے دل کی لگی بجھاتے ہین
دیکھکر خندہ زن چمن مین اوسے — غنچے خوش ہوکے مسکراتے ہین
تیری بیمار چشم سے ای یار — ملک الموت خوف کھاتے ہین
نہین اوٹھ سکتے مثل نقش قدم — ضعف سے جب کہ بیٹھ جاتے ہین
دھجیان جیب اور دامن کی — دست وحشت سے ہم اوڑاتے ہین
جب سے صدمے اوٹھائے فرقت کے — دل کسی سے نہین لگاتے ہین
ہم سے تو چپ ہین اور غیرون سے — جھاڑ باتون کا وہ لگاتے ہین
چور زخمون کی میری ای قاتل — آب تیغ دودم چراتے ہین
وہ یہ دیتے ہین رنج ہجر ادیب — غم کی صورت ہمین بناتے ہین

دل رنجیدہ مین تشریف لاکر شاد کرتے ہین
مری اوجڑی ہوئی بستی کو وہ آباد کرتے ہین

ستم ہی کسقدر جور و ستم صیاد کرتے ہین
مجھے پر قینچ کرکے قید سے آزاد کرتے ہین

دکھا کر قد موزون طرز نو ایجاد کرتے ہین
وہ ناموزون چمن مین مصرع شمشاد کرتے ہین

محبت مین ہم اوس گل کے یہ گل کھاتے ہین چھلون کے
کہ اپنا سینہ رشک گلشن ایجاد کرتے ہین

بیابانی آرہی ہین نزع مین کیون ہچکیان یارب
مرے یاران رفتہ مجھکو شاید یاد کرتے ہین

کھچا رہتا ہی نقشہ دل کا اپنے اونکی صورت کا
تصور ہی سے کار مانی و بہزاد کرتے ہین

بہار بےخزان گلہاے داغ دل پر اپنے ہی
ہمیشہ گھر مین سیر گلشن ایجاد کرتے ہین

وہ بلبل ہون کہ سوز دل سے جب کرتا ہون نالے
قفس جلتا ہی شور الامان صیاد کرتے ہین

صفت اونکے لب شیرین کی ہم لکھتے ہین شعر مین
ہر اک بیت غزل کو خانۂ قنّاد کرتے ہین

رقیب روسیہ کا لال منہ ہوتا ہی غصے سے
وہ اپنے ہاتھ سے جب ہمکو پان امداد کرتے ہین

رہا کرتا ہی اپنا بھی خدا ہر حال مین حافظ
جب اونکے مصحف رخسار کو ہم یاد کرتے ہین

گراتے ہین یہ نالے سقف قصر چرخ گردان کو
فلک کے نیچے سے ہٹ جاؤ ہم فریاد کرتے ہین

اثر ایسا ہی گھبرا کر نکل آتے ہین وہ گھر سے
جب اونکے کوچے مین ہم نالہ و فریاد کرتے ہین

رہے جنکا تصور ہر گھڑی اوسے اے ناکامی
نہین بھولے سے بھی ہمکو کبھی وہ یاد کرتے ہین

اثر کے ہین یہ معنی اور تاثیر اسکو کہتے ہین
جگر وہ تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

ترا فیض قدم ایسا ہی بینا ہوتی ہین آنکھین
جو خاک پا کو سرمہ کور مادرزاد کرتے ہین

زبان پر شکر قاتل ہی کھڑے ہین چور زخمون سے
کسی سے بھی نہین ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین

عدو کے گھر سے ناخوش ہو کے آئے ہین وہ میرے گھر
اسے آباد کرتے ہین اوسے برباد کرتے ہین

نپوچھو حال کچھ ہم سے شب فرقت کے صدمونکا
کلیجا منہ کو آجاتا ہی جب فریاد کرتے ہین

مقابل گوہر دندان کے ہوتے ہین صفائی مین
درخوشاب اپنی آبرو برباد کرتے ہین

ستم ایسا کیا ہی ہم پر اوس بے رحم قاتل نے
لب ہر زخم سے بیداد کے فریاد کرتے ہین

۹۸ ادیب اوس وقت کی فرحت بھولین گے قیامت تک
کہا جب اون سے قاصد نے چلو وہ یاد کرتے ہین ۲۳

شکر صد شکر کہ آج آکے وہ بیٹھا دلمین
جسکے ملنے کی تھی مدت سے تمنا دلمین

رخ انور کا ہی جس روئے سے جلوا دلمین
ہر گھڑی دیکھتے ہین نور کا تڑکا دلمین

رات کو وہ بت بے رحم جب آیا دلمین
بن گیا اختر پر نور سویدا دلمین

نقد جان نذر جو کرتا ہون نہین لیتے حضور
یہ تو فرمائیے اور آپکے ہی کیا دلمین

قتل ہونے کے لیے آئے ہین مقتل مین ہم
سر کے جانے کا ذرا بھی نہین کھٹکا دلمین

وصل کی رات کٹی آنکھون مین مثل شب ہجر
صبح ہونے کا رہا حیف یہ کھٹکا دلمین

تم برا جانتے ہو ہم کو تو اچھا جانو
ہم تو دنیا سے تمھین سمجھے ہین اچھا دلمین

یہ تمنا ہی کہ عشق مژہ جانان مین
مثل نشتر کے کھٹکتا رہے کانٹا دلمین

بال شیشے مین نظر آنے لگا صاف ہمین
دھیان آیا جو تری [illegible] کمر کا دلمین

حسن کے رعب سے اک بات نہ منہ سے نکلی
سوچ کر آئے تھے ہم کہنے کو کیا کیا دلمین

تیرے ملنے کا بہت شوق ہی او ناوک یار
اوڑ کے جاتا ہی کہان تجھسے وہ آ دلمین

یہ ہوا صدمہ جگر تھام کے مین بیٹھ گیا
درد فرقت کا مرے جب کبھی اوٹھا دلمین

سیر ہم کرتے ہین دنیا کی مثال جمشید
دیکھتے رہتے ہین عالم کا تماشا دلمین

زاد رہ پاس نہین وقت سفر آپہونچا
یہی رہتا ہی مجھے ہر گھڑی کھٹکا دلمین

کیا ہو بلبل کو خوشی دید گل گلشن سے
جب کہ ہر دم رہے صیاد کا کھٹکا دلمین

پر کتر کے بھی قفس سے نہین کرتا ہی رہا
نہین معلوم کہ صیاد کے ہی کیا دلمین

بات بھی کرنے نپایا ہوئی آخر شب وصل
حسرت اور آرزو وہین نکلین کیا کیا دلمین

نہین معلوم کہ کب پیک اجل آجائے
چپاہیے موت کا ہر دم ہے کھٹکا دلمین

آپ کھاتے نہ کھلاتے ہین کسیکو منعم
سوچے سمجھے ہین کیا آئی مرے مولا دلمین

جب سے رہتا ہی خیال اونکے رخ روشن کا
نظر آتا ہی مجھے مہر کا جلوہ دلمین

ایک مٹی کی کھٹری ہو گئی گویا دیوار
میری جانب سے غبار اونکے یہ آیا دلمین

تیر اوس ترک کا آکر جو کہین پر بھی لگا
ہمنے مہمان سمجھکر اوسے رکھا دلمین

۹۹

سیر خالق نے اوسیوقت دیا مجھکو ادیب
اوسکی درگاہ سے جو کچھ کبھی مانگا دلمین

۲۴

جب اونکی زلف کا دلمین خیال کرتے ہین
نظر ہم آینۂ دل مین بال کرتے ہین

جو رند نوش مے کہنہ سال کرتے ہین
عروس نو سے وہ گویا وصال کرتے ہین

جو یاد گیسوے پیچان کی بال کرتے ہین
وہ زیست کے لیئے پیدا وبال کرتے ہین

چمن مین روتے ہین ہم زار خندۂ گل پر
جب اپنے دلمین خیال مآل کرتے ہین

خسوف مین نظر آتا ہی چاند لوگون کو
وہ رخ پہ اپنے جو زلفون کے بال کرتے ہین

غزل مین لکھکے صفت اپنے سرو قامت کی
زمین شعر مین پیدا نہال کرتے ہین

وہ جب دکھاتے ہین گلشن مین قامت موزون
تو ہر نہال چمن کو نہال کرتے ہین

وہ بادہ کش ہین نکلتی ہی مے بجاے عرق
شراب پینے سے جب انفعال کرتے ہین

خیال زلف سے اچھا ہوا دل مجروح
عجب ہی مشک سے زخم اندمال کرتے ہین

طلب مین وصل کے غصے سے اونکے ہین خاموش
زبان حال سے عاشق سوال کرتے ہین

وہان تنگ نہو گا کسی طرح ثابت — یہ کس لیے شعرا قیل و قال کرتے ہین

ہی جا سجدہ کہ لوگون مین سربلندی ہی — وہ اپنے ہاتھ سے سر پائمال کرتے ہین

تمام عمر سے جنکا ہی شوق پیدا ہین — ستم ہی پھیر کے منھ وہ حلال کرتے ہین

ہزارون ہوتے ہین تیغ نگاہ سے بسمل — جدھر کو بزم مین وہ دیکھ بھال کرتے ہین

کیا جو بدر خجل مہ جبینون نے تو کیا — دلون مین کرتے ہین ظریہ کمال کرتے ہین

کہا یہ اوسنے جو مرنے لگا مین فرقت مین — حرام موت تم ہم حلال کرتے ہین

ہمارے دل سے جدا ایک دم نہین ہوتا — خیال یار کو ہمدم خیال کرتے ہین

کسیکے آگے نہ دست طلب کبھی اوٹھے — سوال تجھسے یہ ای ذوالجلال کرتے ہین

جو اشک آنکھون سے ابھی وان ہی فرقت مین — وہ وحشت دشت کے غبار ملال کرتے ہین

نحیف و زار ہوے عشق چشم مین ایسے — کہ ہم کو پائے نظر پائمال کرتے ہین

جو نیم ماہ و وہ ہفتہ سے جانتے ہین تمھین — خیال رخ کو بھی وہ بے مثال کرتے ہین

جو خال ہی دہن تنگ یار پر ہم اوسے — خیال مردم چشم خیال کرتے ہین

کشان کشان چلے آتے ہین جذب الفت ہی — جب اونکو ملین کبھی ہم خیال کرتے ہین

۱۰۰ — مشاعرہ مین ہر اک سن کے جھومتا ہی وہ سب — غزل جو نظم کبھی حسب حال کرتے ہین — ۱۴

اہی خوشا بخت تو تیغ دو دم ہوتے ہین — ہین کرم سے ہمین شکر جو ستم ہوتے ہین

کر کے گیسو کی صفت لکھتے ہین ہم صرف ہین — ہند سے رہرو اقلیم عدم ہوتے ہین

بیخودی مین تو سونگھاتے ہین وہ زلفین آکر — پاس آتے نہین جب آپ مین ہم ہوتے ہین

طالب وصل ہین پردہ وہ ہمسے شاہد — خط توام مین خطار و زرقم ہوتے ہین

وہ جدھر جاتے ہین ہوتا ہون نہین ہمراہ رکاب
نقش سب میرے لیے نقش قدم ہوتے ہین

اس جگہ چلتی نہین تفرقہ پردازی چرخ
واں بھی عاشق و معشوق بہم ہوتے ہین

خانۂ کعبہ سے ہم بڑھکے سمجھتے ہین اوسے
اے بتو آپکے جس گھر مین قدم ہوتے ہین

ہین وہ مشتاق شہادت کہ بلائے جو وہ ترک
لیکے سر ہاتھ مین حاضر ابھی ہم ہوتے ہین

آنکھین پتھرا گئین دروازے کو تکتے تکتے
پھر بھی آتے نہین پتھر کے صنم ہوتے ہین

دولت وصل ملی جسکو ملا مالا مال
دلبر سیم بدن طرفہ رقم ہوتے ہین

تکتی ہے دیدۂ حسرت سے ہمین نرگس باغ
چشم بیمار کے بیمار جو ہم ہوتے ہین

مژدۂ قتل جو سن لیتے ہین قاتل سے کبھی
مستعد ساتھ کمر باندھ کے ہم ہوتے ہین

نہ کیا جرم کوئی اونکا نہ کچھ چوری کی
لکھنے پر خط کے فقط ہاتھ قلم ہوتے ہین

دھوپ مین پھینکدیا لاش کو میری پس قتل
تم سے بیدرد ستمگار تو کم ہوتے ہین

صورت سبزۂ بیگانہ نکالو ان کو
غیر اے سبز خطو سبز قدم ہوتے ہین

رخصت اے زیست کہ ہم جاتے ہین پیش قاتل
مژدہ اے موت تہ تیغ دو دم ہوتے ہین

۱۰۱

ہجر مین وصل سے لگا اوٹھین ہنستے ہین آپ وہ
ہاتھ جو گردن دلدار مین خم ہوتے ہین

۱۳

حسرتین ہون بھری جس دل مین وہ ناشاد نہین
درد و غم کا جو نہ مسکن ہو وہ آباد نہین

گردن افسوس تہ خنجر جلاد نہین
وائے تقدیر کہ ہم کشتۂ بیداد نہین

جان بری اب تری اے بلبل ناشاد نہین
جان لینے کو اجل آئی ہے صیاد نہین

اوس ستمگر کے ستم کرنے سے جو ناشاد نہین
اے ادیب اوسکو ذرا لذت بیداد نہین

وہ پری شوخ نہین جسمین کہ نہو کچھ شوخی
چٹکیون مین نہ اوڑا دے وہ پریزاد نہین

یہ نیا ظلم ہی شاکی نہین تیرا کوئی | پیر گردون کو بھی یہ طرز ستم یاد نہین

وہی قاتل ہی جو اک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرے | جو کہ تسمے کو لگا رکھے وہ جلاد نہین

ظلم تو ایسے اوٹھائے کہ خدا کی ہی پناہ | پھر بھی قاتل سے ہمین شکوۂ بیداد نہین

سنکے اوس وعدہ فراموش کے آنے کی خبر | ایسے بھولے ہین کہ اپنی بھی ہمین یاد نہین

کاٹ مین گھاٹ مین دم خم مین اصالت مین بھی | بڑھکے مژگان سے ترے خنجر فولاد نہین

کرم اوسپر ہی شب و روز ستم ہی جسپر | ظلم اوسپر ہی کہ جسپر تری بیداد نہین

کسطرح نامہ و پیغام کی رکھین امید | ہمسے بھولے ہوؤنکی جنکا اونھین یاد نہین

آہ و نالہ وہ نہین جسسے نہ کانپ اوٹھے عرش | دل بتون کا نہ ہلے جسسے وہ فریاد نہین

اے سہی قد ہی ترا بندۂ فرمان بردار | سرو آزاد بھی گلزار مین آزاد نہین

ہم وہ غم دوست ہین ہی رنج سے راحت حاصل | شادمانی سے ذرا خوش دل ناشاد نہین

اوسکا اے دل جو تصور ہی تو سب کچھ ہی بہم | وہ اگر یاد نہین تجھکو تو کچھ یاد نہین

تشنۂ شوق شہادت ہون یہی حسرت ہی | تا گلو آب دم خنجر جلاد نہین

ملک المعت یہ بھولے شب فرقت مجھکو | وہ تو کیا اونکے فرشتون کو مری یاد نہین

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹکے مین مرجاتا | حیف قبضے مین مرے خنجر جلاد نہین

بھولے پیری مین سب ایام جوانی کے مزے | خواب کی بات تھی گویا وہ ہمین یاد نہین

تنکے گلشن مین چنا کرتے ہین یاد قد مین | کم ہمین سایہ سے کچھ سایۂ شمشاد نہین

جانکنی مین بھی نہین آپسے جان شیرین | سر کو ہم پھوڑکے مرجائین وہ فرہاد نہین

شیشۂ دلمین ہمارے او تر آئے وہ پری | عاملون کو کوئی ایسا تو عمل یاد نہین

قیس و فرہاد ہین شاگرد کے ادنی شاگرد | عاشقی مین کوئی تجھسا جگت استاد نہین

پھنسکے پھندون مین تمہاری زلف کے چھٹنا معلوم — یہ وہ ہی قید کہ جسکی کوئی میعاد نہین
حشر مین ہونگے ہم انصاف طلب داور سے — تیرے بیداد کی دنیا مین کہین داد نہین
چین سے تجھکو نہ اے قصر فلک کوئی رہا — نیک ساعت کی بلاشک تری بنیاد نہین
سخت جانی مری کہتی ہی یہ اوس قاتل سے — آج یا ہم نہین یا خنجر فولاد نہین
تار نزکرنا ہی بجا اوسکو رگ جان سے مرے — نوک جسمین نہین وہ نشتر فصاد نہین
اوسکی مٹھی مین اسیری ہی ہر اک بلبل کی — جال پھیلا ہی خطوط کف صیاد نہین

۱۰۲ — ۲۲

غم غلط کرنے کو کہہ لیتے ہین اشعار ادیب — ہم کو منظور کسی سے طلب داد نہین

وہ شمشیر ادا سے قتل خاص و عام کرتے ہین — بڑے بیدرد ہین تیغ قضا کا کام کرتے ہین
خیال زلف و رخ مین جب سحر سے شام کرتے ہین — بڑی مشکل سے گویا فتح ملک شام کرتے ہین
عبث حرص و تمنا عاشق ناکام کرتے ہین — ملا سیب ذقن کس کو خیال خام کرتے ہین
نہین غافل ہین مستی مین وہ یاد حق سے اے واعظ — جو ہو حق میکدے مین رند مے آشام کرتے ہین
وہ اپنے دوش پر لٹکاتے ہین جب زلف پیچان کو — ہمارے طائر دل کو اسیر دام کرتے ہین
جلاتے ہین لب جان بخش کے بوسے سے مردون کو — وہ زندہ حضرت عیسیٰ کا گویا نام کرتے ہین
تڑپتے رہتے ہین انگارون پر اے ماہ ہم شب بھر — تب فرقت مین دم بھر بھی نہین آرام کرتے ہین
شب گیسو کی ایسی تیرگی چھائی ہی عالم مین — ادا دھوکے سے سب دن کو نماز شام کرتے ہین
خدا کے فضل سے مین وہ نصیبے کا سکندر ہون — کہ مجھسے آینہ رو وصل کا پیغام کرتے ہین
جو دنیا سے گئے چھوٹے وہ سب جھگڑون بکھیڑون سے — لحد مین سوتے ہین چین سے آرام کرتے ہین
چڑھا جاتے ہین خم کے خم مگر سیری نہین ہوتی — بلا نوشی بلا کی رند مے آشام کرتے ہین

سمجھتے ہین وہ ہی غفار اک دن بخش ہی دیگا
نہین کچھ خوف عقبی رندمی آشام کرتے ہین

ہوا کرتا ہی برگ گل کا شک اوراق دیوان پر
غزل مین ہم جو وصف عارض گلفام کرتے ہین

سمجھتے ہین بڑی اک اک گھڑی روز قیامت سے
جدائی سے بسر اسطرح ہم ایام کرتے ہین

نہین آتی ہی دم بھر نیند عشق چشم جانان مین
تماشا طرفہ ہی خشکی ہمین بادام کرتے ہین

ذرا بھی اے جنون صحرا نوردی کی نہین طاقت
ہم اپنے خانۂ زنجیر مین آرام کرتے ہین

رہا کرتا ہون دید زلف کا یون منتظر ہر دم
کہ روزہ دار جیسے انتظار شام کرتے ہین

غضب کا سحر ہی اے یار تیری چشم جادو مین
تصدق اپنی آنکھین دیکھکر بادام کرتے ہین

نہ کھائین جان میری شام ہی سے وصل کی شب مین
یہ مرغان سحر کیون شور بے ہنگام کرتے ہین

فقط قیمت ہی نقد بوسہ جو دیگا وہ پائیگا
ہم اپنی جنس دل کو اے بتو نیلام کرتے ہین

دل آوارہ اب یون چین سے ہی اوسکی زلفون مین
مسافر جس طرح آرام وقت شام کرتے ہین

۱۰۳

ادیب آغوش مین اپنی بٹھاتے ہین ہی چھپکر
جو واعظ دخت رز سے رندون کو بدنام کرتے ہین

۱۹

لٹکی کمر و دوش سے اولجھی کف پا مین
یہ کیسی رسائی ہی تری زلف رسا مین

جو بات نظر آئی ہمین اوسکی ادا مین
کسنے کہین دیکھی ہی کسی ماہ لقا مین

سب دیکھتے ہی ڈوب گئے بحر فنا مین
لاکھون کی قضا آئی تری ایک ادا مین

کیون چھوڑکے جاتے ہو ہمین آہ و بکا مین
للہ نہ تم جاؤ کہین آب و ہوا مین

تازیست وہ پابند رہا دام بلا مین
جو دل کہ پھنسا جاکے تری زلف دوتا مین

ایفا نہ کیا ایک بھی جب وصل کا وعدہ
کسطرح کہین پھر تمھین ہم اہل وفا مین

اے بادشہ حسن ستانا نہین اچھا
باقی اثر ابتک ہی فقیرونکی دعا مین

تا زیست رہائی نظر آتی نہین ہم کو
زلفون کی محبت سے پڑے آکے بلا مین

پونہچا ہی فلک پر ابھی بنکر مہ تابان
اسد رہی شوخی ترے نقش کف پا مین

اوس وعدہ فراموش کی باتون کا بھروسا
جو وعدہ کرے اور مکر جاے ذرا مین

روتا ہی وہ بت نالون کو سنکر مرے صد شکر
اتنی تو ہی تاثیر مری آہ و بکا مین

جاتی نہین یاد اوسکے رخ و زلف کی دلسے
ہم رہتے ہین مشغول شب و روز بکا مین

یا دو دہن تنگ کریگی جو نہین تنگ
ملجاینگے اک روز ہم ارباب فنا مین

ہمنے تو کسی کے وہ کرم مین بھی نپایا
جو لطف ملا ہم کو ترے جور و جفا مین

وہ نیچی نگاہین بھی غضب کرتی ہین برپا
شوخی بھی ہی در پردہ کچھ اوس بت کی حیا مین

ہمنے نہ کیا جور و جفا کا کبھی شکوہ
رکھا ہی قدم جب سے رہ صبر و رضا مین

مانند حباب آکے کبھی سر نہ اوٹھائے
دم بھر بھی اگر کوئی رہے بحر فنا مین

وہ نخل تمنا کہو کس طرح ہو سرسبز
جسکی کہ قلم شاخ ہوئی نشو و نما مین

۱۰۳ — ۲۶

ہمنے تو ادب سے ابھی غزل کچھ بھی نہ لکھی
سنّے کو فقط آئے ہین بزم شعرا مین

رخصت ای زیست کہ خنجر لیے وہ آتے ہین
مژدہ ای موت کہ ہم جان سے اب جاتے ہین

اپنے گھر مین جو کبھی وہ نہین پاتے ہین
فرط شادی سے نہین آپ مین ہم آتے ہین

خواب مین پاس کبھی رو جو وہ آتے ہین
بخت خفتہ کو ہمارے وہ جگا جاتے ہین

پی گلگشت جو وہ سوے چمن جاتے ہین
گل گلزار اونھین دیکھکے شرماتے ہین

واہ کیا ہمسے حیا کرتے ہین شرماتے ہین
منھ چھپا لیے ہوے وہ خواب مین بھی آتے ہین

در بنا لیتے ہین پاس اوسکے چلے جاتے ہین
سر کو جب یار کی دیوار سے ٹکراتے ہین

کیا کہین پانؤن سے مرے ریگ بیابان کی تپش
ای جنون دانۂ زنجیر سے بھنے جاتے ہین

نظر آیا اثر او لٹا ہمین ای رشک مسیح
لب جان بخش ترے دیکھ کے مرجاتے ہین

لب ہر گور سے آتی ہی یہ ہر وقت صدا
آخر اس گھر مین سبھی شاہ و گدا آتے ہین

ایک دم کے لیے ہم ٹھہرے ہین مانند حباب
بحر عالم مین ابھی آئے ابھی جاتے ہین

نہین کھلتا ہمین اقلیم عدم کا کچھ حال
کسلیے لوگ شب و روز چلے جاتے ہین

قد آدم نہ کہین پھر قیامت سے نکلے
زلف شبگون رخ روشن سے وہ سرکاتے ہین

ہون وہ بیمار کہ رگ رگ مین ہی سوز تپ ہجر
نبض سے ہاتھ طبیبون کے جلے جاتے ہین

دیکھتے ہین جو گہر آب دُر دندان کی
عرق شرم مین خجلت سے نہا جاتے ہین

اونکو کہتا ہی ہر اک زندۂ جاوید یہ ہین
پہلے مرجانے سے جو لوگ کہ مرجاتے ہین

ہمکو جو بات نظر آئی سراپا مین ترے
خوبرویان جہان مین وہ نہین پاتے ہین

کبھی پژمردہ نہین ہوتے گل داغ جگر
یہ ہین وہ پھول خزان مین نہین مرجھاتے ہین

ہجر کی رات تو مرجاتے ہین سب مرغ سحر
شام سے وصل کی شب جان ہی کھاتے ہین

جذبۂ دل کشش شوق کے یہ معنی ہین
خودبخود ہم طرف یار کھچے جاتے ہین

جان دیتے ہین مسیحا بھی لبون پر اوسکے
سبزۂ خط پہ اگر زہر خضر کھاتے ہین

خوبرویون کی محبت ہی مری جان کے ساتھ
محض نادان ہین جو لوگ کہ سمجھاتے ہین

ہاتھ سے اپنے جو قاتل مجھے کرتا ہی شہید
دیکھکر رشک سے اغیار کٹے جاتے ہین

ہاتھ پھر اوٹھتے ہین دامان و گریبان کیطرف
پھر بہار آئی ہی تلوے مرے کھجلاتے ہین

کیا مزہ ہی کہ نہین دونون کی نیت بھرتی
غم ہمین اور غم یار کو ہم کھاتے ہین

ہون وہ گریان کہ شب ہجر جو مین روتلہون
ساتون افلاک مرے نالون سے ہل جاتے ہین

۱۰۵ ضعف پیری کے سبب سے نہین خم پشت ادیب ۱۶
بار عصیان کی گرانی سے جھکے جاتے ہین

اگر ترے رخ پر نور سے حجاب نہین
تو کس لیے پھرا ودھر رو آفتاب نہین

ہزار طرح چھپاتے ہین وہ نہین چھپتا
نقاب سے رخ پر نور کو حجاب نہین

وہ بادہ کش ہون بلا نوش سیر پینے سے
شراب خانے مین اک بوند بھی شراب نہین

فروغ حسن سے ہی پردہ پوش عریانی
تمھارے چہرے کو کچھ حاجت نقاب نہین

یہ برق کوند رہی ہی رخ منور کی
کہ آفتاب کو بھی دیکھنے کی تاب نہین

نہین ہی گیسو پیچان کے پیچ سنبل مین
گہر مین گوہر دندان کی آب و تاب نہین

پھر اوسکے ذکر کی تکرار کیون ہی منبر پر
جو واعظو تمھین کچھ الفت شراب نہین

ہر ایک خانۂ دل مین ہی جلوۂ رخسار
وہ کون گھر ہی جہان نور آفتاب نہین

ترا وہ رتبۂ عالی ہی کہتے ہین عرشی
زمین پر کوئی ایسا فلک جناب نہین

اسی ملال کا ہی شہسوار روتا ہی
ہماری آنکھ کا حلقہ تری رکاب نہین

ہوا یہ سکتہ مری بیقراری دل سے
کہ مرغ قبلہ نما کو بھی اضطراب نہین

کب اپنے نالون سے عالم نہین تہ و بالا
زمین و چرخ کو کس روز انقلاب نہین

ریا کو چھوڑ دے پیری ہی وقت مرگ ہی شیخ
گناہ سے ہی سیہ تو ترا خضاب نہین

بجا ہی جو ہی ترش رو وہ بد مزاج وہ گل
مزے مین جسکے نہ تلخی ہو وہ گلاب نہین

مقابل اوس رخ پر نور کے ہوا کس دن
مثال شپرہ مخفی کب آفتاب نہین

۱۰۶ ادیب فرط گنہ سے نہین خجل کس روز ۱۷
کب انفعال معاصی سے آب آب نہین

ہم ایسے محو خیال جمال یار مین ہین
کہ یہ خبر نہین کس ملک کس دیار مین ہین

کہا جب اونسے کہ آو ہم انتظار مین ہین
تو بولے ناز سے وہ ہم ابھی سنگار مین ہین

نحیف و زار ہم اسطرح ہجر یار مین ہین
کہ جکڑے اور بندھے اک نفس کے تار مین ہین

نہ وقت نزع نہ وہ قبر کے فشار مین ہین
عذاب جان کو اپنی جو ہجر یار مین ہین

شب وصال تہ وہ روز وصل یار مین ہین
جو لطف عاشق شیدا کو انتظار مین ہین

نہین ہی خواہش باغ جنان ہمین ہرگز
مقیم جب سے کہ فردوس کوے یار مین ہین

نظر لگائے ہین در پر تو کان آہٹ پر
ہم ایسے وعدے کی تب سے انتظار مین ہین

ہم اوٹھکے در سے بیٹھے ہین کعبے مین جاکر
بتون کو چھوڑکے اب یاد کردگار مین ہین

پھنسا جو آکے نہ چھوٹا وہ تا بزیست کبھی
بلا کے پیچ تری زلف پیچدار مین ہین

گرہ جو دیکھلی تو صاف یہ کھلا عقدہ
بندھے ہوے دل عشاق زلف یار مین ہین

خوشی یہ آنے کی اونکے ہوئی کہ بیخود ہون
گیا مین آپ سے ایسا وہ انتظار مین ہین

جسے کہ دیکھ لیا اوسکو کر دیا بیہوش
غضب کے سحر بھرے چشم مست یار مین ہین

جسے کہ دیکھو لگاتا ہی اپنی آنکھون مین
خواص سرمہ مگر خاک پاے یار مین ہین

اگر خطا کوئی ہو تو معاف کر دینا
یہ دست شوق نہین میرے اختیار مین ہین

ستم مین مثل تو اونکا نظر نہین آتا
وہ ایک بانی جور و جفا ہزار مین ہین

یہ گرمی آتش سودا کی دشت مین بھڑکی
کہ جسکی وجہ سے کانٹے زبان خار مین ہین

کبھی نہ حشر مین پیاسے رہینگے اے قاتل
جو تیرے سایۂ شمشیر آبدار مین ہین

پس فنا بھی محبت ہی رشتے روشن کی
ہین رشک مہر جو ذرے مزار مین ہین

دل اہل بزم کا جلتا ہی دیکھکر حالت
گداز و سوز عجب شمع اشکبار مین ہین

۲۰۸ — ۲۸

کب یاد طوق ہا زمین گریبان نہین ادیب
کس روز آب اشک مرے تا گلو نہین

آنکھین ہماری روئین اگر پھوٹ کر کہین
سیلاب تا گلو ہو کہین تا کمر کہین

ملک عدم کی راہ نہین بے خطر کہین
رہزن تو جا بجا ہین نہین راہبر کہین

پھرتے ہین دربدر نہین رکھتے ہین گھر کہین
خانہ بدوش شام کہین ہین سحر کہین

مجھ تشنہ کام کا ہو دہن خشک تر کہین
مل جائے آب خنجر بیداد گر کہین

سودائے زلف یار سے یارب نجات ہو
چھوٹون بلا سے جائے بھی یہ درد سر کہین

کیونکر نہ اضطراب ہو دل کو شب وصال
ڈر ہی نہ بول اٹھین طیور سحر کہین

ایسا بدن چرا کے وہ بیٹھے شب وصال
مثل کمر پتا نہ ملا رات بھر کہین

عاشق وہ ہین کہ رہتے ہین آرام سے نفور
اوڑ جائے نیند تکیے مین بھروین جو پر کہین

خوش طالعی سے آئے جو دم بھر کو حور خلد
کوچے سے پھر نجائے ترے عمر بھر کہین

ہمنے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
اے رشک ماہ تم جو رہے رات بھر کہین

شیشے مین اسکے بال کا جانا محال ہی
دل سے گئی ہی الفت موئے کمر کہین

صیاد کے ستم سے چمن مین ہزار حیف
بلبل کا سر پڑا ہی کہین اور پر کہین

یارب ہمارے دل سے نہو محو داغ عشق
ڈر ہی کہ بے چراغ نہو جائے گھر کہین

دنیا مین ایک شاد تو ناشاد ایک ہی
خندان کہین کوئی ہی کوئی نوحہ گر کہین

کوچے مین تیرے جم گئے مانند نقش پا
مر مٹے اب تو اٹھین گے اے سیمبر کہین

دیکھا جو غور سے تو ہر اک شے مین ہی وہی
ظاہر مین گو نہین ہی بہت جلوہ گر کہین

سنسان ہی مسافر ملک عدم کی راہ
ملتا نہین ہی نام کو بھی ہمسفر کہین

دست جنون نے پھاڑ کے پھینکا ہے رخت تن ‏/ ہاتھون سے آستین گری کوس بھر کہین
اہل جہان پکار اوٹھین گرمی سے الاماں ‏/ بھڑکے جو اپنی آتش داغ جگر کہین
گن گن کے تارے شام سے کرتے ہین ہم سحر ‏/ جاتا ہی اپنے پاس سے جب وہ قمر کہین
نازک بہت ہی شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا ‏/ ای بت جو اسکو ٹھیس لگی بھولکر کہین
اک لالہ رو کی یاد دلاتا ہی ہر گھڑی ‏/ دل سے مجھے عزیز ہی داغ جگر کہین
نالون کا اپنے حال یہی ہی تو ڈر یہی ‏/ ارض و سما ابھی نہون زیر و زبر کہین
اونکی نگاہ پھرتے ہی مین ہوگیا شہید ‏/ برچھی لگی جو ہو گئی ترچھی نظر کہین
محروم ہی رہے تھے شہادت سے ور قتیل ‏/ قاتل کو ہم نہ رکھتے اگر باڑھ پر کہین
ہیبت سے ہجر یار کے ایسا ہوا ہون خشک ‏/ سارے بدن مین خون نہین بوند بھر کہین
جو مست ہین ام وہ زینت سے ہین نفور ‏/ مسی لگی نہ دیکھی لب جام پر کہین

۱۰۹ درد دل و جگر کی دوا پوچھتے ادیب ‏/ ملتا ہمین وہ رشک مسیحا اگر کہین ۱۳

جو دید روے بت رشک ماہ کرتے ہین ‏/ وہ چاند پر نہین ہرگز نگاہ کرتے ہین
بلا سبب نہین گردش مین رہتے ہین دن رات ‏/ اگر تلاش تری مہر و ماہ کرتے ہین
چھری ہمارے کلیجے کے پار ہوتی ہی ‏/ ادھر وہ جب کبھی ترچھی نگاہ کرتے ہین
حساب ہو نسکے تا کہ اونکا روز حساب ‏/ ہم اس خیال سے بے حد گناہ کرتے ہین
وہ زار ہون کہ نہین اونکو بھی نظر آتا ‏/ جو خورد بین سے مجھپر نگاہ کرتے ہین
یہ کیا ستم ہی کہ پاتے ہین ہر گھڑی ترچھی ‏/ نگاہ کو جو تری ہم نگاہ کرتے ہین
سلام دور سے اونکو ہی ہمارا ابھی ‏/ رقیب سے وہ اگر رسم و راہ کرتے ہین

ہمیشہ کہتے ہین کیون مجھسے ترک الفت کو
برا یہ حق مین مرے خیر خواہ کرتے ہین

ہزارون ٹوٹتے ہین سنگ بتان سنگین دل
جو درد مند ترے ایک آہ کرتے ہین

شراب پینے سے کیون منع کرتے ہین واعظ
ہم اوسکے بندے ہین اوسکا گناہ کرتے ہین

اوسے خبر نہین ہوتی ہی کچھ زمانے کی
وہ چشم مست ہی جسپر نگاہ کرتے ہین

مدام اونکی محبت مین جھانکتے ہین کنوئین
جو لوگ زہرہ جبینون کی چاہ کرتے ہین

۱۱۰

غزل کو کچھ بھی یہ تو نے نہین کہی ہی ادیب
عنایت اونکی ہی جو واہ واہ کرتے ہین

۱۸

پوچھا جب اوس سے گھر کبھی اوڑ کے گیا نہین
بیساختہ جواب مین ہمسے کہا نہین

مر مر کے تیرے ہجر مین کس دن جیا نہین
لیکن کبھی زبان پر آیا گلا نہین

ہم مشربون مین کیون نہ ہون بیٹھکر مدام
ہین رند بادہ نوش ہون کچھ پارسا نہین

رنگین مزاج رہتے ہین آزاد قید سے
پابند دام طائر رنگ حنا نہین

می ہی چمن ہی اور شب ماہتاب ہی
افسوس ہی کہ ایسے مین وہ مہ لقا نہین

اوسوقت کی تو حسرت دل کچھ نہ پوچھیے
جسدم سوال بوسہ پر اوسنے کہا نہین

تمکو سوال وصل پر انکار ہی رہا
ہان بھولکر کبھی ایسی بھی کیا نہین

اللہ رے اضطراب دل بے قرار کا
مرقد مین بعد مرگ مین دم بھر رہا نہین

اے تیر یار دل مین ہو جلد آکے میہمان
آباد مدتون سے یہ مہمان سرا نہین

ہون مثل شمع معرکۂ عشق مین مقیم
سر کٹ گیا مگر قدم اپنا ہٹا نہین

سوسن کو باتین کرنیکی کیا اوسسے چشمداشت
نرگس کو آنکھ اوٹھاکے جو گل دیکھتا نہین

آہون سے ہین شگفتہ گل داغہاے دل
ان پھولون کو ضرورت باد صبا نہین

پیری مین کرتی ہی مری آہ رسا اثر — تیر اس کمان کا کبھی کرتا خطا نہین
خورشید و ماہ جلوہ دکھائین جہان مین — جب تک نقاب سے رخ پر نور وا نہین
ہنگام نزع حسرت و غم کا ہجوم ہی — کس طرح سے نکلے جان حزین راستا نہین
پی ہو کبھی تو ذائقہ می کا لطف ہو — زاہد کو میکشی کا ذرا بھی مزا نہین
دم بھر کے میہمان ہین مثل حباب سب — بحر جہان مین کون ہی جسکو فنا نہین
روتا ہی سن کے وہ بت سنگین دل ای ادیب — شکر خدا کہ نالے مرے نارسا نہین

١١١ ردیف واو ١٣

پاس سے تیر بچائین کبھی کہسارون کو — دیکھلین کبک اگر چاند سے رخسارون کو
فاقہ مستی مین قناعت ہی یہ میخوارون کو — مال کوڑی کا سمجھتے نہین زردارون کو
قفس تن سے ہوا طائر روح اوڑکا ہوا — جب ہوئی یاس رہائی سے گرفتارون کو
عاشق خط کا مگر قتل ہی منظور نظر — تم جو زہر آب مین بجھواتے ہو تلوارون کو
ای خوشا بخت کہ ہین جو ہین اوس گلی کے مقیم — باغ فردوس ملا ہم سے گنہگارون کو
کیون نہ آزاد رہین قید غم عقبی سے — تیری رحمت کا بھروسا ہی گنہگارون کو
زندہ درگور رہا کرتے ہین یہ رشک مسیح — زندگی موت ہوئی ہی ترے بیمارون کو
جستجو سے بھی نپایا مجھے وہ لاغر ہون — نہ ملا چارہ گرون کو نہ ستمگارون کو
کچھ نہ دنیا سے علاقہ ہی نہ عقبی سے اونھین — سمجھو آزاد محبت کے گرفتارون کو
بام پر چڑھکے عدو دید کرین روز او بھی — حیف ہم دور سے دیکھا کرین دیوارون کو
ہم ہین جانباز نہ جھپکائینگے آنکھ او قاتل — سخت جان وہ ہین کہ آرا کرین تلوارون کو
ای طبیبو تمھین سودا ہی مداوا کر دو — زہر ہوتی ہی دوا عشق کے بیمارون کو

۲۴ گیا حسینوں کو فروغ اوس معنی خوبی پر ادیب
ماہ پر فوق ہو کس طرح بھلا تارون کو ۱۱۲

یارب یہ کرم سے ترے مقبول دعا ہو
سرزا نہ دلبر سے نہ تا زیست جدا ہو

امید اوسے آبرو زیست کی کیا ہو
بیدرد ستمگار سے دل جس کا لگا ہو

مین اور سوا اسکے تمھین کیا کہون کیا ہو
تم قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

کس طرح نہ وہ عرش سے رتبے مین سوا ہو
جس دلمین گھر اوس بت کی محبت نے کیا ہو

پردے سے جو وا ہو رخ پرنور تمھارا
ہر ذرے مین خورشید منور کی ضیا ہو

دنیا سے نہ کچھ کام نہ کچھ دین سے مطلب
مردود دو عالم ہون محبت کا برا ہو

رخ سے جو نقاب اوٹھے تو ہون دود الم دور
دل دیکھتے ہی سبزۂ عارض کو ہرا ہو

اعجاز مسیحا ہی لبون مین تو عجب کیا
رشک ید بیضا جو تمھاری کف پا ہو

قاتل جو نمک شور تبسم کا چھڑک دے
ای دل تجھے کچھ زخم کے کھانیکا مزا ہو

پیری مین نکیون ناوک مژگان کی ہوا کفت
ہی ضعف بڑھاپے مین سہارے کو عصا ہو

محرومی قسمت سے ملین ہم کف افسوس
ہیہات کہ اوس شوخ کی پاپوس حنا ہو

اس دادوستد مین تو ہمارا ہی ہی کچھ سود
تم پھیر لو بوسہ جو کوئی ہمکو دیا ہو

گلشن ہی شب ماہ ہی می بھی ہی گزک بھی
ایسے مین جو وہ رشک گل آئے تو مزا ہو

تو گل ہی تو ہو بوے وفا تجھمین سراپا
پیراہن تن عطر محبت مین بسا ہو

ہم مست فقیرونکی دعا ہی یہی ہر دم
آباد رہے میکدہ ساقی کا بھلا ہو

ای دل جو ہی منظور نظر آنکھو نمین بہنا
لازم ہی تجھے یار کی خاک کف پا ہو

بیدار ہوا ہی دل جس ترا بخت ہو خفتہ
سنگ در جانان پر اگر ناصیہ سا ہو

یہ حال ہوے زہر جو اہی رشک مسیحا
حق مین ترے بیمار محبت کی دوا ہو

ای دل کوئی دم پاوسے اوسکی نہو غافل
دم بھر مین بدن سے نہ کہین جان جدا ہو

یارب جو مرے دل مین تمنا ہو وہ بر آئے
مقتل مین ہو خنجر قاتل جو گلا ہو

ہو خار نزاکت سے جسے برگ گل تر
افسوس وہ گلفام تہ خاک پڑا ہو

اوسکا ہی خوشا بخت نہ ہے اوسکا نصیبہ
جس شخص کی گردن مین ترا ہاتھ پڑا ہو

وہ دل ہی نہین جسمین نہو مہر و محبت
وہ آنکھ نہین جسمین مروت نہ ذرا ہو

کہتا ہون کہ اغیار کی صحبت نہین اچھی
اٹھے تو ہو دیکھو کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو

ای قاتل اوسے قدر ہو کیا آب بقا کی
جسنے ترے آب دم خنجر کو پیا ہو

ہر نخل چمن سبز کیا موسم گل نے
جو زخم کہ ہی خشک عجب کیا جو ہرا ہو

١١٣

کیونکر نہ ادیب اوسکے ہو الفت دل و جان
کسطرح نہ چاہے وہ تمھین تم جسے چاہو

٣١

تم جو زلفون کے دکھا دو رخ زیبا مجھکو
رات کو آئے نظر نور کا تڑکا مجھکو

فصل گل آئی ہی زلفون کا ہی سودا مجھکو
لے چل ای جوش جنون جانب صحرا مجھکو

اوسکی فرقت نے کیا زار کچھ ایسا مجھکو
جا کے دشوار ہوا آپ مین آنا مجھکو

جب تصور قد دلدار کا آیا مجھکو
صورت دار ہوا خلد مین طوبا مجھکو

حسرتین ملنے کی اوس بت کے ہین کیا کیا مجھکو
جلد ہو وصل کسی طرح خدایا مجھکو

روشنی مین کف پا ہین ید بیضا مجھکو
لب جان بخش ہین اوس بت کے مسیحا مجھکو

تو نے آنکھین جو عطا کی ہین خدایا مجھکو
شب ہجران کی مصیبت نہ دکھانا مجھکو

لاغر و زار کیا عشق نے ایسا مجھکو
طوق گردن ہی ترے ہاتھ کا چھلا مجھکو

دختر رز کی محبت کا ہی سودا مجھکو
موج مے بن گئی ہی سلسلۂ پا مجھکو

ناتوانی کا یہ ہی زور تری فرقت مین
سیکڑون من مری گردن کا ہی منکا مجھکو

دست نازک کے ہی دکھنے کا خیال ای قاتل
سر کے جانے کا نہین خوف نہ دھڑکا مجھکو

نیند دم بھر کو بھی آتی نہین ای سیم بدن
پر عنقا ہی ترے ہجر مین سونا مجھکو

بیکلی سے ہی قیامت سوا آجکی رات
کل کا وعدہ ہی ترا وعدۂ فردا مجھکو

چین پڑتا نہین ای گل کسی پہلو شب ہجر
بستر خار ہی پھولون کا بچھونا مجھکو

چہرہ خورشید درخشان کف پا مہر منیر
نظر آتا ہی وہ بت نور سراپا مجھکو

پڑ گیا جام مین جب عکس رخسار ملیح
مے گلگون نظر آنے لگی شیر کا مجھکو

سربلندی مین سمجھتا ہون پڑے رہنے مین
پاؤن سے اپنے لگا ہی بار نہ سر کا مجھکو

مردم آنکھون مین جگہ دیتے ہین مثل مردم
کر دیا ضعف نے اس مرتبہ ہلکا مجھکو

کاٹ کر جلد ابھی کر دے سبک ای قاتل
دوش پر بار ہی سر سیکڑون منکا مجھکو

آشنا اوس یم خوبی کا ہوا جسدن سے
کر دیا قطرۂ ناچیز سے دریا مجھکو

کیا ہو پھر منزل مقصود کے ملنے کی امید
خضر رہ ہو کے بتاے جو وہ رستا مجھکو

سرو سولی نظر آیا دم گلگشت چمن
یاد آیا جو کسی کا قد بالا مجھکو

دید کی تاب نہین تابش رخ کے باعث
بے حجابی ہی نقاب رخ زیبا مجھکو

اسقدر زار رہا ہجر مین روتے روتے
قطرۂ اشک بہانے مین ہی دریا مجھکو

دین سے کچھ نہ رہا کام نہ دنیا سے غرض
عشق نے حیف کہین کا بھی نہ رکھا مجھکو

گھر مین دم گھٹنے لگا فصل بہار آپونہچی
لے چلا ای وحشت دل جانب صحرا مجھکو

آگیا دشت نوردی مین جو زلفون کا خیال
تن گیا مار سیہ جادۂ صحرا مجھکو

بات کی دست تو مین زندہ جاوید ہوا
لب جان بخش ہین گویا کہ مسیحا مجھکو

بہ گیا صورت خاشاک مرا جسم نحیف
بحر زخار ہوا غم مین پسینا مجھکو

شوق دیدار رخ پر نور نے مثل نرگس
کر دیا ہی ہمہ تن چشم تمنا مجھکو

قتل کیا خوب صفائی سے کیا مقتل مین
دست قاتل سے ذرا صدمہ نہ پہنچا مجھکو

وحشت مین شعلہ زنی آتش سودا کی بڑھی
بڑھکے پنکھے سے ہوا دامن صحرا مجھکو

ہاتھہ مین ہتکڑی ہی پانونمین پڑی ہی بیڑی
گیسوون کا ترے جبسے دن ہی سودا مجھکو

ضعف ایسا ہی جو کرتا ہون تقابل مین کبھی
مورچہ بھی نظر آتا ہی توانا مجھکو

صورت اخلاص حسینان کی ہوئی ورد مجھے
یاد وہ مصحف رخسار جب آیا مجھکو

جب سے دیوانہ ہون ہی شرع کی تکلیف معاف
مین وہ مجنون ہون کہ سب کہتے ہین دانا مجھکو

دل کے بھر آتے ہی آنکھونمین بھی بھر آئے سرشک
خالی آئے جو نظر ساغر و مینا مجھکو

نظر آتا نہین کچھ ہجر مین روتے روتے
پردہ چشم ہوا آنکھون کا جالا مجھکو

کیون نہ میخانے مین ہو لطف بہار گلزار
پھول گل غنچہ سبو سرو ہی مینا مجھکو

میکدہ خانہ شادی ہی وہ ہون مست فقیر
قلقل شیشہ ہوا نغمہ شہنا مجھکو

۱۱۴
ای ادیب آنکھون کی الفت مین یہی کھٹکا ہی
گردش چشم نکرے تہ و بالا مجھکو
۲۷

دیکھا خال اپنے بت خورشید طلعت کو
کہا لوگون نے کعبے مین بلال آئے عبادت کو

عجب یہ ہی نہ رحم آیا کبھی اس بے مروت کو
ہمارے اوسکے برسون ہو گئی صاحب سلامت کو

سمجھتے ہین ہمین عشق مجازی کی حقیقت کو
بتان خوبرو مین دیکھتے ہین اوسکی قدرت کو

عجب کیا ہی جو کرتے کاوہ کوہ مصیبت کو
جو اپنے حکم سے رائی بنا دیتا ہی پربت کو

وہ آئے بھی تو وقت نزع گھر میرے عیادت کو
ملائک شربت دیدار بیمار محبت کو

سمجھتے ہی نہین اپنا ہم گدا کچھ مال دولت کو
کیا ہی اختیار اے منعمو جب سے قناعت کو

ملک سجدے لگے جو دیکھا آدم خاکی کی صورت کو
دیا ہی کیا جمال اللہ نے مٹی کی مورت کو

مری جانب سے منھ کو پھیرنے کی وجہ روشن ہی
کہ خجلت داغ سوزان سے ہی خورشید قیامت کو

بہت کڑوے ہوے ہم تلخ کامون نے جو دی نسبت
لب شیرین سے اونکے جان شیرین کی حلاوت کو

یقین آتا ہی یہ روئین کہ بندھ جائے ابھی ہچکی
بتان سنگدل دیکھین اگر میری مصیبت کو

نہین ممکن ہی میری ڈیٹہ سے ہو جیسے کبھو کو بھی
اگر تا زندگی دیکھا کرین اوس بت کی صورت کو

دعا دونگا دہان زخم سے مین تجھکو اے قاتل
کیا سیراب اگر مجھ تشنۂ شوق شہادت کو

رہا سیلاب بحر اشک اگر ایسا ہی فرقت مین
تو ڈھا دے گا کسی دن خانۂ تن کی عمارت کو

وہ آکر اب یہ دلدار کا نظارہ کر جائین
جنھین مدنظر جانا ہو کعبے کی زیارت کو

ابھی آتے آتے راہ سے وہ پھر گئے کیونکر
نہ آئین وہ تو موت آجائے مجھ برگشتہ قسمت کو

نہین خال سیہ ہین یار کی روے کتابی پر
ہوے ہین جمع ہندو مصحف رخ کی تلاوت کو

تڑپ کر رات کاٹی اے مسیحا یاد مین تیری
کسی کروٹ نہ آئی نیند بیمار محبت کو

کسیکو شک جو ہو اونکے صفائے رخ کے دعوے مین
ابھی موجود اگر صبح صادق ہو شہادت کو

دلاتا ہی مجھے اوٹھ اوٹھ کے یاد اوس مہ طلعت کی
سمجھتا ہون برابر جان سے کے درد محبت کو

لب ہر زخم سے ہر دم یہی آواز آتی ہی
نہ پہونچا شیر دایہ آب خنجر کی حلاوت کو

نہ ڈنکا ہی نہ نقارہ پڑے ہین کنج مرقد مین
وہ اس نوبت کو پہنچے جو کہ بجواتے تھے نوبت کو

جزائے خیر دے اسکی مرے قاتل کو اے خالق
کہ پھیرا حلق پہ خنجر نکالا میری حسرت کو

یہ وہ شی ہی کلام اللہ مین آیا ہی ذکر اسکا
بھلا کیا آپ جانین شیخ صاحب می کی حرمت کو

نماز اسواسطے مسجد مین زاہد جاکے پڑھتے ہین
ترے ابرو سمجھتے ہین وہ محراب عبادت کو

یقین اسکا ہی اولٹے پاؤن بھاگے خوف مین آکر
اجل دیکھے جو میرے خانۂ تیرہ کی ظلمت کو

نہین ہی زیر ابرو مردم چشم بت کافر
خدا کے گھر مین مردم آگئے ہین گویا عبادت کو

۱۱۵

ادیب بینوا ورد زبان رکھتا ہی یہ مصرع
خداوندا عطا کر فضل سے گنج قناعت کو

۱۹

جب سے آیا ہی نظر وہ رخ روشن مجھکو
مہر تابان ہی چراغ تہ دامن مجھکو

یاد آیا جو وہ رشک گل گلشن مجھکو
ہوگیا خندۂ گل باغ مین شیون مجھکو

بڑھ گئے گلخن سے ہوا ہجر مین گلشن مجھکو
ڈھیر انگارون کے ہین پھولون کے خرمن مجھکو

جب سے زندان مین ہی دھیان اوسکے رخ روشن کا
چشم پر نور نظر آتے ہین روزن مجھکو

روز گلگشت ہی فرقت مین شب تار لحد
خانۂ گور سے کچھ کم نہین گلشن مجھکو

دل کے آئینہ مین ہی سیر دو عالم حاصل
حال کونین کا ظاہر ہی روشن مجھکو

بیوفاؤن کی ہوئی جب سے محبت دلمین
حسرتون سے نظر آنے لگے خرمن مجھکو

پاؤن پڑنے سے بتون کے ہوا ہون کاہل
ہاتھ آگے دکھاتے ہین برہمن مجھکو

زاد رہ ہی سبب خوف رہ ملک عدم
پاس جب کچھ نہین پھر کیا غم رہزن مجھکو

قبر پر بعد فنا بس ہی چراغ لالہ
کچھ نہین حاجت شمع سر مدفن مجھکو

عشق اوس بت کا گلے میرے پڑا ہی جب سے
رشک زنار رہین تار رگ گردن مجھکو

جا لگا دوڑ کہین ابھی اقلیم عدم کے در سے
آپ دیدین جو اجازت پئے شیون مجھکو

ای جنون دست درازی تری ہین تب تا نو
جب گریبان نظر آئے تو دامن مجھکو

گو کہ لاغر ہون مگر دیدۂ اعدا مین ہون خار
چشم کم سے نہ دیکھے کوئی دشمن مجھکو

خاکساری سے بنا سرمہ چشم اغیار — دیدہ دل مین جگہ دیتے ہین دشمن مجھکو

وہ دکھاتا ہی بدی اور یہ میری نیکی — دوست سے بڑھکے بھلا کیون نہو دشمن مجھکو

دوستو خلق مین مین ہون وہ عزیز دلہا — کہ مرے بعد بہت روئینگے دشمن مجھکو

سیر اگر نوح کے طوفان کی ہی مد نظر — چشم گریان سے اوٹھا لینے دو دامن مجھکو

١١٦ — ۵

ہجر مین چھپان ہی اوس برق تجلی کا اوب
دل ویران ہی مرا وادیٔ ایمن مجھکو

یہی رولاتے رہے ہجر مین لہو مجھکو — حلال کیون نہو پھر خون آرزو مجھکو

نہین جہان کے بھاتے ہین خوبرو مجھکو — تمھارے دید کی جب سے ہوئی ہی خو مجھکو

جلاے آتش ہجران سے جب کہ تو مجھکو — خوش آئے خاک بھلا سیر آب جو مجھکو

جو لاکھ ٹانکے لگین تو بھی ایک ٹک توڑون — ہی درد زخم کی کچھ ایسی آرزو مجھکو

کلام یار کا مین لا کلام ہون قائل — دہان تنگ مین ہی جاے گفتگو مجھکو

مثال آینہ ہر ایک سے رہا دل صاف — ہمیشہ دوست سمجھتے رہے عدو مجھکو

یہ بیخودی تھی شب وصل شادمانی سے — کہ رات بھر رہی اپنی ہی جستجو مجھکو

بیان ظلم ہی جلاد کا جو مد نظر — دہان زخم سے لازم ہی گفتگو مجھکو

پس فنا بھی جو تھا عشق کعبہ ابرو — کیا عزیزون نے بھی دفن قبلہ رو مجھکو

چمن مین لطف شب ماہ ہی اوس دم ای ساقی — ہین تجھکو دون مئے گلرنگ اور تو مجھکو

قریب مرگ ہون جب سے ہوا ہی عشق میان — وبال جان ہی تمھاری کمر کا مو مجھکو

تلاش نے تری برباد کر کے ای گل رو — ہر اک چمن مین پھرایا برنگ بو مجھکو

یہی ہی منصفی ای آسمان نا منصف — کہ سب نیاز ہی اوسے اور آرزو مجھکو

وہان زخم سے میرے یہ آرہی ہی صدا
وہ چاک ہون کہ نہین حاجت رفو مجھکو

نہ ذبح جو کرے قاتل تو یہ ندامت ہو
ہر ایک غرق عرق دیکھے تا گلو مجھکو

فراق مین کمر یار کے وہ لاغر ہون
اجل نہ پائے اگر ڈھونڈھے چار سو مجھکو

حباب بحر سرشک آسمان آگے نظر
اجازت اشک فشانی کی دے جو تو مجھکو

فقیر مست ہون عالم کی سیر حاصل ہی
ہی بڑھکے جام سے جمشید کے سبو مجھکو

نہ عاشقون مین کبھی بیٹھتا مر اسکہ
جو داغ عشق نہ دیتا وہ لالہ رو مجھکو

نکیون زلال می ناب مین پیون زاہد
غبار دل کی ہی منظور شست و شو مجھکو

حرام عیش ہی ساقی بغیر گلشن مین
فراق مین مئی گلرنگ ہی لہو مجھکو

نہین ہی دلشکنی دشمنون کی بھی منظور
عزیز دوست سے ہی خاطر عدو مجھکو

وہ درد ہون کہ دوا کی مجھے تلاش نہین
وہ زخم ہون کہ نمک کی ہی جستجو مجھکو

گہر یہ کان مین اوس مہ لقا کے کہتا ہی
ملی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو مجھکو

۱۱۷ وہن کی یاد مین یہ ہتا ہون نہین خموش ادیب ۲۱
زبان حال سے لازم ہی گفتگو مجھکو

مطلع مین جو رخ صفت بوتراب ہو
ہر نقطہ میرے حرف کا اک آفتاب ہو

گریان جو ای ادیب یہ چشم پر آب ہو
پنجاب کا ظہور میان دو آب ہو

نشہ ترے فراق مین ای گل عذاب ہو
زنجیر پا بہار مین موج شراب ہو

مجھ رند بادہ کش کی یہ ہی آرزو مدام
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہو

انجم مین اوسکے جملہ حسینان روزگار
جس آسمان حسن کے تم آفتاب ہو

ساقی مست کی لب میگون کے شوق مین
شیشے سے باہر آئے یہ جوش شراب ہو

دیکھے جو تیرے عارض روشن کی آب و تاب
حیران و ششدر آئینۂ آفتاب ہے

ہم ہون اگر شہید حیات ابد ملے
آب حیات خنجر قاتل کی آب ہے

دیکھے اگر تجلی رخسار یار کو
خجلت سے زرد رنگ رخ آفتاب ہے

موزون جو وصف ہو رخ پر نور یار کا
دیوان کا ورق ورق آفتاب ہے

آئے جو روبرو دُر دندان یار کے
آب در خوشاب کی مٹی خراب ہے

اوصاف جو لکھون عرق گلعذار کے
جاری زمین شعر مین بحر گلاب ہے

تاثیر میرے جذب محبت کی دیکھنا
اونکو ہوے بے کلی جو مجھے اضطراب ہے

اوس مہروش کی دید کی باعث نقاب ہے
محروم سب رہین وہ اگر بے نقاب ہے

دیکھے شباب مین جو ترے رخ کی روشنی
خجلت سے دوپہر کو غروب آفتاب ہے

تاثیر فصل جوش بہاری سے کیا عجب
زاہد کے دوش پر جو سبوے شراب ہے

بازار حسن گرم ہے ایسا کہ کیا عجب
بلبل چمن مین آتش گل پر کباب ہے

شیشہ اگر ملے تو ابھی دل کرون نثار
آنکھون سے مین لگاؤن جو جام شراب ہے

اوس شمع رو کے عکس رخ تابناک سے
فانوس شمع بحر مین ہر اک حباب ہے

جام شراب آئے تو اشک روان ہون بند
تارے غروب ہون جو طلوع آفتاب ہے

۱۱۸
مقطع مرا ہو مطلع خورشید اے ادیب
مطلع مین جو رقم صفت بوتراب ہے
۲۱

کیا لطف ہو چمن ہو گھٹا ہو شراب ہو
اک ماہ ہو بغل مین شب ماہتاب ہو

جو زندگی مین خاک در بوتراب ہے
مرنے کے بعد اوسکی نہ مٹی خراب ہے

پیری مین دیر و نہ ہماسے شراب ہے
دن ڈھلنے کا ہے وقت غروب آفتاب ہے

ثابت جو بے ثباتی دیر خراب ہو — بجز جہان نظر مین ہر اک کی سراب ہے

وہ مہروش جو قبر پہ آجائے دفن کو — ہر ذرہ خاک کا مرے اک آفتاب ہے

ای شیخ تو جو آب مے سرخ مین نہالے — ریش سفید پر تری کیا ہی خضاب ہے

تا زندگی رہون مین زمانے مین سرخرو — پان اوسکے ہاتھ کا جو مجھے دستیاب ہے

مے پی لے تو ابھی جو ملے اوسکے ہاتھ سے — ای شیخ تجھکو کچھ بھی نہ خوف عذاب ہے

گلگشت مین جو وا رخ روشن ہو یار کا — ہر گل چمن مین رشک گل آفتاب ہے

سایہ پڑے جو عارض ساقی کا جام مین — رنگ ملیح سے ابھی سرکہ شراب ہے

شب وصل کی ہے آج وہ جائین گے وقت صبح — تا حشر یا خدا نہ طلوع آفتاب ہے

دو کوڑی کا ہو گوہر دندان کے روبرو — ایسے در خوشاب کی مٹی خراب ہے

آجائین رونے پر ہم اگر ہجر یار مین — سارے جہان مین ابھی طوفان آب ہے

وہ بادہ کش ہین شرم سے آئے اگر عرق — جاری ہمارے ہر بن مو سے شراب ہے

سیراب آب تیغ سے مجھ تشنہ کو کیا — ای ترک جنگ جو تجھے اس کا ثواب ہے

ای شہ سوار حسن یہ ہی ہین آرزو — حلقہ ہماری چشم کا تیری رکاب ہے

تو ہی وہ رشک گل کہ قدم رنجہ جب کرے — ہر در ہمارے در کا گلستان کا باب ہے

دریا کو جائے وہ گل خوبی جو بہر غسل — سب آب بحر پرتو رخ سے گلاب ہے

ٹھہری ہے اوسکی دید کی فردا روز حشر — یارب یہ آرزو ہی قیامت شتاب ہے

سوز و گداز عشق کا اوسدم ملے مزہ — جل بھن کے دل جو سینے مین مثل کباب ہے

ماتمکدہ ہو میکدہ ساقی کے ہجر مین — آواز نالہ خندۂ جام شراب ہے

وہ بے نقاب ہو تو نہو تاب دید کی — بے پردگی عارض روشن حجاب ہے

ہم پر تو اون کا غصہ بھی ہوتا نہین کبھی — اوسکے نہ بے نصیب کہ جسپر عتاب ہو
اوس سیمتن کا ہو رخ روشن جو بے نقاب — کوڑی کے مول اشرفی آفتاب ہو
زاہد کا زہد خشک نہ ملنے سے مَی کے ہے — پی لے ابھی جو مفت کی جھوٹی شراب ہو
ہمکو تو آنکھون سے بھی لگانا نہو نصیب — صد حیف پایبوس تمھاری رکاب ہو
جاتا ہی روز چھپ کے خرابات کیطرف — زاہد کہین نہ دختر رز سے خراب ہو
ہو مجھکو ٹھکے خار کے بستر سے ہجر مین — کمخاب کا فراق مین جو فرش خواب ہو
واعظ نہو جو عاشق شیدائے دخت رز — کیون یہ ورد بزم وعظ مین وصف شراب ہو
ہم رند بادہ کش ہین بلا نوش ساقیا — کچھ غم نہین جو مَی نہین دُردِ شراب ہو

۱۱۹ — ۳۱

وہ بیحساب ہم سے ہوے جرم اے ادیب
جن کا کبھی شمار نہ روز حساب ہو

گلزار مین جو ہجر بت خانہ جنگ ہو — آواز بلبلون کی صدائے تفنگ ہو
ہنگام خواب شب کو جنازہ پلنگ ہو — تیرے فقط نہونے سے گھر گور تنگ ہو
سب مین ہی ہی لعل گہر ہون کہ سنگ ہو — اے دل دوئی کو چھوڑ دے اور ایک رنگ ہو
گلزار کائنات کی تم سے بہار ہے — تم ہر چمن مین گل ہو ہر اک گل مین رنگ ہو
راحت ہے جس سے دوڑے وہی پھاڑ کھانیکو — مشکل پلنگ ہجر مین ہم کو پلنگ ہو
کیونکر نہ دل مین یاد بتان رات دن رہے — بیجا نہین جو خانۂ کعبہ مین سنگ ہو
جوش جنون مین چھٹے ہون مجھکو وبال جان — تیغ دو دم سے بڑھکے گریبان تنگ ہو
اوس ماہ زیب سے جو ہمین وصل ہو نصیب — رخت حیات جسم پر اپنے نہ تنگ ہو
کس جرم پر چڑھائی یہ کی ہم پر اے بتو — گھر چڑھکے لڑنے آئے بڑے خانہ جنگ ہو

عاشق ہوا ہون مین لب لعلین یار کا
میری نظر مین کیون نہ ہر اک لعل سنگ ہو

مقتل مین آپ جاکے بجھاؤنگا مین تشنگی
پیاسا مرے لہو کا جو اونکا خدنگ ہو

اے دل نہ پھنس تو اوس بت کافر کی زلف مین
دشمن کو بھی نصیب نہ قید فرنگ ہو

اوس سرو قد سے وصل کی ٹھہراؤنگا ابھی
طوبیٰ کی شاخ کا جو میسر پلنگ ہو

تو سے نلین نہ سجدے کرین آکے دور سے
کعبہ مین تیرے در کا نہ اے بت جو سنگ ہو

انجم نہ آئین روبرو خال خوف سے
کالون سے پایمال نہ فوج فرنگ ہو

وہ گل پیے شراب چمن مین تو گل کھلے
نشہ کے دور سے آنکھونمین دیکھون تو رنگ ہو

بالا سے چرخ گوشہ ہو جسکی کلاہ کا
صد حیف بعد مرگ وہ گل زیر سنگ ہو

جبتک نہین ہے پاس وہ بیمار و زار ہے
دل ہو ہرا جو وصل بت سبزہ رنگ ہو

در پردہ دین و کفر مین ہے جنگ زرگری
زنار و سبحہ ایک ہین ظاہر مین جنگ ہو

یک سالہ راہ آئے ہین طی کر کے باغ مین
رخ پر بھلا گلون کے نکیون گرد رنگ ہو

اوس گل کی یاد مین جو کرون نالے بعد مرگ
غربال تیر آہ سے تربت کا سنگ ہو

تنہا بدل کے کروٹین کاٹی تمام رات
میری طرح کسیکا نہ خالی پلنگ ہو

فرقت مین اژدہا ہو ہر اک رونگٹا مرا
ہر اک مسام جسم دہان پلنگ ہو

ٹھہری ہے آج وصل کی اک سبزہ رنگ سے
جائے شراب شیشہ و ساغر مین بنگ ہو

دیکھے اوٹھاکے آنکھ کب آہو کی شوخیان
جسکو کہ عشق چشم بت شوخ و شنگ ہو

باروت مجھکو خاک ہو وہ ہون سیاہ بخت
تہخانہ گھر مین سوز دروں سے سرنگ ہو

وہ تیز جاؤن یاد دہن مین سوئے عدم
ملک بقا سے ملک فنا اک فلانگ ہو

رنگ رخ نہان سے گلون کے ہون منفعل
اونکے دہن سے قافیہ غنچون کا تنگ ہو

فصل بہار و لطف شب ماہ و صحن باغ | معشوق نو شراب کہین ہو تو رنگ ہو
حیران ہو قیاس تو ششدر رہو وہم | یاد دہن مین عرصۂ اندیشہ تنگ ہو

۱۲۰ رو رو کے آب اشک سے دھو گرد غم ادیب
کر صاف جو کچھ آئینۂ دل مین زنگ ہو ۲۴

جس شب کو بغل مین وہ بت رشک قمر ہو | اوس رات کی تا حشر الٰہی نہ سحر ہو
کیا تیغ دغم و رنج سے مجھ مست کو ڈر ہو | جب ہاتھ مین جام مئ گلگون کی سپر ہو
دینے سے زیادہ جو ہو لینا تجھے منظور | اس طرح دے اے دل کہ کسی کو نہ خبر ہو
رخسار منور سے ہی پر نور زمانہ | تم ہی سبب روشنی شمس و قمر ہو
افسوس نہین چین شب وصل بھی دلکو | ڈر ہی نہ کہین نالۂ مرغان سحر ہو
جب حسن کا دریا تمھین خالق نے کیا ہی | پھر ناف بھلا کیسے تو کیونکر نہ بھنور ہو
ہٹ جائے جو پھاھا تو ابھی سوز تپش مین | خورشید قیامت سے سوا داغ جگر ہو
ہوتا تو ہی اونکے در دندان کے مقابل | مٹی نہ کہین آبروئے آب گہر ہو
مصراع قد یار کا شیدا جو ہوا وسکو | ہر سرو کی موزونی مصرع مین نظر ہو
ہم سمجھین کہ آباد ہوا خانۂ ویران | مہمان اگر دل مین ترا تیر نظر ہو
کیونکر نہ بچے چور ہی مر القد دل جان | جب گھات مین ہر وقت ترا دزد نظر ہو
کور آنکھین ہون بینا ابھی اے رشک مسیحا | نرگس پر اگر تیری عنایت کی نظر ہو
فرقت مین اگر بادہ کشی کا مین کرون قصد | آب مئ گلگون مجھے خوناب جگر ہو
ہو حلقہ بگوشی سے بڑی آبرو اوسکی | جو کان مین اوس کان جواہر کے گہر ہو
روتا ہون جو مین یاد میان مین تو عجب کیا | آب یم اشک اپنے اگر تا بکمر ہو

تر دامنی اپنی جو کرون شعر مین موزون — تا حشر نہ خشک ایک مرا مصرع تر ہو
ہجر در دندان مین مری جان گئی ہی — دینے کے لیے غسل مجھے آب گہر ہو
اللہ ری خوشی مجھکو کہ ہون آپسے باہر — آئے ہوے تم گھر مین جو اے رشک قمر ہو
سن لے دل مایوس کی جو خالق اکبر — قربان دعاؤن پہ ابھی آکے اثر ہو
اے شیخ نہ اک قطرہ تو میخانہ مین چھوڑے — جام مے گلگون کا مزہ تجھکو اگر ہو
ہی نزع مین بیمار محبت کا یہ اب حال — سب کہتے ہین یارب یہ ادھر ہو کہ ادھر ہو
وہ بلبل شیدا ہین کہ خوش ہوتے ہین سنکر — اوڑتی ہوئی بھی کوئی اگر گل کی خبر ہو
بھونچال کا ہی جنبش مژگان سے ترے خوف — ڈر ہی کہ زمانہ نہ کہین زیر و زبر ہو

١٢١ چلنے کا ہوا وقت ادیب آئی ہی پیری
لازم ہی کہ بیدار تو ہنگام سحر ہو ٣٢

روے انور سے ہٹی زلف چلیپا دیکھو — شب تیرہ مین ہوا نور کا تڑکا دیکھو
لب جان بخش مین اعجاز مسیحا دیکھو — کف پا مین ہی فروغ ید بیضا دیکھو
بھولکر بھی نہ سوے برق تجلا دیکھو — اوسکا جلوہ جو تم اے حضرت موسا دیکھو
پھر بہار آئی ہوا عشق جنون زا دیکھو — زلف پیچان کا ہوا پھر مجھے سودا دیکھو
ناصحو تمکو مزہ کچھ نہین اس کا دیکھو — جو نہ کھایا ہو غم یار ذرا کھا دیکھو
دھوم پڑ جائیگی خورشید قیامت نکلا — جب ہٹا زخم جگر سے مرے پھاہا دیکھو
جس کا ٹھنڈھا نہ کلیجا ہو مرے قتل سے بھی — اوس ستمگر سے پڑا ہی مجھے پالا دیکھو
طالب دید اسی حسرت مین رہا کرتے ہین — آنکھ اوٹھا کر بھی کبھی تمنے نہ دیکھا دیکھو
دن جدائی کا تمھاری نہین کاٹے کٹتا — ایک ساعت ہی مجھے ایک مہینا دیکھو

خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھ کے گریان مجھکو
کوئی بیدرد نہ اس طرح کا دیکھا دیکھو

اونکے قُم کہنے سے ہوجاتے ہین زندہ مردے
لب جان بخش کا اعجاز مسیحا دیکھو

دیکھون تا زیست مگر پھر بھی نہ سیری ہو مجھے
یار کے دید کا اس طرح ہون بھوکا دیکھو

دست وحشت نے کیا پھر مرے دامن کو چاک
پھر بہار آئی ہوا عشق جنون زا دیکھو

دید اوس برق تجلی کی نہین ہے ممکن
ابھی غش آئے جو اے حضرت موسیٰ دیکھو

تنکے چنتے ہوئے پھرتے ہین گلی کوچے مین
زلف جانان کا ہوا ہے ہمین سودا دیکھو

جان جوکھون کا نہ کس طرح ہو ہر وقت خیال
عشق زلفون کا ہے کالے کا کھلانا دیکھو

نظر بد نہ لگے تاکہ کہین اوس گل کو
حق نے نرگس کو کیا باغ مین اندھا دیکھو

زلف شبگون مین نہین عارض صاف بتان
ہند کے ملک مین آئے ہین نصارا دیکھو

مہر سے اوسکی بنا ذرے سے خورشید بشر
ہو گیا قطرۂ ناچیز بھی دریا دیکھو

جن سے ہم پوچھتے ہین کوچۂ دلدار کی راہ
وہ خضر ہوکے بتا دیتے ہین رستا دیکھو

ایک کوڑی بھی نہ رکھ بہر کفن پاس اے دل
مال اگر تجھکو خدا دے تو لُٹا کے دیکھو

اوسکے آنے کی بحد پر ہو بھلا کیا امید
لے جنازے کے اوٹھانے مین جو کاندھا دیکھو

شادی وصل سے اوس گل کے مین ایسا پھولا
کہ زمین اور فلک مین نہ سمایا دیکھو

ہمسے کہنے لگے وہ بالونمین افشان چنکر
جگنوؤن کا شب تاریک مین میلا دیکھو

غافلو زیست کا اپنی جسے سمجھتے ہو قیام
بے ثباتی حباب لب دریا دیکھو

وعدہ آنے کا رقم جسمین کیا تھا اوسنے
گم گیا خط وہی تقدیر کا لکھا دیکھو

کُڑھتے ہین بہت دیکھکے جسم لاغر
وہ سمجھتے ہین مجھے نیم کا تنکا دیکھو

لاکھون تدبیرین نکالین مگر اوس لب تک
حیف پہونچا نہ مرا دست تمنا دیکھو

بانکپن کی جو نظر آتی ہی نوک اوس گل مین | سیر سے دلمین وہ کھٹکنے کو ہی کانٹا دیکھو
دل سے ہے ہین کف افسوس اسی حسرت مین | ہاتھ مین غیر کے ہی یار کا چھلا دیکھو
دست الطاف سے گل دیتے تھے جو یار ہمین | آج اوٹھاتے ہین وہی قتل کا بیڑا دیکھو

۱۲۲ — ۱۳

گلشن دہر مین چل پھر کے ذرا سیر ادیب
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھو

لکھا کرتے ہین جب ہم وصف زلف رشک سنبل کو | پئے مسطر منگایا کرتے ہین تار رگ گل کو
دیا ہی حسن وہ خالق نے جو دیکھے مرے گل کو | ہر اک گل گلشن ایجاد مین ہو خار بلبل کو
تری تیغ تبسم کے ہوئے اے گل جو ہم زخمی | صدائے زخم مین پاتے ہین شور خندۂ گل کو
رہائی مین کیا قید قفس سے بھی ستم بڑھکر | کیا پر کاٹ کر صیاد نے آزاد بلبل کو
تجمل صاحب دولت سے گل کچھ کم نہین ہوتے | ندیکھا صرف ہوتے آجتک ہم نے زر گل کو
مدار زندگانی رہگیا ہی سیر گلشن پر | سمجھتا ہون مین رشتہ جان کا تار رگ گل کو
تجھے حسن و نزاکت رنگ و بو جسنے عطا کی ہی | دیا ہی اے گل گلشن اوسی نے عشق بلبل کو
نہین کچھ بھی ہین مال ارباب دولت اوسکی نظرون مین | خدا پر جب سے تکیہ ہی فقیر بے توسل کو
وہ میکش ہون کہ شیشے پر تصدق دل کرون اپنا | اگر دیکھون تو آنکھون سے لگاؤن ساغر مل کو
فراق ساقی میکش نہین کچھ کم قیامت سے | صدائے صور محشر جانتا ہون شور قلقل کو
چھری لگتی ہی بلبل کے رونا فرقت گل مین | گلی قاتل کی سمجھو کوچۂ منقار بلبل کو
نہین کچھ خوف تاریکی لحد پر بعد مرگ اے دل | صبا گل کر نہین سکتی چراغ لالہ و گل کو

۱۲۳ — ۱۴

ادیب اپنی عادات خالق سے یہ منتی ہو
ندیکھون یار کے من جوہر تیغ تغافل کو

دنیا کے ذائقون سے وہ یارب خبر نہو | جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہو

پر نور تا حیات وہ چشم بشر نہو | دیدار یار جس کو کہ مد نظر نہو

وعدہ سنون جو خواب مین دیدار یار کا | بیدار چشم خفتہ مری عمر بھر نہو

اسدرے طول نامہ بین اگر عمر خضر سے | زلف دراز یار کی کم بال بھر نہو

کیا لطف گریہ اوس لب رنگین کی یاد مین | آنکھون مین جائے اشک جو خون جگر نہو

وہ بخت خفتہ روز ازل سے ملا مجھے | آواز صور حشر کی جا کو خبر نہو

پر نور چشم کیون نہو اطفال اشک سے | ممکن ہی لخت دل جو ہو نور نظر نہو

ای دل امید وصل ہوئی گو کہ منقطع | لیکن خیال یار سے قطع نظر نہو

اوس صبح رخ سے جو کرے دعوے ہمسری | سچ تو یہ ہی کہ پھر کبھی صادق سحر نہو

کیون خاک چھانتا پھرے ہر اک تلاش مین | اکسیر سے جو بڑھکے تری خاک در نہو

دیوار توڑ جائیگی میری نگاہ شوق | کچھ غم نہین اجازت دربان اگر نہو

تاریک مثل خانۂ مفلس رہین مدام | اوس رشک مہر کا اگر آنکھون مین گھر نہو

وہ خاکسار ہون جو چلون راہ عجز مین | اونچی زمین سے کبھی گرد سفر نہو

توڑی ہی اپنے پیٹھ مری بار ظلم سے | تا حشر پیر چرخ کی سیدھی کمر نہو

راہ وفا مین عاشق جانباز وہ نہین | مرنے کو مستعد جو کمر باندھکر نہو

محسوس قدسیون کو تھو حسن پاک یار | مہتاب و آفتاب کی عینک اگر نہو

۱۲۴ اپنے سخن سے باغ سخن ہی ادیب سبز
پھر غزل ہو خشک جو مصراع تر نہو ۱۰

غضب کا اونکے کوئی سد راہ کیونکر ہو | خدا کا قہر ہی اوس سے پناہ کیونکر ہو

تمام زہرہ جبینون کو ای مہ کامل
تمھاری چاہ ذقن کی نہ چاہ کیونکر ہو

بتو جو سوگ نہو کشتگان گیسو کا
تو پھر یہ پوشش کعبہ سیاہ کیونکر ہو

چلون جو راہ محبت مین زلف جانان کی
تو مجھکو جادہ نہ مار سیاہ کیونکر ہو

ہوائیان رخ پر نور مہر پر جو اوڑین
ترے حضور نہ فق روے ماہ کیونکر ہو

وہ خانۂ دل عاشق مین کرتے ہین آرام
مرا دل اونکا نہ پھر خوابگاہ کیونکر ہو

وہ زخم دوست ہین رہتی ہی مجھکو فکر یہی
جگر کے پار وہ تیر نگاہ کیونکر ہو

گیا جو آپکے کوچے مین بے نیاز ہوا
گدا حضور کے در کا نہ شاہ کیونکر ہو

ہمارے رونے سے پتھر بھی موم ہوتا ہی
بتون کے دل مین نہ تاثیر آہ کیونکر ہو

۱۲۵
ادیب کیون نہ مین دن رات خون دل روؤن
لبون کی یاد مین لب پر نہ آہ کیونکر ہو
۲۱

اے رشک گل جو تیرے قدم کا غبار ہو
وہ توتیاے چشم عروس بہار ہو

گلشن مین جو نظارۂ رخسار یار ہو
بلبل کی آنکھ مین گل گلزار خار ہو

یارب چمن مین آمد فصل بہار ہو
رنگین گل مراد سے ہر شاخسار ہو

مدت سے یاد اک دہن بے نشان کی ہی
میرا نہ بعد مرگ نشان مزار ہو

جو گھر نہ ٹھہرے آئینۂ روے یار کا
اوس دل مین مثل شیشۂ ساعت غبار ہو

کہتے ہین بعد مرگ وہ آئینگے قبر پر
ای موت کیون مجھے نہ ترا انتظار ہو

ممکن نہین کھلے جو ترا عقدۂ دہن
یہ راز وہ نہین ہی کہ جو آشکار ہو

پسکر ہوا ہون گردش چشمان یار سے
جز سنگ آسیا کے نہ سنگ مزار ہو

دیکھے اگر صفاے دُر دندان یار کی
غرق آب شرم مین گہر آبدار ہو

کیا اعتبار اوس گل رعنا کے قول کا ‌ ‌ جسمین بھری دو رنگی لیل و نہار ہو
اسکے سوا مین اور کہون تمکو کیا بتو ‌ ‌ شان خدا ہو قدرت پروردگار ہو
دیکھے جو قد یار تو حسرت سے جل اوٹھے ‌ ‌ سرو چمن برنگ درخت چنار ہو
خندان ہر ایک پھول ہی فیض قدوم سے ‌ ‌ تم گلشن جہان کے گلون کی بہار ہو
وہ برہمن پسر جو نہو ساتھ دہر مین ‌ ‌ خنجر کی دھار ہجر مین گنگا کی دھار ہو
آئے جو فاتحہ کو لحد پر وہ مہروش ‌ ‌ خط شعاع ہر رگ سنگ مزار ہو
یہ جوش آتش گل عارض ہی کیا عجب ‌ ‌ جل کر کباب طائر رنگ بہار ہو
کھلتے ہین غنچے باغ مین جاتے ہو جسطرف ‌ ‌ پہ چلنے مین تم برنگ نسیم بہار ہو
سوز تپ فراق مین دیکھے جو میری نبض ‌ ‌ دست طبیب پنجۂ برگ چنار ہو
تم پھینک دو جو ہار چمن مین اوتار کر ‌ ‌ سہرا وہ بہر فرق عروس بہار ہو
وہ ترک شوخ برش مژگان اگر دکھائے ‌ ‌ دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار ہو

۱۲۶

اوس مہروش کے ہجر مین کیا دور ای ادیب
نالہ مرا جو چرخ چہارم کے پار ہو

۱۶

لکھتا ہون گل مین مین ترے وصف دہن کو ‌ ‌ کیونکر نہو آفاق مین فوق اپنے سخن کو
سو ٹکڑے کیا شیشۂ دل سنگ جفا سے ‌ ‌ کیا تجھسے عداوت ہی بت عہد شکن کو
یہ گم ہوے ہم آپ کو کر بیٹھے فراموش ‌ ‌ بھولے سے کیا یاد جو اوس بت نے وطن کو
گرمی سے لب بحر مین ہون آبلے پیدا ‌ ‌ دریا مین اگر پھینک دین مجھ سوختہ تن کو
خوشبو مین سیاہی مین کبھی لی ہو شکر گل تر ‌ ‌ نسبت نہین زلفون سے ترے مشک ختن کو
ای کہکشان گہر حلقہ بگوشی سے تمہاری ‌ ‌ دی آبرو آفاق مین کیا در عدن کو

کیون آ رہی ہی صبح سے ہچکی مجھے ہچکی
شاید مری یاد آئی ہی یاران وطن کو

آباد ہوا خانۂ ویران برکت سے
گھر اپنے جو لے آئے ہم اوس رشک چمن کو

گویا کہ ترقی سے تنزل کو کرون سخن
دون پھولون سے نسبت اگر اوس گل بدن کو

ناخوش وہ ہوا اور بہت منھ کو بنایا
غنچہ جو کہا اوس گل خوبی کے دہن کو

خورشید کو خورشید ہزارون نظر آئین
دیکھے جو سراپا کے مرے زخم کہن کو

خالق نے قناعت کو بنایا ہی وہ مرہم
جو بھر دے حریصون کے ابھی زخم دہن کو

ہی قاتل عالم مجھے کر جلد سبکدوش
سر شوق شہادت مین گرانبار ہی تن کو

یہ منھ نہین ہم دیکھتے ہین باد خزان کا
پژمردہ جو آ کر کرے داغون کے چمن کو

فرقت مین بہا دیدۂ تر سے وہ ہم اشک
شرمندہ کیا جسنے کہ گنگ اور جمن کو

۱۲۷

اسطرح مین دل سے نہ کسی ذرہ بھی کی فکر
کیا شعر سناؤن مین ادیب اہل سخن کو

۸

ادیب دیدۂ عرفان جو کھول کر دیکھو
اوسی کا جلوہ نظر آئے گا جدھر دیکھو

کھڑے ہین طالب دیدار دیر کے مشتاق
ذرا تو پردے سے منھ کھول کر ادھر دیکھو

رہا ہین سینہ سپر پیش خنجر مژگان
مری دلاوری اسدم مرا جگر دیکھو

وہ چھپ کے خواب مین آئے تو مجھسے کہنے لگے
نہو کسی کو مرے آنے کی خبر دیکھو

شب وصال کی صبح اپنے روز ہوئی
کہا جب اوسنے وہ بجنے لگا گجر دیکھو

لگے وہ کہنے تجاہل سے دلکو جب پوچھا
ابھی تو تھا یہین ہوگا ادھر ادھر دیکھو

نظر کے تیر مرے ہوتے ہین جگر کے پار
خدا کے واسطے دیکھو نہ تم ادھر دیکھو

ادیب دیکھکے ناف اونکی مجھسے دل نے کہا
جو بحر حسن کے دیکھا نہو بھنور دیکھو

جو دیکھتے ہین اوسکے رخ بے نقاب کو | اولٹا تو اسے سمجھتے ہین وہ آفتاب کو
ایسا خجل ہو دیکھ کے اوس آفتاب کو | خورشید چھپنے کے لیے ڈھونڈے سحاب کو
پاتے نہین ہین خواب مین اوس اپنے خواب کو | جسمین لیے بغل مین تھے اوس آفتاب کو
پیری مین کیون عزیز نہ سمجھون شراب کو | لاتی ہی پھیر کر مرے عہد شباب کو
ساقی سبزہ رنگ کا جسدن سے ہجر ہی | ہم جانتے ہین زہر ہلاہل شراب کو
قسمت سے آفتاب ہو جو اوس مہر کا بنے | ہو جاے افتخار بڑا آفتاب کو
منھ اوس طرف کو پھیر لیا فرط شرم سے | اوس مہر نے خجل یہ کیا آفتاب کو
پشت اپنی خم بڑھاپے کے باعث نہین ہوئی | پیری مین جھک کے ڈھونڈتے ہین شباب کو
بے نور ہو گیا ہی مثال چراغ روز | اوس رخ کے آگے ہی یہ فروغ آفتاب کو
وہ بادہ نوش ہون کہ ہوا ہے جسے حلال | جسدم سنا حرام لکھا ہی شراب کو
ثابت ہوا کہ لال پری کر رہی ہی رقص | چلتے ہوئے جو بزم مین دیکھا شراب کو
آیا عرق جو شرم سے می پینے کے مجھے | دیکھا نکلتے ہر بن مو سے شراب کو
زلف سیاہ یار کے رخ پر ہی اک طلسم | تاریک شب مین دیکھتے ہین آفتاب کو
جسسے وہ پاؤن ہم رہین محروم یا نصیب | آتا ہی رشک دیکھکے کیا کیا رکاب کو
گھر مین نہی قرار نہ در پر ہی مجھکو چین | دیکھو تو روز وعدہ مرے اضطراب کو
آنکھون مین اپنی نیند کا آنا محال ہی | ہین ہجر مین خیال سمجھتا ہون خواب کو
پہلو مین ایک دم کو جو وہ آ کے بیٹھ جائے | تسکین ہوا بھی دل پر اضطراب کو
یہ ہی غلط دہان و کمر کا نہین نظیر | جسم نحیف و نزار ہی کافی جواب کو
تڑپا یون اگر مین جنبش مژگان کی دو مین | بہو سنبھال یہ ہو فوق مرے اضطراب کو

اوس گل کے ہجر مین نہ مجھے تا کہ نیند آئے
لاتا ہون خیال ڈھونڈھ کے مین فرش خواب کو

کہین باتین تلخ اور کشیدہ کبھی ہو گیا
دی تھی عرق سے اوسکی جو نسبت گلاب کو

سونا پڑا ہی خانۂ چشم آتی ہی نہین
ایسا شب فراق سے ہی خوف خواب کو

اوصاف اوسکے چہرۂ پر نور کے لکھون
پا جاؤن مین اگر ورق آفتاب کو

خیرہ نظر ہو آنکھون مین تاریک ہو جہان
دیکھے جو مہر اوسکے رخ برق تاب کو

ہوتا ہی زندہ پیتے ہی ابد کا مردہ دل
جان بخش اس سبب سے کہا ہی شراب کو

شاید وہ بحر حسن نہا کر چلا گیا
ہی وجہ اضطراب نہین موج آب کو

پیری مین چاہیے کہ پیین خم بہم شراب
سرما مین دوست رکھتے ہین سب آفتاب کو

آنکھون کا اپنی سرمہ بنائینگے ہم ادیب
پا جائینگے جو خاک در بو تراب کو

۱۲۹ ردیف یای ہوز ۲۹

بہ جائے خون ہوکے وہ یارب جگر کے ساتھ
دلمین نہ لاگ ہو جو کسی سیمبر کے ساتھ

ہر وقت لب ہین خشک مری چشم تر کے ساتھ
سوز تب فراق ہی درد جگر کے ساتھ

جب سے ہی عشق اک بت رشک قمر کے ساتھ
مانند جان ہی داغ ہماری جگر کے ساتھ

جب بیٹھتے ہین اوس بت بیداد گر کے ساتھ
اوٹھتا ہی درد دلمین بھی درد جگر کے ساتھ

ہر اک کو صاف چاند گہن کا ہوا یقین
دیکھا جو غیر کو بت رشک قمر کے ساتھ

وہ بیٹھتا ہی جب کبھی فتنے کا ملکے عطر
فتنے ہزارون اوٹھتے ہین اوس فتنہ گر کے ساتھ

پیری مین سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن
تشبیہ تام ہی مری شمع سحر کے ساتھ

دیکھا اوٹھا کے آنکھ جسے وہ فنا ہوا
ہر دم اجل ہی یار کی تیغ نظر کے ساتھ

سودا ہی ایک مہر کی روے صبیح کا
دامن مرا بھی چاک ہی جیب سحر کے ساتھ

ہین وہ نحیف و زار ہون کم بال بھر ہوا
کی شرط لاغری مین جو موے کمر کے ساتھ

شیرین لبون کی تلخ کلامی ہی جان ستان
گویا کہ زہر دیتے ہین ہم کو شکر کے ساتھ

کھاتے ہین زخم اور جھپکتے نہین ہین ہم
لڑتی ہی آنکھ جوہر تیغ نظر کے ساتھ

عاشق کے نقد دل کے چرانے کیواسطے
دزد حنا کا میل ہی دزد نظر کے ساتھ

رونے مین شوق دید رخ یار جب ہوا
لخت دل آئے آنکھو مین لخت جگر کے ساتھ

قائم قیامت آنے سے ہوتی ہی بزم مین
اوٹھتے ہین فتنے اوٹھنے سے اوس فتنہ گر کے ساتھ

اوٹھتا نہین اوٹھائے یہ پتھر کسی طرح
بیٹھا ہی جم کے غیر ترے سنگ در کے ساتھ

بوس و کنار وصل مین کیونکر نصیب ہو
معدوم جب دہن بھی ہوا اونکا کمر کے ساتھ

زلف سیہ جو چھٹ کے مصفا پر آگئی
ثابت ہوا کہ شام ہی بیشک سحر کے ساتھ

شور اذان بھی صبح شب وصل قہر ہی
دل کانپتا ہی نالۂ مرغ سحر کے ساتھ

آثار صبح وصل کی شب مین ہم بال جان
لگتی ہی چوٹ دلمین سحر کے گجر کے ساتھ

کوچے مین تیرے قبر ہماری ہو بعد مرگ
اے جان آرزو ہی نہ ہم چھوٹین مر کے ساتھ

کشتی ہماری دیکھیے کس روز پار ہو
ہم جونکے توڑ جوڑ لگے ہین بھنور کے ساتھ

رنج فراق و دغدغۂ حشر و فکر قوت
جھگڑے بکھیڑے سیکڑون ہین ہر بشر کے ساتھ

جینا ہی موت ہی نہ اگر رنج عشق ہو
ہی لطف زیست لذت درد جگر کے ساتھ

یارب نہ آج وصل کی شب بول اوٹھے کہین
اپنا ہی بھید ہر نالۂ مرغ سحر کے ساتھ

بند آب و دانہ قید مین صیاد نے کیا
کیا دشمنی ہی بلبل بے بال و پر کے ساتھ

کیونکر نہ جان و دل سے زیادہ عزیز ہو
پیدا ہوا ہی درد ہمارے جگر کے ساتھ

اے ترک جان ستان یہ لگاوٹ بھی ہی ستم
تلخی ہو جب تری ترچھی نظر کے ساتھ

(۱۳۰) اوسوقت شعر کہنے کا تھا لطف اہی آوے
کہتے تھے جب کہ جوہر بالغ نظر کے ساتھ (۱۸)

ہر دم یہ مانگتے ہین دعا ہم اوٹھا کے ہاتھ
گردن مین اپنے یار ہون اوس دلربا کے ہاتھ

دیوانہ کر دیا ہمین اوسنے دکھا کے ہاتھ
کرتے ہین چاک دامن صبر اوبڑھا کے ہاتھ

ہین تشنہ کام شوق شہادت ہون قاتلو
بسمل نہ چھوڑنا مجھے اوچھا لگا کے ہاتھ

چھلا لیا ہی دست نگارین کا آپکے
لازم ہی قطع کیجیے وزد حنا کے ہاتھ

بولین جو مجھسے آپ تو جی جاؤن ابھی
ہی زندگی مری لب معجز نما کے ہاتھ

جب بزم مین چلے ہین وہ بادہ نوش ہین
ہم بیٹھتے ہین دست [illegible] کے ہاتھ

دل ہاتھ بھر کا سینے مین اوٹھتا ہے سر سے
ملتے ہین میرے ہاتھ سے اوس دلربا کے ہاتھ

حسرت سے ملتے ہین کف افسوس رات بھر
جسوقت یاد آتے ہین اوس مہ لقا کے ہاتھ

ساقی کی یہ ادا بھی قیامت سے کم نہ تھی
منہ پھیر کر وہ جام کا دینا اوٹھا کے ہاتھ

دنیا مین سرخرو ہی تری پابوس سے
ہی آبرو حنا کی ترے دست و پا کے ہاتھ

اوس گل کی مدتون سے خبر کچھ نہین ملی
ملتا تو نامہ بھیجتے پیک صبا کے ہاتھ

بوسے چھپے ہین موج انگلی کچھ لیون ہار
لگتے ہین نازک اوس بت شیرین ادا کے ہاتھ

اوٹھا کر کوئی چیز نہ سکے یا نہ نقش پا
بیٹھے ہین کھو کے یار سب اوٹھا کے ہاتھ

لین سکے بلائین کیا کف پا انکا کی
الجھے ہین پاؤن تک تری زلف رسا کے ہاتھ

آنکھون مین مثل سرمہ لگانے کیواسطے
مشتاق ایک عمر سے ہین نقش پا کے ہاتھ

زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا شہید
دست قضا سے ملتے ہین اوس دلربا کے ہاتھ

چہرہ اوس پری کے لئے زلف کی نہین
گیسو بلائین لیتے ہین رخ کی وہاں کے ہاتھ

بیٹھا ہی ادیب یا قناعت کو توڑ کر — لازم نہین اوٹھائے تو حرص ہو لکے ہاتھ

۲۱ ردیف یای تحتانی مثناة ۲۰

فروزان سینے مین وہ آفتاب داغ فرقت ہی — جسے ہر ایک کہتا ہی کہ خورشید قیامت ہی
مجازی عشق بھی عشق حقیقی فی الحقیقت ہی — سمجھنا فرق ان دونون مین ای زاہد جہالت ہی
وہ میکش ہون نہ ہون دست سبو سے میری بیعت ہی — مرا پیر مغان میخانے مین پیر طریقت ہی
جو مہر و ماہ آتے ہین تو مشعل ہاتھ مین لیکر — ہمارے خانۂ تاریک مین کچھ ایسی ظلمت ہی
قدم رکھتے ہی مین رنج و عذاب ہجر سے چھوٹا — ترا کوچہ سمجھے ای رشک گل گلزار جنت ہی
جو دیکھی چشم میگون پاس ابرو کے ہوا ثابت — قریب میکدہ لاریب کعبے کی زیارت ہی
تعجب کیا اگر ہو خانۂ دل جل کے خاکستر — اگر ایسے ہی گرمی تب سوز محبت ہی
کیا کرتا ہی سجدے جھک کے ہر اک عاشق شیدا — تمھارا طاق ابرو ہی کہ کعبے کی زیارت ہی
اطبا نبض اگر دیکھین تو ہاتھون مین پڑے چھالے — مری ایسے ہی گرمی تپ سوز محبت ہی
تصور ان کے ابرو کا رہا کرتا ہی روز و شب — ہمارے خانۂ دل ہی مین کعبہ کی زیارت ہی
بڑھاپے مین کرا ہو دل یاد خالق چھوڑ دو غفلت — نسو اب صبح پیری آگئی وقت عبادت ہی
رہا کرتی ہی بیخوف و خطر دن رات ندو نین — یہ دختر رز بھی ای ساقی بڑی مردانہ عورت ہی
نہ دیکھا خندہ زن ہوتے کسی نے شیشۂ ساعت — ہنسی کیا خاک آئے جب بھری دلمین کدورت ہی
نہین آتی ہی گو مین منتین کرکے بلاتا ہون — اجل کو میرے ظلمت خانے سے کچھ ایسی دہشت ہی
تمھاری تلخ باتین بھی ہمین ہین گھونٹ شربت کے — لب شیرین مین گویا جان شیرین کی حلاوت ہی
لکھا کرتا ہون شعر اونکے لب شیرین کی حسرت مین — مرا دیوان کب ہی یہ کتاب چار شربت ہی
لگاتی تیری آنکھون کو نظر بینا اگر ہوتی — کیا نرگس کو نابینا خدا کی عین حکمت ہی

تصور مین بھی پاس اوس شوخ کے ہم جا نہین سکتے
تپ فرقت کی بیماری مین یہ ضعف و نقاہت ہی

دل زخمی ہوا بیتاب سنکر حسن کی شہرت
ترا شور ملاحت کیا نمک پاش جراحت ہی

١٣٢ ادیب اک اور پڑھتا ہون غزل جوہر شناسو مین
مرے اشعار وہ موتی ہین جنکی داد قیمت ہی ٢٠

دل ناداں کو اپنے کس ستمگر سے محبت ہی
نہ دلمین رحم ہی جسکے نہ آنکھونمین مروت ہی

نہین اسکے برابر نعمتون مین کوئی نعمت ہی
کوئی ڈلسے مرے پوچھے جو غم کھانے مین لذت ہی

شب فرقت مین مونس پاس ہی ہمدم مصیبت ہی
مرا ہمدرد درد دل مری غمخوار حسرت ہی

شب مہ ہی چمن ہی می ہی بے اغیار صحبت ہی
اگر ایسے مین بھی وہ گل نہ آیا تو قیامت ہی

بلا کی شوخی آنکھونمین قیامت کی شرارت ہی
کرشمہ قہر ہی غمزہ غضب ہی عشوہ آفت ہی

ہمارے قتل سے قاتل نہین انکار کرسکتا
گواہی کو ہر اک موے تن انگشت شہادت ہی

نہین چھپتا چھپانے سے بھی اسرار دل کسی صورت
بدن مین اوس سراپا نور کے ایسی لطافت ہی

نہ تھی امید چرخ تفرقہ پرداز سے اسکی
یہ ملکر بیٹھنا احباب کا بھی بس غنیمت ہی

کسی صورت نہین کٹتی ہی کاٹے اے مہ انور
شب فرقت کی مجھکو ہر گھڑی روز قیامت ہی

نہ پوچھو کیون خجل سمجھتا ہون اپنی زندگانی سے
فراق یار مین جیتا رہا اسکی ندامت ہی

بھلا اوس بت گمان سے کیا ہو امید وصال اے دل
ہمارے شکر کرنے کو جو کہتا ہی شکایت ہی

تمھارے دلمین پیار آتا ہی جب اٹھتی ہین چار آنکھین
ہوا معلوم ہم سے آنکھون دیکھے کی محبت ہی

نہ آیا کوئی بھی بعد فنا آنسو بہانے کو
ہمارے حال پر گریان فقط اک شمع تربت ہی

نکلتا دم نہین آکر لبون پر ناتوانی سے
مریض ہجر کو ایسا ہی کچھ ضعف و نقاہت ہی

بہاکرتے ہین آنسو شام سے تا صبح محفل مین
یہ دل مین شمع کے سوز محبت کی حرارت ہی

دوان ہون سوے مقتل سرکف مین قتل ہونے کو
مجھے اللہ اکبر کس قدر شوق شہادت ہے

بنایا آدم خاکی کا پتلا جب کہ خالق نے
فرشتون نے کہا کیا دلربا مٹی کی مورت ہے

فلاطونیون کا بھی نہ کہاے کیمیا انسان
جو اپنے سونے کے ٹکڑے ہین تو سمجھے انکو نعمت ہے

[illegible]سنون کا بوجھ سر سے ہی دھڑی کا بوجھ ہی مسّی
ذرا دیکھو تو چشم و لب مین اونکے کیا نزاکت ہے

۱۳۳ ۲۰

ادیب آتا ہے رونا یاد وہین یاران فتنہ کی
نہ جوہر ہین نہ نادر ہین نہ اب وہ بھی وہ صحبت ہے

وصل مین چلاتے تھے مرغ سحر کل شام سے
ہجر کی شب سو رہے ہین آج سب آرام سے

ہو سخن آرا وہ اوس غنچہ دہن کے نام سے
جو زبان اہی شاعر و جاتی رہی ہو کام سے

وصل کی شب اپنی پھر کیونکر کٹے آرام سے
بھور چلا کرے مرغ سحر جب شام سے

بزم مین ہر اک چھکا ہی بادہ گلفام سے
خاص ہم محروم ہین ساقی کے فیض عام سے

گوشہ نشین رہتی ہین ایسی گردش ایام سے
خواب مین بھی ہمکو نیند آتی نہین آرام سے

فکر دنیا ایک کو ہی دوسرے کو فکر حشر
ایک کی کٹتی نہین اس دہر مین آرام سے

حسب وعدہ خوب آئے شب کو تم اے رشک ماہ
صبح تک اختر شماری ہمنے کی کل شام سے

لذت مے کی اگر مجھ رند سے سنلین صفت
توڑ ڈین زاہد اپنے روزے بادہ گلفام سے

رنج فرقت کے تصور سے کٹی آنکھون مین رات
وصل کی شب بھی نہ سوئے ہم کبھی آرام سے

باغ عالم مین ہو وہ نازک بدن ایسی گلرخو
کان اپنا گل پکڑتے ہین تمھارے نام سے

چار آنکھین ہوتے ہی میخانہ مین ایسی میکشو
چشم مردم مست ہو جاتی ہی چشم جام سے

ایسے ہم [illegible] دوست ہین اس [illegible]
[illegible] پاتے ہین لذت او رنج آرام سے

[illegible]
آج تو مجھ [illegible] کی کٹتی ہی خوب آرام سے

صدمہء عشق سے دل پک گیا ہی اسقدر
منہ کو آتا ہی کلیجا عاشقی کے نام سے

کیا مریض اچھا ہو یارب اوس لب جانبخش کا
خود مسیحا جسکے ہون بیمار بے آرام سے

ہر گھڑی ہر دم ہو جب فکر سفر ہر ایک کو
کیا سر اے دہر مین کوئی رہے آرام سے

صندلی رنگ ایک بھی لبریز ہو جب بزم مین
کیون نہو ویران سر رندون کو دور جام سے

دیدۂ مخمور ساقی کے تصور مین مدام
رات دن آنکھین لڑی رہتی ہین چشم جام سے

عہد پیری کی عبادت چاہیے وقت شباب
صبح کے چلنے کا کر سامان اول شام سے

۱۳۴ اک زمانہ کو ہی سودا زلف جاناں کا ادیب ۱۹
مومن و کافر کو ہی الفت دلی اس لام سے

زندون مین امی خضر وہ بڑا نام کر گئے
مرنے سے پہلے جو کہ محبت مین مر گئے

مین کیا کہون کہان سے تیر نظر گئے
سینے کو توڑ کر مرے دلمین اوتر گئے

جو لوگ عشق عارض گلگون مین مر گئے
جنت کو باغ دہر سے وہ بے خطر گئے

بوسہ جو مل گیا لب جان بخش کا ہمین
اغیار فرط رشک سے بے موت مر گئے

منظور جب ہوا کہ نہ دیکھین اونھین رقیب
ہم خاک ہو کے دیدۂ اعدا مین بھر گئے

لکھی صفت غزل مین جو دندان یار کی
گویا زمین شعر مین موتی بکھر گئے

باد خزان کے ظلم سے کھلتا نہین حیف یہ
رونق چمن مین جن سے تھی وہ گل کدھر گئے

صندل کو گھسکے سر مین لگانا ہی درد سر
جب سر گیا تو جان لو سب درد سر گئے

گویا اونھون نے پائی ہمیشہ کی زندگی
تیرے لبون کے عشق مین جو لوگ مر گئے

جب سمجھے گوش یار سے ہی اپنی آبرو
کانون مین بہر حلقہ بگوشی گہر گئے

کچھ غم نہین ہی قتل کا لیکن یہ رنج ہی
قاتل کے میرے خون مین کیون ہاتھ بھر گئے

ممکن نہین تحمل بار اس قدر کرے
گیسوے مشکبیز کمر پر اگر گرے

کیونکر نہ ہم کہین کہ ہو جھوٹو تمکے بادشاہ
تم وعدہ کرکے ای شہ خوبی مکر گئے

بحر جہان مین ایک ہی دم کا رہا قیام
مثل حباب ہم ادہر آئے اودہر گئے

آسان ہو گئی اونھین ملک عدم کی راہ
ہمراہ اپنے لیکے جو زاد سفر گئے

اک خانہ باغ خانۂ مرقد اونھین ہوا
جو لیکے قبر مین گل داغ جگر گئے

جانے سے اہل بزم کو ہوجائیگا جنون
تم گھر گئے تو دیکھوگے لاکھون کے گھر گئے

رسوا ہوے جہان مین بدنام خلق ہین
جھنڈے بہر چڑھے وہ جو تیر دلسے اتر گئے

۱۳۵ اک اور بھی غزل پڑھو اسطرح مین ادیب ۱۸
سننے سے اہل بزم کے گوکان بھر گئے

وہ صدمے ہجر یار کے ہم پر گزر گئے
زندہ ہین اور جان رہے ہین کہ مر گئے

مشہور نام چاہنے والون مین کر گئے
ہم گرکے اونکے چاہ زنخدان مین مر گئے

پائے نگاہ یار کے صدمے سے گر پڑے
ہم ناتوان جب کبھی پیش نظر گئے

جانباز ہم سے بڑھکے نہوگا جہان مین
تیغ نظر کے سامنے سینہ سپر گئے

دیکھی جو یار کے در دندان کی آب و تاب
شرمندہ ہوکے بطن صدف مین گہر گئے

یارب کہان تلاش کرون جاؤن کسطرف
ہر دم تھے جو کہ پاس وہ ہمدم کدھر گئے

مثل حباب آئے تھے دم بھر کو ہم ابھی
مانند موج بحر جہان سے گزر گئے

چوٹی کے بال ہونگے نزاکت سے اک وبال
موے میان پر اونکے اگر بال بھر گئے

صحن چمن مین جاکے جو بیٹھا وہ رشک گل
مٹھی مین غنچے لیکے نچھاور کو زر گئے

گھر بھی چھٹے جگر بھی چھدے آبرو
کانون سے اوسکے کانٹے لیکن گہر گرے

دیکھا جب اونکو نامہ بروں سے بھی ہی حجاب
پاس اونکے لیکے آپ ہم اپنی خبر گئے

افسردہ خاطری سے نہ ہم ٹھہرے دہر مین
مانند برق آئے مثال شرر گئے

ای بحر حسن حسن پر اتنا نہ کر غرور
دریا تو ایسے سیکڑون چڑھکر اوتر گئے

قاتل کے ہاتھ سے ہمین اللہ رے شوق قتل
مقتل کو اپنے سر سے کفن باندہ کر گئے

گریان مثال شبنم و خندان برنگ گل
باغ جہان مین ہم ادھر آگئے ادھر گئے

اللہ رے ظرف کوزے مین دریا سما گیا
کونین کے غم آکے مرے دلمین بھر گئے

اک سادگی مین اونکی ہزارون بناؤ ہین
لاکھون کے گھر بگڑ گئے جب وہ سنور گئے

۱۳۶

اون شاعرون کا شکر بجالا تو ای ادیب
بزم سخن مین جو کہ تری ہجو کر گئے

۲۵

نگاہ شوق کی ہم دوربین سے
کیا کرتے ہین دید اونکی یہین سے

فروزان کیون نہو افشان جبین سے
چمک ذرون مین ہی مہر مبین سے

لگی جسنے محبت اوس حسین سے
اوسے سمجھو گیا دنیا و دین سے

ملائی ہانمین ہان جب ہنسکے پرسون
تب اوس بیرحم نے کی ہان نہین سے

لب شیرین سے کر بیٹھے کنارا
مزہ پاکر لب نان جوین سے

جو پوچھا آب اشک آتش افشان
تو دھوئے ہاتھ ہمنے آستین سے

دوبارہ پڑھ نماز ایسی کہ مٹ جائے
نشان سجدہ ای زاہد جبین سے

جو دشمن ہو تو اوسکو بھی بچاتا
خدایا یار کی چین جبین سے

تمہاری تلخ باتین بھی ہین میٹھی
لب شیرین ہین شیرین انگبین سے

یہ خوش ہین وصل سے اوس سیمتن کے
خزانہ مل گیا گویا کہین سے

دل بیتاب یہ تڑپا لحد مین ۔ کہ باہر آگئے مرے زمین سے
پری کی جامہ دری دست جنون نے ۔ جدا دامن ہی کو سون آستین سے
نوالہ موتیون کا دے اگر غیر ۔ نہین خوب اپنی وہ نان جوین سے
ادائے جور و طرز دلستانی ۔ قضا سیکھی تری چین جبین سے
سنین حورین جو وصف گوے جانان ۔ نکل بھاگین ابھی خلد برین سے
وہ آنکھین ہین کہ وحشو کا دیکھے کاجل ۔ چورالین دیدۂ آہوے چین سے
خداوندا وہ آنکھین کر عنایت ۔ کہ دیکھین یار کو بیٹھے یہین سے
عذاب اونکی گلی مین گو ہین لاکھون ۔ مگر تسکین دل بھی ہی وہین سے
وہ ایسے خوش ہین میرے دلکو لیکر ۔ پڑا پایا ہی گویا کچھ کہین سے
برائی سے کیا کرتا ہی آگاہ ۔ مجھے الفت نہو کیون عیب بین سے
کیے وہ سجدے سنگ آستان پر ۔ کہ پتھر گھس گیا میری جبین سے
عجب کیا ہی جو قصر چرخ جلجاے ۔ ہماے سوز آہ آتشین سے
پری نے طرز جادو سامری سے ۔ اوڑایا تیری چشم سرمگین سے
یہ رگڑین ایڑیان فرقت مین ہمنے ۔ کہ پانی تک نکل آیا زمین سے

١٣٧ ۔ ٢٤

ادب آگئی ہی پیری میکشی چھوڑ ۔ تعلق کر کے کچھ تقوی و دین سے

نالے جو زور پر مری فرقت مین آئینگے ۔ بارہ دری برج فلک کی گرائینگے
اے بت بلا طلب نہ ترے پاس آئینگے ۔ ہم تو نہ بے بلائے خدا کے بھی جائینگے
اے یار خاک پا جو تری دیکھ پائینگے ۔ مانند سرمہ آنکھون مین اپنی لگائینگے

پھولوں کے گل یہ تیری محبت میں کھائیں گے
گلدستہ اپنے ہاتھ کو اس گل بنائیں گے

ہنگام شب جو خواب میں تشریف لائیں گے
وہ آ کے بخت خفتہ ہمارا جگائیں گے

اے دل کسی کے جب برے ایام آئیں گے
جو خضر راہ ہیں وہی رستہ بتائیں گے

جسدم دکھائیں گے دردندان کی آب و تاب
مٹی میں آبرو وہ گہر کی ملائیں گے

وہ حال زار ہے کہ سنیں گے جو سنگ دل
آنکھوں میں اونکے اشک ابھی ڈبڈبائیں گے

دست جنون سے ایسی اوڑائیں گے دھجیاں
اک کوس دور جیب کے دامن سے پائیں گے

سیلاب اشک ہجر میں اپنا اگر بڑھا
رتبہ گھٹا کا دیدۂ گریان گھٹائیں گے

وہ زندبادہ کش ہیں جب اوٹھیں گے اپنے ہاتھ
میخانے پر دعا سے مری ابر چھائیں گے

جور و ستم میں دور سمجھتا ہے آپ کو
اک دن ہم آسمان کو نیچا دکھائیں گے

افسوس ہاں نہ دیتے ہیں جو آج پیار سے
کل قتل کا مرے وہی بیڑا اوٹھائیں گے

دھڑکے سے صبح کے نہ ہمیں نیند آئیگی
مرغ سحر جو وصل کی شب غل مچائیں گے

سیراب تشنہ کام نہ ہونگے کسی طرح
جب آپ تیغ زخم ہمارے چرائیں گے

دل پک گیا ہے عشق کے صدموں سے اسقدر
تا زیست اب کسی سے نہ ہم دل لگائیں گے

مانند نقش پا نہ اوٹھیں گے کسی طرح
نظروں سے اپنی آپ جو ہم کو گرائیں گے

جور و ستم نہ کیجیے جانے بھی دیجیے
کیوں آپ ہم ستائے ہوؤں کو ستائیں گے

روتوں کو سوز غم سے نہ اپنے جلائیے
پانی میں آپ آگ بھلا کیوں لگائیں گے

نالے کریں گے شور و غل ایسا فراق میں
خواب عدم کے سوتے ہوؤں کو جگائیں گے

روئیں گے جب کہ قامت بالا کی یاد میں
نالے ہمارے عالم بالا کو جائیں گے

سیراب کب کریں گے وہ مجھ تشنہ کام کو
یارب مری لگی کو وہ کس دن بجھائیں گے

بیٹھے ہین پاس چین پہ ہی دھڑکا مگر یہ ہی | وہ اوٹھکے مثل درد مرا دل دکھا گئے

١٣٨

وعدے کے وقت اوٹھکے قیامت ہی ہو گئے اب
اوپر کے دل سے یار کا کہنا کہ آئین گے

٣١

عشق وہان تنگ نے یہ گم کیا مجھے | ملتا نہین تلاش سے اپنا پتا مجھے
جسدن فراق تجھسے ہوا ہی ڈرا مجھے | اوس روز کو تو زندہ نرکھے خدا مجھے
مین ہون مریض عشق قضا ہی شفا مجھے | بڑھکر نہین ہی زہر سے کوئی دوا مجھے
اسیختین نہ وصل سے ہو کیون غنا مجھے | ہی جب کہ تیری خاک قدم کیمیا مجھے
بھٹکا جہان مین نہ کہین بھی پتا چلا | تھی جسکی جستجو وہ یہین ملا مجھے
تقدیر آزمانے کو جاتا ہون بزم مین | دیکھون وہان غیر کو دیتے ہین یا مجھے
سب پہ کرم ہی ظلم فقط میرے ساتھ ہی | بڑھکر ہی رحم سے بھی تمھاری جفا مجھے
شرمندہ ہون کہ زندہ رہا کیون فراق مین | آتی ہی منہ دکھانے سے اپنے حیا مجھے
مین جانتا کہ زندہ جاوید ہو گیا | ملتا جو بوسہ لب معجز نما مجھے
گم ہو گئے چورا کے بدن وہ حجاب سے | بھائی نہین وصال مین ایسی حیا مجھے
تا صبح شام سے مری رہتی ہی یہ دعا | فرقت کی شب کا منہ نہ دکھائے خدا مجھے
دل نعمتون سے سارے زمانے کے بھر گیا | غم کھانے مین ملا ہی کچھ ایسا مزا مجھے
آتا ہی روز دیکھنے وہ غیرت مسیح | بیمار مین رہون نہ یارب شفا مجھے
موئے میان ہی میرے لیے اک وبال جان | زلف سیاہ یار ہی کالی بلا مجھے
ای شاہ حسن مرتبہ شاہی کا مل گیا | کہتے ہین جب سے تیرے گدا مجھے
پانون تک اوس نگار کے ہو جاتی دسترس | کیون تو نے ای خدا نہ بنایا حنا مجھے

ای شاہ حسن جب سے ترے در کا ہون گدا
بڑھکر ہی تخت شاہ سے بھی بوریا مجھے

یا رب او واس سینہ مین رہتا ہی دل بہت
ملجائے دل لگی کو کوئی دلربا مجھے

جو چیز جس کو چاہیے وہ اوسکو دی گئی
تم کو جفا ازل سے ملی ہی وفا مجھے

مین ہون وہ ناتوان کہ آنے لگی جو نیند
جھوکا ہوا کا نیند کا جھوکا ہوا مجھے

صیاد کے ستم کی کوئی انتہا بھی ہی
پر کاٹ کر قفس سے کیا ہی رہا مجھے

اندیشہ دزد کا ہی نہ کچھ خوف کہنگی
کیا ہی برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

منجدھار مین ہون اور نہ یاور نہ غمگسا
کچھ غم نہین خدا ہی مرا ناخدا مجھے

مشتاق دید صورت موسی کھڑا ہون مین
ای بت دکھائے جلوہ برائے خدا مجھے

مین اور تیری بزم مین دیکھون رقیب کو
وہ دن تو آنکھون سے نہ دکھائے خدا مجھے

شاید کہ میرے دل کے چرانے کی گھات ہی
چوری سے دیکھتا ہی وہ دزد حنا مجھے

گویا کہ بوسہ ملنے سے عمر ابد ملی
لب یار کے ہین چشمۂ آب بقا مجھے

بیٹھا ہون جب کہ سایۂ دیوار یار مین
در کار پھر ہو کس لیے ظل ہما مجھے

مثل حنا جہان مین ہوتا مین سرخرو
ملتے جو چومنے کو ترے دست و پا مجھے

ہر دم بزبان حال سے کہتا ہی یہ حباب
بحر فنا مین ہی کوئی دم کو بقا مجھے

۱۳۹ لکھی جو ای ادیب غزل وصف یار مین
بزم سخن مین کہتے ہین سب مرحبا مجھے ۳۹

اونکے ابرو کو ذرا جنبش اگر ہو جائیگی
دیکھنا دنیا ادھر کی پھر ادھر ہو جائیگی

رونے پر آمادہ جبدم چشم تر ہو جائیگی
سیل آب اشک بڑھکر تا کمر ہو جائیگی

گو تھی سخت سے یہ مختصر ہو جائیگی
وصل کی شب خال شبگون ای قمر ہو جائیگی

دونون رخسارونمین جا کل زلف اگر ہو جائیگی
صاف ظاہر صورت شق القمر ہو جائیگی

ذرہ نا چیز ہون ہو جاؤنگا مہر اے قمر
مہربانی آپ کی مجھپر اگر ہو جائیگی

خاک پا اوس گل کی گلگونہ بنا مینگے اگر
رونق رخسارۂ شمس و قمر ہو جائیگی

جب دُرِ دندان دکھائینگے تمھارے آب و تاب
خلق مین طغیانی آب گہر ہو جائیگی

ہے اندھیرا خلق مین جب ہی منھ پر ہو سے
زلف شبگون رخ سے ہٹتے ہی سحر ہو جائیگی

اونگلیان کانونمین دینگے الامان کہکر ملک
دھوم میرے نالونکی یہ عرش پر ہو جائیگی

وصل کی شب حشر کردیگی موذن کی اذان
شور صور آوازِ مرغان سحر ہو جائیگی

صورت آئینہ قانع ہونگے جو ہین صاف دل
آب نان خشک سے اونکی گزر ہو جائیگی

ہونگے نالون سے تہ و بالا زمین و آسمان
دیکھ لینا خلق سب زیر و زبر ہو جائیگی

تو اگر آجائیگا پیش دُرِ دندان یار
آبرو مٹی تری سب اے گہر ہو جائیگی

گھس کے صندل کا لگانا بھی گران ہوگا مجھے
درد سر گویا دوا سے درد سر ہو جائیگی

مجھکو سب شاعر کہینگے موشگاف نکتہ بین
جب میان شعر توصیف کمر ہو جائیگی

جوش پر آجائیگا جسوقت بحر حسن یار
ناف اوس دریائے خوبی کی بھنور ہو جائیگی

کم نصیبی سے شب وصل ایسی ہوگی مختصر
زلف سے جب رخ کو دیکھینگے سحر ہو جائیگی

آج بھی شب کو نہ آؤگے جو اے رشک قمر
ہمکو تارے گنتے گنتے پھر سحر ہو جائیگی

لاغری و ناتوانی میری کھلجائیگی صاف
جب کہ فکر بندش موئے کمر ہو جائیگی

پا برہنہ سر کھلے مین رکھتے ہین سودائے زلف
زندگی اپنی اسی صورت بسر ہو جائیگی

قائل جامہ دری تب ہونگے اے دست جنون
جیب سے دور آستین جب کھینچ کر ہو جائیگی

روز نوروز اور شب ہوگی شب قدر اے قمر
عید آجانے سے تیرے میرے گھر ہو جائیگی

آج اگر شب کو نہوگا وعدہ ایفا ای قمر
تکتے تکتے سوے در ہم کو سحر ہوجائیگی

بھیک کی روٹی اگر تم دوگے اپنے ہاتھ سے
مجھ گدا کو قرص خورشید سحر ہوجائیگی

جسکو منظور نظر ہوگی تری چشم اوس پر
روتے روتے عمر سب اوسکی بسر ہوجائیگی

سینہ پر دست حنابستہ اگر رکھدوگے تم
سرد اپنی آتش داغ جگر ہوجائیگی

نشہ مین میخانہ سے باہر نہ نکلا جائیگا
موج مے مجھ مست کو زنجیر در ہوجائیگی

تم اگر کھولوگے جوڑا وصل کی شب پیچ کے
بوے عنبر سارے مین پچھلے پہر ہوجائیگی

عشق کی منزل مین اوٹھنا بیٹھنا ہوگا محال
ضعف سے بار گران گرد سفر ہوجائیگی

دل مین چبھکر دیگی وہ رگ رگ جان کو خلش
نوک مژگان مجھکو نوک نیشتر ہوجائیگی

حال رونے کا غزل مین جب کرونگا مین رقم
خشک اگر ہوگی زمین شعر تر ہوجائیگی

جان کے جانے کا پھر قطعاً نہوگا مجھکو خوف
خنجر مژگان سے جب قطع نظر ہوجائیگی

کرکے زخمی تو جو ای قاتل چھڑکیگا نمک
الضاعف لذت درد جگر ہوجائیگی

بخت بھی برگشتہ ہوگا اوس سے پھر جائیگی خلق
جس کسی سے آپکی ٹیڑھی نظر ہوجائیگی

سب مین سہرا سربلندیکا بندھیگا میرے سر
جب کبھی مجھسے مہم عشق سر ہوجائیگی

تیری پامالی سے اپنی سربلندی جانکر
چاندنی فرش آکے ای رشک قمر ہوجائیگی

وصل کا ہونا ہی کیا مشکل اگر تو چاہیگا
جو نہ ہونی ہوگی وہ بھی ای قمر ہوجائیگی

جب نظر سے ہوکے غائب دل چرالیگی مرا
دخت رز مجھ رند کو دزد نظر ہوجائیگی

١٤٠ — ٢٦

داد ملجائیگی گویا غزل کی ای ادیب
اہل جوہر کو پسند اک بیت اگر ہوجائیگی

چمن ہی ابر ہی مے ہی بغل مین یار جانی ہی
دلی امید حاصل ہی خدا کی مہربانی ہی

خموشی مین او سے لطف بہار زندگانی ہی
برنگ غنچہ جس منہ مین زبان بیزبانی ہی

فراق یار مین اسطرح زور ناتوانی ہی
کہ جان زار کا لب پر بھی آنا سرگرانی ہی

بلاشک مسکن شادی وغم یہ دار فانی ہی
کہین غل شادمانی کا کسی گھر نوحہ خوانی ہی

یہ کیا ای مشفق من یک قلم نامہربانی ہی
نہ کوئی خط نہ قاصد ہی نہ پیغام زبانی ہی

ضعیف و زار ایسا ہون کہ مرجانا بھی ہی مشکل
لبون پر جان آسکتی نہین یہ ناتوانی ہی

لب رنگین کی الفت مین اہو روتا ہون روز و شب
بجای آب اشک آنکھون سے اپنی خونفشانی ہی

شراب روح پرور سے ترے جیتے ہین ای ساقی
مئی جان بخش ہم مستون کو آب زندگانی ہی

دکھے سنگین دلون کا دل سنین پر درد اگر قصہ
ابھی آنکھون سے نیند اوڑجاے وہ اپنی کہانی ہی

وسی دن سے پھری ہی چشم سب احباب کی ہمسے
تری جس روز سے ای جان جان نامہربانی ہی

ثبات اک دم نہین ہی اپنی نظرونمین کسی شی کو
فلک کو ہم سمجھتے ہین حباب بحر فانی ہی

وہ بلبل ہون کہ قابل رحم کے ہی حال زار اپنا
کٹے ہین پر قفس مین ہون نہ دانا ہی نہ پانی ہی

لکھا کرتا ہون اثبات دہان تنگ کے مضمون
وہ شاعر ہون کہ مجھپر ختم گویا غیبدانی ہی

نہ کھانا بھول کر بھی ای ہما تو استخوان میرے
سگان کوے جانان کی مرے گھر میہمانی ہی

شباب ای پیر گردون کس قیامت کا ترا ہوگا
بڑھاپے مین تو تجھمین اسقدر زور جوانی ہی

تعجب ہی کہ جیتے ہین نفس کی آمد و شد سے
ہوا کے جھونکون سے روشن چراغ زندگانی ہی

پڑے ہین آبلے چلنے سے چلتی پاؤن ہین اپنے
زمین کوے جانان کی تہ ہمنے خاک چھانی ہی

اوٹھاتا صدمہ ہجران وبال جان ہی جینے مین
فراق یار مین مرنا حیات جاودانی ہی

ترے کوچے مین بیٹھے ہین مثال نقش پا جم کر
نہ جائینگے کہین اوٹھکر یہی اب دلمین ٹھانی ہی

بلاشک جان دیتا ہی وہ ہوتا ہی جسے سودا
تری زلف سیہ ہی یا بلاے ناگہانی ہی

محبت ہوگئی ہی قامت موزون کی جبدن سے
دم گلگشت سولی مجھکو سرو بوستانی ہی

چورا کر ہاتھ سے چھلا چورا یا نقد جان میرا
ترا دزد حنا کیا دزد شمع زندگانی ہی

نہ موت آتی ہی فرقت مین نہ وہ بیرحم آتا ہی
نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ادھر مین زندگانی ہی

لبون پر دم ہی اوٹھ سکتے نہین صدمے جدائی کے
اجل آئے جو دم بھر کو نہایت مہربانی ہی

ہمارے زخم بدن سب خندہ زن رہتے ہین اے قاتل
تری تلوار کا رومال جب سے زعفرانی ہی

۱۴۱

فسانہ امیر اوپ اپنا نہوگا ختم اک شب مین
مرا قصہ نہین ہی الف لیلہ کی کہانی ہی

۳۲

بہے اشک لیے اپنی چشم تر سے
ہوا آب سرشک اونچا کمر سے

جو کچھ الفت ہی تو اوس سیمبر سے
مجھے نفرت ہی مال و سیم و زر سے

ہوے یہ زار ہم عشق کمر سے
نظر کی طرح غائب ہین نظر سے

سراپا سوزش دل نے جلایا
لگی ہی آگ اپنے ہی گھر سے

خط شوق اسقدر لکھ لکھکے بھیجے
مشابہ گھر ہی اونکا ڈاک گھر سے

خدا جانے سفر در پیش کب ہو
بندھا توشہ رہے ہر دم کمر سے

مگر ملک عدم کے پار نکلی
ہوئی زلف رسا نیچی کمر سے

کہین سمجھے سب کہ ہی خورشید محشر
ہٹا پھاہا اگر داغ جگر سے

نہ آیا وصل کی شب بھی ہمین چین
دھڑکتا دل رہا خوف سحر سے

بجا گھڑیال جب صبح شب وصل
لگی اک چوٹ سی لیکن جگر سے

وہ میکش ہون دعا لیے جو مانگون
ابھی میخانہ پر ابر آکے برسے

نہین کونین مین اوسکا ٹھکانا
گرا ہی یار جو تیری نظر سے

نہوگا عشق مژگان ترک کبھی بھی
اگر تیرون کا ہم پر مینہ برسے

جہان بیٹھے وہین مسکن ہی اپنا
کہ ہین خانہ بدوش آزاد گھر سے

کرون تیرا کہان تک شکر یا رب
دیا ہی مجھکو سب کچھ اپنے در سے

مثال نقش پا بیٹھے ہین جم کر
کہان اب جائین اوٹھکر تیرے در سے

خوشا قسمت نہ ہے تقدیر اوسکی
کبھی جو سر نہ سرکا اوسکے در سے

تعجب کیا ہی قصر چرخ جلجائے
ہماری آہ سوزان کے شرر سے

نہ صندل ہی گھسنے کا بکھیڑا
گیا سر چھٹ گئے ہم درد سر سے

ہوا غصہ بہت وہ رشک خورشید
جب اوسکے رخ کو دی تشبیہ قمر سے

جو ہین نور ہین اونکے چاند سورج
چمک مین بڑھکے شمس و قمر سے

قیامت ہی عدو کو اوسکا ہو وصل
مرا دل پھٹنے کو ہی جسکے ڈر سے

پری نے طرز اور آہو نے شوخی
اوڑائی تیری چشم فتنہ گر سے

جب آئی فصل گل دست جنون سے
گریبان پھاڑ ڈالا ہم نے کمر سے

چھپائین راہ مین ہم جسکی آنکھین
وہی دیکھے ہمین ٹیڑھی نظر سے

شب وعدہ کٹی ہی جاگتے ہین
پلک جھپکی نہین ہی رات بھر سے

کہان جاتا ہی تو او ناوک یار
ادھر آ خانۂ دلمین جگر سے

کڑی منزل بہت ہی دیکھین کیا ہو
نہین کچھ پاس ہی زاد سفر سے

ہر اک کے رشتۂ الفت کو اب توڑ
ادھر سے قطع کرکے جوڑ اودھر سے

شب فرقت کی بیتابی کہون کیا
ق
یہی ہی حال بیمار رات بھر سے

کبھی یہ پہلو اوس پہلو سے بدلا
کبھی تکیہ ادھر رکھا اودھر سے

۱۴۲ — ۳۴

دلی امید برآئی ہی شاید
ادیب آج آتے ہو خوش خوش ادہر سے

بخت خفتہ جگے بیدار ہو قسمت اپنی
خواب مین وہ جو دکھادین ہمین صورت اپنی

صدمہ ہجر مین ہی موت سی راحت اپنی
تلخ فرقت مین ہی جینے کی حلاوت اپنی

ایسے بیدرد پر آئی ہی طبیعت اپنی
ہی غنیمت جو بچے جان سلامت اپنی

بادہ خوار و نمین زمانے کے ہی عزت اپنی
خدمت پیر مغان سے ہوئی عظمت اپنی

رنج فرقت سے دگرگون ہوئی حالت اپنی
غم کی تصویر بنی ہجر مین صورت اپنی

سمجھین دوزخ کو ترے حکم سے ہم جنت
تو جو ذلت بھی ہمین دے تو ہی عزت اپنی

قتل عشاق ہی جس شوخ کے مذہب مین ثواب
اوس جفاکیش پہ آئی ہی طبیعت اپنی

کسطرح دیکھیے ہوتا ہی مرا اوسکا نباہ
تندخو یار ہی نازک ہی طبیعت اپنی

کہکے اک بات بری کیون سنین ناخوش باتین
یہ مثل سچ ہی کہ ہاتھ اپنے ہی عزت اپنی

پانوں پھیلائے پڑے چین سے ہم سوتے ہین
خانہ عیش سے کچھ کم نہین تربت اپنی

ملتے ہین ہم کف افسوس پئی نقد شباب
وائے تقدیر کہ گم ہو گئی دولت اپنی

اثر جذبہ الفت کو ہم اوسدم مانین
یار کے دلمین سمائے گر جو محبت اپنی

جائیے دیکھ لیا ہی یہ دکھانیکی فقط
آپ ہنسنے دین بس اب ہی عنایت اپنی

آتش عشق نے جسد کو سراپا پھونکا
شمع کی طرح ہوئی رونیکی عادت اپنی

صدمہ سوز تب غم جو اوٹھاتا ہی کبھی
جان جانے کو سمجھتا ہی وہ صحت اپنی

اہی طبیبو ہی مرض مجھکو تب فرقت کا
ہو گی عناب لب یار سے صحت اپنی

روز آتا ہی عیادت کو مرے گھر وہ مسیح
عمر بھر مجھکو نہین چاہیے صحت اپنی

الامان نار جہنم کے بھی منہ سے نکلے
ہم دکھانے یہ اگر آئین حرارت اپنی

جانے پھر آپ کو ہر چیز سے بڑھکر ناچیز
سمجھے انسان اگر دل مین حقیقت اپنی

غم غلط کرنے کو مل بیٹھتے ہین اہل سخن
سچ جو پوچھو تو غنیمت ہی یہ صحبت اپنی

آتش رشک سے خورشید قیامت جل جائے
داغ دل اپنے دکھائین جو حرارت اپنی

ضعف سے جان لبون پر بھی نہین آسکتی
بڑھ گئی ہی تب غم مین نقاہت اپنی

کیا قیامت ہی کسی طرح نہین کٹتی ہی
بڑھ گئی حشر کے دن سے شب فرقت اپنی

تیری دیوار کا سایہ جو ہو پرتو افگن
ای شہ حسن ہما سے سمجھے سعادت اپنی

ایک تھا سایہ جو ہمدم نہین اوسکا بھی پتا
تیرہ و تار ہی ایسی شب فرقت اپنی

پیتے ہین ہم مئی جان بخش ہی زاہد محروم
اوسکی تقدیر بری اچھی ہی قسمت اپنی

روز آنکھون مین لگاتے ہین مثال سرمہ
خاک پا سے تری بڑھتی ہی بصارت اپنی

منتظر شام سے تیرے رہے ہم تا بسحر
آج آنکھو نہین کٹتی ہی شب فرقت اپنی

ایک دم بیٹھ کے وہ ہوگئے جانے کو کھڑے
جب کہا مین نے یہ کیا بولے طبیعت اپنی

بعد میرے نہین جب کوئی بھی ملتا غمخوار
قبر پر آکے بہت روتی ہی حسرت اپنی

دیکھو ای میکشو ہشیار کہ میخانے سے
شیخ دستار نہ لیجائے سلامت اپنی

کچھ نہ شیخی چلی اوس بت کو کیا ہی سجدہ
شیخ جی سب کو دکھاتے تھے مشیخت اپنی

سن کے ہوتا ہی ملول اور وہ رو دیتا ہی
جس سے کہتا ہون شب غم کی مصیبت اپنی

دیدہ غور سے دیکھا تو یہ معلوم ہوا
فی الحقیقت نہین کچھ بھی ہی حقیقت اپنی

یہ لب بام سے اوس شوخ کے آتی ہی صدا
عرش اعظم سے بہت بڑھ گئی رفعت اپنی

سر جھکائے کھڑے مقتل مین ہین پیش قاتل
تیغ خم گشتہ ہی محراب عبادت اپنی

۱۴۳ صدمہ سوز تب غم کا یا وٹھایا ہی ادیب
جان جانے کو سمجھتا ہون صحت اپنی ۱۴

طویل ایسی زلف رسا ہو گئی | کہ عمر خضر سے سوا ہو گئی
چھپا کرتی ہی محتسب سے مدام | مگر دخت رز پارسا ہو گئی
کہون حال صبح شب وصل کیا | قیامت گجر کی صدا ہو گئی
گئی جان دیکھا جب انداز یار | ادا میرے حق مین قضا ہو گئی
عیادت کو آیا وہ رشک مسیح | تب غم سے مجھکو شفا ہو گئی
نہین پاتے جز نام کے ہم کہین | زمانے مین عنقا وفا ہو گئی
مریض محبت اب اچھا ہوا | کہ بیمار سے لا دوا ہو گئی
سہارا ہی ضعف پیری ہوا | مری آہ مجھکو عصا ہو گئی
مصیبت جدائی کی ایسی سہی | مری روح دم مین ہوا ہو گئی
گرا دور اوڑ کر مرا جسم زار | یہ آندھی نفس کی ہوا ہو گئی
تری چین پیشانی ای مہ جبین | مجھے موج آب بقا ہو گئی
اجل کیون نہین آتی ہی ہجر مین | مگر غرق بحر فنا ہو گئی
کیا نظم شوق شہادت کو جب | زمین غزل کربلا ہو گئی
ذرا ای ستمگار لیتا تو سوچ | جفا تیری حد سے سوا ہو گئی

۱۴۴ نہین کاٹی کٹتی ہی آئی ادیب
شب ہجر کالی بلا ہو گئی ۱۵

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہی | وصف لب کا مرے لب پہ جو سخن آتا ہی
صید کو جب وہ مرا صید فگن آتا ہی | سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہی

شب کو سونا نظر آتا ہی مجھے خواب وخیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلرو پی گلگشت چمن آتا ہی

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہاے چمن آتا ہی

کوچۂ قاتل مین یہ مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہی

ہم دکھائین جو اثر جذبۂ دل کا اپنے
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی

مین وہ وحشی ہون کہ آتے ہین جب ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی

نام کو تار کفن دست جنون سے نہ رہا
قبر پر میری عبث درد کفن آتا ہی

سن کے صیاد جگر تھام لے بیدرد اوٹھے
ہمکو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہی

شعرا ہیچمدان بنتے ہین ہوکر خاموش
چپکی لگ جاتی ہی جب ذکر دہن آتا ہی

غیب کے راز کا عقدہ نہین کھلتا ہرگز
فہم مین کسکے معماے دہن آتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل تر اوسکو
زیر پا اپنے اگر خار وطن آتا ہی

واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق اے صیاد
دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی

دل اوچھلتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کیکر
شیشۂ محفل مین اگر نشہ مین آتا ہی

شبنم انجام کو جب سوچتی ہی روتی ہی
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی

۱۳۵

کیا چھری چلتی ہی غیرون کے گلے پہ ادیب
جب مرے قتل کو وہ تیغ فگن آتا ہی

۲۱

بزم مین عارض روشن وہ دکھانے آئے
شمع کو آتش حسرت سے جلانے آئے

اپنی رخصت کا نہین حال سنانے آئے
ہان وہ روتے ہوون کو ورلانے آئے

کبھی ایفا نکیا وصل کا وعدہ تمنے
آج پھر کل کی طرح باتین بنانے آئے

بحر ہستی مین ہین انسان حباب لب جو
ایک دم کے لیے گھر کیون نہ بنانے آئے

سن کے حال دل پر درد ہوئے بیتاب
بال کھولے ہوئے وہ گھر سے بلانے آئے

بہ گیا گھل کے بدن ہجر مین سب آنکھون سے
خانۂ تن کو مرے اشک بہانے آئے

کیون نہ محفل سے پریزاد اوٹھین شرمندہ
چٹکیون مین وہ حسینون کو اوڑانے آئے

دفن کو آئے کبھی اور نہ لائے تشریف
ہائے وہ آئے تو مٹی مین ملانے آئے

وعدہ آنے کا کیا گھر سے خوش چشمون نے
راہ مین دیکھی ہم آنکھون کو بچھانے آئے

لوگون کو مجمع بحرین کا ہو جائے یقین
وہ یم حسن جو دریا مین نہلانے آئے

ای بت سنگدلی چھوڑ دو ہے سخت گناہ
کیون دل نازک عشاق دکھانے آئے

پاس بیٹھا جو مین دم بھر تو ہوئے رنجیدہ
خوش ہو غیرون سے جو وہ چھاونی چھانے آئے

صدمہ باتون سے نصیحت کی مجھے ہوتا ہے
ناصحو کیون مرے تم دل کو دکھانے آئے

نزع کے وقت کھلا پردے سے کب ہاں وہ رخ
منہ مرا جس گھڑی احباب چھپانے آئے

مسکرانے لگے غنچے تو ہوئے گل خندان
باغ مین تازہ شگوفہ وہ کھلانے آئے

شمع گریان کے سوا کون ہے ایسا دلسوز
سوز دل پر جو مرے اشک بہانے آئے

تو وہ گل ہے کہ نہ جا جو گلستان کی طرف
باغ مین باد صبا خاک اوڑانے آئے

باغ فردوس کی وہ دید کے بھوکے ترسے ہے
جو ہوا کوچۂ دلدار کی کھانے آئے

ای گل اندام اگر تو ہی نہ ہو گلشن مین
پھر چمن مین کوئی کیا خاک اوڑانے آئے

کوچۂ یار مین بیٹھے ہین قدم توڑ کے ہم
جسکو دعوا ہو اوٹھانیکا وہ اوٹھانے آئے

دشمنی دل مین ہے ظاہر مین محبت ہے ادیب
جھوٹی قسمین جو مرے سر کی وہ کھانے آئے

غافلو ہی فکر بیجا گھر بنانے کے لیے
اس سرائے دہر مین آئے ہو جانے کے لیے

منعمو کیون جان دیتے ہو خزانے کے لیے
مال و زر ہی زیست مین کھانے اوڑانے کے لیے

ہم ہوا خواہون سے لاکھون عذر آنے کے لیے
تم مگر آندھی ہو گھر غیرون کے جانے کے لیے

کھیس مین ہے یہ جو موت آئے بلانے کے لیے
جان سے حاضر ہین ہم ہی جان جانے کے لیے

ر ہی جنون گھر دوڑتا ہی کاٹے کھانے کے لیے
کیون نہ کپڑے پھاڑین ہم صحرا کے جانے کے لیے

ہو سفر در پیش اودھر کا اک زمانے کے لیے
چلدیا کوئی گھڑا ہی کوئی جانے کے لیے

ہو گیا وہ ایک ہی دم مین حباب آسا فنا
بحر ہستی مین جو آیا سر اوٹھانے کے لیے

صورت نقش قدم بیٹھے ہین کوے یار مین
ہو کسی کا منہ تو آجائے اوٹھانے کے لیے

ہو گیا تاریک نظرون مین مثال شب جہان
جب کہا صبح شب وصل اوسنے جانے کے لیے

تو ہی وہ خوش چشم جو کہدے تو تیری راہ مین
آنکھون سے آئین غزال آنکھین بچھانے کے لیے

چٹ چٹتے ہین اشعار توصیف دُر دندان مین ہم
آبرو گوہر کی مٹی مین ملانے کے لیے

کوچۂ قاتل کا کیا اللہ اکبر شوق ہی
سر کے بل جاتے ہین عاشق سر کٹانے کے لیے

تشنۂ شوق شہادت ہون لبون پر جان ہی
آب خنجر حلق مین لاؤ چوآنے کے لیے

ورنہ مشکل سے کٹا دیکھین کئے کس طرح رات
پھر شب ہجر آئی ہی آفت اوٹھانے کے لیے

خواب مین شب کو قدم رنجہ کیا اوس ماہ نے
بخت خفتہ کو مرے آیا جگانے کے لیے

کیا کرا دن کو گل و بلبل مین رنجش ہو گئی
باغ مین آئے وہ تازہ گل کھلانے کے لیے

یاد مین زلف مسلسل کی ہر اک نالہ مرا
عرش کی زنجیر جاتا ہی ہلانے کے لیے

جب سے دیکھا ہی خط پشت لب جان بخش یار
خضر و عیسی پھرتے ہین زہر کھانے کے لیے

پینے کو آب دم خنجر مری قسمت مین ہی
برچھیون کے پھل مقدر مین ہین کھانے کے لیے

کوئے جانان سے جو آیا ہون تو مردم سیر گھر
آتے ہین قدمون کو آنکھون سے لگانے کے لیے

وائے قسمت کب اوٹھائی یار نے منھ سے نقاب
نزع مین جب لوگ آئے منھ چھپانے کے لیے

روئے صافی سے ترے نادم ہی ای آئینہ رو
آئینہ کیا روبرو ہو منھ دکھانے کے لیے

وائے بیدردی کہ فصل گل مین پیش عندلیب
توڑتے ہین غنچے گلچین دل دکھانے کے لیے

وہ طلسم انسان ہی حق نے جسے پیدا کیا
جلوۂ خورشید ذرے مین دکھانے کے لیے

دیکھکر میرا دل پر داغ کہتا ہی وہ گل
خانہ باغ اچھا ہی میرے آنے جانے کے لیے

مٹھیان غنچون کی بند اچھی نہین گلزار مین
ای گلو زر ہی تو گل چھڑے اوڑانے کے لیے

چشم گریان سے بہایا ہم نے طوفان سرشک
ابر دریا بار کا رتبہ گھٹانے کے لیے

[illegible]نا اوس رزاق پر تکیہ نہو انسان کو
رزق دے کیڑے کو پتھر کے جو کھانے کے لیے

بخت برگشتہ ہمارا جب کبھی پھر جائیگا
ہم خفا ہون گے وہ آئینگے منانے کے لیے

قاتلو مقتل مین ہمکو کیون لگے اب بھوک پیاس
آب خنجر سینے کو ہی زخم کھانے کے لیے

دل دکھے ایسا کہ شب کو نیند اوڑ جائے تری
قصۂ پر درد جو بیٹھون سنانے کے لیے

آگئے ہم اوس شمع رو کے جلکے سوز عشق سے
سوز کا واسوخت پڑھتے ہین جلانے کے لیے

غیب سے گھر بیٹھے پونہچاتا ہی رازق اوسکو رزق
آسیا سا نہین پھرتا جو دانے کے لیے

ہمصفیرو ہین رہا ہونیکی سب خبرین غلط
آتے ہین صیاد بے پر کی اوڑانے کے لیے

دوستون مین سے لحد پر شمع گریان کے سوا
اک نہ آیا حیف دو آنسو بہانے کے لیے

۱۴۷ ۲۲

رزق بھی دیگا وہی پیدا کیا جسنے ادیب
التجا ہم کیون کرین منعم سے کھانے کے لیے

لکھی جب سے صفت خیر البشر کی
چمک مطلع مین ہی نور قمر کی

شب ہجر اسطرح ہمنے بسر کی
ادھر کی لی کبھی کروٹ ادھر کی

نپوچھو خانہ بربادون گھر کی
جہان جا بیٹھے غم اپنی بسر کی

ابھی تک عمر غفلت مین بسر کی
ادب اب چاہیے کچھ فکر اودھر کی

شب فرقت کی بیتابی نپوچھو
بدلکر کروٹین ہمنے سحر کی

خجل ہی گرمی خورشید محشر
حرارت دیکھنا داغ جگر کی

ہوا روشن کہ نکلا شب کو خورشید
رخ پر نور سے جب زلف سر کی

سرا دہر مین رہنا نہین ہی
عبث ہی غافلو تعمیر گھر کی

نہ جھپکائی پلک ہمسون شب ہجر
مدام اختر شماری مین سحر کی

مسافر خانۂ دنیا مین آکر
کمر باندھے رہو ہر دم سفر کی

کوئی پھرتا نہین جا کر وہان سے
خبر کیونکر ملے ای دل ادھر کی

در دندان سے جو دعوا نکرتا
نہوتی آبرو مٹی گہر کی

لب رنگین کی فرقت مین ہیں روئے
بہائین ندیان خون جگر کی

دل ویران مین وہ لائے ہین تشریف
زہے قسمت ہمارے اوجڑے گھر کی

نہین چلتی یہان سوز دلمین
زبان شمع ہی گو ہاتھ بھر کی

دکھے یہ دل نہ آئے نیند تمکو
کہانی جو کہون درد جگر کی

وہ لاغر ہین کہ ہم ہوجائین پامال
اگر ٹھوکر لگے پائے نظر کی

نکیون پیری مین وصل نوجوان ہو
دعا مقبول ہوتی ہی سحر کی

نہ تم آئے نہ موت آئی شب ہجر
رگڑ کر ایڑیان ہمنے سحر کی

وہ قانع ہین نہ دیکھی نعمت غیر
ہمیشہ سوکھے ٹکڑون پہ گذر کی

نہ سمجھے خلعت شاہی کو کچھ مال | پھٹے کپڑے وہین عمر اپنی بسر کی

۱۴۸ دل ویران مین وہ لاہین تشریف
نہ پہنچے بیت لطیف اوس در تک گی ۳۴

شب کو سونا خواب ہی دن کو میسر کیونکر ملے | جو کہ آنکھون کا ہی تارا وہ قمر کیونکر ملے
یک قلم جب نامہ و پیغام کی ہو راہ بند | شاید تو اہل وطن کی پھر خبر کیونکر ملے
مثل خنجر سر نگون قاتل ہی ہے قتل سے | فرط بے جرمی سے نادم ہی نظر کیونکر ملے
یہ تو فرماؤ کہ الفت کس طرح کی غیر سے | داغ دینے کو ہمین تم سا قمر کیونکر ملے
رو دیے سنگ بتان سنگدل بے اختیار | عاشقون کو نالہ بے اثر کیونکر ملے
پہلے ہی تدبیر کرنا تھی سرا دہر مین | وقت چلنے کے بھلا زاد سفر کیونکر ملے
اوس قمر عارض سے ہی فرق زمین آسمان | ہم تلے کوٹھے کے ہین وہ بام پر کیونکر ملے
بخت خفتہ کو جگائین ناصیہ سائی کرین | اے بتو ہم کو تمھارا سنگ در کیونکر ملے
وصل کی شب شام سے چلا بھور آنے لگا | ذبح کر ڈالون ابھی مرغ سحر کیونکر ملے
کس جگہ ڈھونڈھون کہان جاؤن پتا ملتا نہین | دل چرایا ہی مرا دزد نظر کیونکر ملے
نامہ اوس سیمین بدن کا کاغذ زر ہی مگر | ہاتھ مین خط ہی مزاج نامہ بر کیونکر ملے
آتش سودا سے جب جلکر اٹھے ہون مشت خاک | دھوپ مین پھر سایہ شاخ شجر کیونکر ملے
دیدہ و دل مین لگائین اپنے مثل توتیا | یا الٰہی ہم کو اوسکی خاک در کیونکر ملے
خانہ بربادی مجھ وحشی کی جب تقدیر مین | خانہ زنجیر مین رہنے کو گھر کیونکر ملے
صبح آنے کا ہی وعدہ اوس مسیح وقت کا | ہم ہین بیمار ایک دو دم کے سحر کیونکر ملے
چھین کر قاتل سے پھیرین حلق پر شوق ہی | یا الٰہی خنجر بیداد گر کیونکر ملے

دلمین حسرت ہی کہ تیری طرح پاؤن آبرو
یار کی خلعت ہم آغوشی اے گہر کیونکر ملے

کامیاب آئے سے گئے جب غیر ملنے کے لیے
عید کے تم چاند تھے روز ای قمر کیونکر ملے

شب کو آیا دیکھنے داغ دل سوزان وہ ماہ
یا الٰہی رات کو شمس و قمر کیونکر ملے

ہجر مین اک بت ہی صدمے اوٹھانے کے لیے
کیا کرین تدبیر پتھر کا جگر کیونکر ملے

صبح ہوتے ہی گیا گھر سے مرے وہ رشک ماہ
چاک کر ڈالون ابھی جیب سحر کیونکر ملے

لکھین گے اوس بت کے حسن پاک و دندان کی صفت
چاہیے پھر وضو آب گہر کیونکر ملے

ہو کے لاغر ہجر مین غائب نظر سے ہو گئے
جسم زار اپنا اجل کو عمر بھر کیونکر ملے

دل ہی طالب خنجر دست ملیح رنگ کا
بے نمک کے لذت زخم جگر کیونکر ملے

آگئی یاد رخ و گیسوے جانان وقت صبح
آج دونون وقت ہنگام سحر کیونکر ملے

اوس مسیحا کا نہ جب ڈھونڈھے سے ملتا ہو پتا
نبض مجھ بیمار کی دو دو پہر کیونکر ملے

نخل طوبی کی نہ ٹھہری اصل جب ای حور وش
تیرے قد و قامت کا جنت مین شجر کیونکر ملے

تیرے بیمار تب فرقت کو دق کرتی ہی رات
ای مسیحا قرص کافور سحر کیونکر ملے

جب تار نظر سے اک سر مو ہی مین فرق
موشگافون کو ترا موے کمر کیونکر ملے

گرد بادون کی طرح چکر مین ہین خانہ بدوش
دلمین دلبر کے ہمین بسنے کو گھر کیونکر ملے

یا الٰہی خار مژگان کس طرح کھٹکین مدام
جس سے ہو دل کو خلش وہ نیشتر کیونکر ملے

ہو نہ وہ بیمار شب فرقت کہ کہتے ہین طبیب
اس مریض ہجر کو دیکھین سحر کیونکر ملے

بے قناعت گوہر مقصد کبھی ملتا نہین
سیپ کو دیکھو تو دریا مین گہر کیونکر ملے

۱۲۹

اوڑ رہی ہی خاک اس بحر غزل مین ہی ادیب
یہ زمین خشک ہی مصرع تر کیونکر ملے

۲۴

تم جان سے بھی بڑھکے ہوا ای جان جان مجھے
آتی نہین زیادہ چنین و چنان مجھے

رہتا ہی غم یہ ہر گھڑی ای جان جان مجھے
تمنے کبھی نہ آکے کیا شادمان مجھے

غم نے فراق کے یہ کیا ناتوان مجھے
تار نفس ہی ضعف سے بار گران مجھے

وہ ناتوان ہون بار ہی خواب گران مجھے
جھونکے جو نیند کے ہین وہ ہین آندھیان مجھے

یارب تپسی مرے نہ پہنچے ذرا گزند
صدمہ گرے تو سن عمر روان مجھے

گلبرگ سی لبون پر اگر اپنے وہ ملین
مسی دکھاے آتش گل کا دھوان مجھے

مین عندلیب زار کہان یہ قفس کہان
لایا ہی آب و دانہ اوڑا کر یہان مجھے

پیکان ہین غنچے ہجر مین خنجر ہین برگ گل
پھولون کے ہار زخمون کی ہین دھجیان مجھے

میخوار یاد کرتے ہین کیا وقت میکشی
مانند شیشہ آتی ہین کیون ہچکیان مجھے

تاکید ضبط گریہ ہی بیداد و ظلم پر
ای شاہ حسن تم تو ہو چنگیز خان مجھے

ہی فصل گل یہ دست درازی کرے جنون
دامان و جیب آئین نظر دھجیان مجھے

مرغ سحر کا شور قیامت ہی صبح وصل
آواز صور کی ہی صداے اذان مجھے

کسطرح اوٹھے مین بھی وہ نازک مزاج ہون
سنگ گران سے بڑھکے ہی نازبان مجھے

موے میان کے عشق نے کرکے نحیف و زار
شکل نظر نظر سے کیا ہی نہان مجھے

گھر قیدخانے سے بھی ہی بڑھکر فراق مین
ہی موج بحر اشک روان بیڑیان مجھے

باریکی میان و دہن کے لکھے جو وصف
کہتے ہین شاعران جہان نکتہ دان مجھے

گلہاے داغ عشق کی طرفہ بہار ہی
گلچین کا ڈر ہی اور نہ خوف خزان مجھے

یوسف کی طرح گھر سے نکلتا نہین کبھی
ملتا جو کاش اونکے دہن کا کنوان مجھے

ضبط فغان سے جان کے جانے کا خوف ہی
ٹھنڈھا نہ کردے گرمی سوز نہان مجھے

ایسا نحیف و زار ہوا ہون کہ دیکھیے — لیجائے اشک چشم بہا کر کہان مجھے
تب میکشی سے سیر ہون مین نہ بادہ نوش — دے جب کلید میکدہ پیر مغان مجھے
مین نے کہا جب اون سے یہ کرکے سوال وصل — ق — ہان کہکے ایک دن تجھے کرو شادمان مجھے
بولے کہ جز نہین کے مین کسطرح ہان کہون — استاد نے پڑھائی نہو جسکی ہان مجھے

۱۵۰ بحر رواں سے بڑھکے سمجھتا ہون مین ادیب ۱۹
میرے خدا نے دی ہی وہ طبع رواں مجھے

قبول کر یہ دعا اے کریم تو میری — کہ میری طرح ہوا اوس کو بھی آرزو میری
یہی ہی شوق شہادت مین آرزو میری — کہ زیر تیغ رہے ہر رگ گلو میری
در خوشاب یہ کہتا ہی کان مین اوسکے — بڑھی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو میری
ہوا ہی گیسوے پیچان یار کا سودا — اسی سبب سے ہی پیچیدہ گفتگو میری
جو باتین بزم مین کین یار زلف جانان کی — خموش شمع ہوئی سنکے گفتگو میری
جو جان جائے تو جائے نہین کچھ اس کا ڈر — مگر خدا کرے رہجائے آبرو میری
فلک ہی دشمن جان سر پر اے کریم بچا — زمین پاؤن تلے کی بھی ہی عدو میری
جو تم سے باتین کرون اپنے شوق سجدے کی — کٹے حیات نہو ختم گفتگو میری
چلیگی اوس سے کسی روز خوب ہی تلوار — جو غیر پھر کبھی کاٹین گے گفتگو میری
ہزار حیف وہ آئے تو دفن کرنے کو — بر آئی بھی تو پس مرگ آرزو میری
وہ ہر جگہ تو ہی لیکن کہین نہین ملتا — ہوئی تلاش مین گم آپ جستجو میری
وہ آئین دفن کو اسدم مین جان دیتا ہون — بڑھیگی دینے سے مٹی کے آبرو میری
نشان ڈھونڈھینگے اوس بے نشان کا تا حشر — نہ پاؤن توڑکے بیٹھیگی جستجو میری

ایسا نحیف و زار ہوا ہون کہ دیکھیے / لیجائے اشک چشم بہا کر کہان مجھے
تب میکشی سے سیر ہون مین نہ بادہ نوش / دے جب کلید میکدہ پیر مغان مجھے
مین نے کہا جب اون سے یہ کر کے سوال وصل / ق / ہان کہہ کے ایک دن تو کرو شادمان مجھے
بولے کہ جز نہین کے مین کسطرح ہان کہون / استاد نے پڑھائی نہو جبکہ ہان مجھے

۱۵۰ بحر روان سے بڑھکے سمجھتا ہون مین ادیب / میرے خدا نے دی ہی وہ طبع روان مجھے ۱۹

قبول گریہ و دعا ای کریم تو میری / کہ میری طرح ہوا وس کو بھی آرزو میری
یہی ہی شوق شہادت مین آرزو میری / کہ زیر تیغ رہے ہر رگ گلو میری
در خوشاب یہ کہتا ہی کان مین اوسکے / بڑھی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو میری
ہوا ہی گیسوے پیچان یار کا سودا / اسی سبب سے ہی پیچیدہ گفتگو میری
جو باتین بزم مین کین یار زلف جانان کی / خموش شمع ہوئی سنکے گفتگو میری
جو جان جائے تو جائے نہین کچھ اس کا ڈر / مگر خدا کرے رہجائے آبرو میری
فلک ہی دشمن جان سر پر ای کریم بچا / زمین پاؤن تلے کی بھی ہی عدو میری
جو تم سے باتین کرون اپنے شوق بیجا کی / کٹے حیات نہو ختم گفتگو میری
چلیگی اوس سے کسی روز خوب ہی تلوار / جو غیر پھر کبھی کاٹینگے گفتگو میری
ہزار حیف وہ آئے تو دفن کرنے کو / بر آئی بھی تو پس مرگ آرزو میری
وہ ہر جگہ تو ہی لیکن کہین نہین ملتا / ہوئی تلاش مین گم آپ جستجو میری
وہ آئین دفن کو اسدم مین جان دیتا ہون / بڑھیگی دینے سے مٹی کے آبرو میری
نشان ڈھونڈھینگے اوس بے نشان کا تاحشر / نہ پاؤن توڑکے بیٹھیگی جستجو میری

بس اتحاد و محبت کا ہی کمال یہی
مین تیری شکل نظر آؤن اور تو میری

زبان حال سے کہتا ہی داغ عشق بتان
بجاؤنگا کبھی ہو لاکھ شست و شو میری

خدا کرے کہ سلامت رہے نہو برباد
برائے نام ہی تھوڑی سی آبرو میری

دہن کے نقطۂ موہوم کا ثبوت نہین
فلاسفہ سے ہی مدت سے گفتگو میری

نہین ہی آئینہ با سر مو بھی فرق ہو گئے ملول
جو سرگذشت سنین گے وہ مو بمو میری

۱۵۱ ادیب لطف زبان بھی ہو استعارہ بھی
غزل یہ جائیگی دلی و لکھنؤ میری ۲۶

مناؤن خیر مین جنکی گھڑی گھڑی کے لیے
ستم ہی وہ رہین آمادہ دشمنی کے لیے

جو میکدے مین گئے چھپ کے می کشی کے لیے
وہ رند ہون کہ قدم ہین نئے شیخ جی کے لیے

رہا جو کرتے تھے آمادہ دشمنی کے لیے
زہے نصیب وہی آئے آشتی کے لیے

جو کافی الفت دندان ہو جانکنی کے لیے
پھرین جہانمین کیون ہیرے کی کنی کے لیے

تمھارے آنے سے وہ آج آئی ہی صد شکر
دعائین مانگتے رہتے تھے جس گھڑی کے لیے

جہانمین تلخ نہ کسطرح جان شیرین ہو
مثال کوہکن آئے ہین جانکنی کے لیے

سفر عدم کا ہی تنہا مین دیکھیے کیا ہو
کھڑا ہی راہ مین ہر ایک رہزنی کے لیے

خیال دلمین ہمارے ہی تیغ قاتل کا
یہ شیشہ خوب ہی سینے کو آرسی کے لیے

کہا یہ شمع سے پروانہ نے دم آخر
کہ خاک ہوتے ہین جل بجھکے یون کسی کے لیے

بجاے فرش بچھائین ہم اپنی آنکھون کو
وہ آئین گھر مین ہمارے جو دو گھڑی کے لیے

مئی دو آتشہ کی کیفیت ہوئی حاصل
جو بوسہ لب میگون شراب پی کے لیے

کمال حسن یہ اے ماہ چند روزہ ہی
عبث غرور ہی دو دن کی چاندنی کے لیے

شب فراق مین اللہ رے میری تنہائی — نہین ہی سایہ بھی ہمراہ ہمدمی کے لیے

فلک سے ماہ بچھانے کو چاندنی لائے — وہ رشک ماہ جو دے حکم چاندنی کے لیے

بتون کی سخت کلامی بھی سخت پتھر ہی — ہمارے شیشۂ دل کی شکستگی کے لیے

سوال وصل جو اوس شوخ نے سنا تو کہا — تمھارے گھر نہین آتے تھے ہم اسی کے لیے

دیا ہی درد محبت جو تو نے اے خالق — تو دل بھی چاہیے پتھر کا آدمی کے لیے

ہمیشہ بیٹھتے ہین گلرخون کے غنچون مین — ہم اپنے غنچۂ دل کی شگفتگی کے لیے

وصال یار کے سامان اوس سے بڑھکر ہین — ہوے تھے ہند مین جو جشن جوبلی کے لیے

وہ زار ہون مجھے دیکھین گے تب مرے احباب — جو خرد بین لگائین گے لاغری کے لیے

شب فراق مین گھبراؤن کسطرح تنہا — خیال یار کا ہر دم ہی دل لگی کے لیے

خوشی سے سینہ مین دل ہاتھ بھر کا ہو جاے — جو دل کا آئینہ لے لین آرسی کے لیے

وہ زہرہ طلعت اگر نقد جان بھی دیکے لے — زیادہ نفع ہی اوسمین بھی مشتری کے لیے

کیا رقیب سیہ رو کو اوسنے گھر مین مقیم — جگہ بہشت مین ٹھہرائی دوزخی کے لیے

جو موت آئے تو مین سمجھون عمر خضر ملی — وہ اور ہونگے جو مرتے ہین زندگی کے لیے

۱۵۲

اونھین سے داد طلب ہون مشاعرہ مین ادیب
غزل کہی ہی صفیر مکرمی کے لیے

۱۹

ہوکے برباد جو خاک در جانان ہون گے — سرمۂ چشم دل و دیدۂ انسان ہون گے

مستعد قتل کو جب خنجر مژگان ہون گے — لاکھون سینکڑون بیجان ہون گے

ہو گئے آزاد اسیری دو عالم سے وہی — تیرے پھندے مین جو اے گیسوے پیچان ہون گے

عید قربان کی خوشی ہوگی ہمین مقتل مین — گلے ملنے کو اگر خنجر مژگان ہون گے

یاد آئیگی جو قاتل کی ملیحی رنگت
دہن زخم مرے شکل نمکدان ہونگے

لکھتے لکھتے نہ خط شوق اوٹھیں ہوگا ختم
اک قلم صرف جو عالم کے نیستان ہونگے

گرد کی طرح تجھے ورنہ لپٹ کر دامن
خاکساری سے جو خاک در جانان ہونگے

ہم گدا تو اکے جب پا قناعت سے بیٹھے
ہاتھ اوٹھا کر نہ زر و مال کے خواہان ہونگے

پرنیان سمجھیں جو پھٹے گبرون کو
سوکھے ٹکڑے بھی ہمیں نعمت الوان ہونگے

اوسکی فرقت میں اگر سوکھ گئے ہو کے کانٹا
دامن یار سے ہم دست و گریبان ہونگے

ہم نہیں چھوڑیں گے ان کانٹوں سے صحرا گردی
پانون میں چبھکے اگر سے نمایان ہونگے

نظر مہر سے اودھر جو دیکھا تو نے
ذرے کوچے کے ترے مہر درخشان ہونگے

اے جنون دشت نوردی نہ چھٹیگی ہم سے
سد رہ لاکھ اگر خار مغیلان ہونگے

جگر و دل کی کشاکش میں پڑینگے آکر
جاگزین سینہ میں قاتل کے جو پیکان ہونگے

آکے دیکھیں گے اگر خانہ پرہول مرا
ملک الموت بھی گھبرا کے گریزان ہونگے

آتش عشق سے اے غنچہ دہن بعد فنا
پھول مرجھا کے مری قبر کے کلیان ہونگے

اے بتو قصہ پر درد سنینگے جو مرا
جن کے پتھر کے کلیجے ہین وہ گریان ہونگے

جب نہ ہمدرد نہ غمخوار ملیگا مجھسا
درد و غم آکے لحد پر مری گریان ہونگے

۱۵۳ جب کہ الفاظ و معانی مین نہین حسن ادب
پھر سخن سے ترے کیا شاد سخندان ہونگے ۱۵

جو بام پر وہ مہ خوش جمال ہوتا ہے
تو بدر شرم سے گھٹ کر ہلال ہوتا ہے

گناہ سے جو ہمین انفعال ہوتا ہے
تو آب شرم سے تر بال بال ہوتا ہے

مئے غرور سے سرشار تھا جو کل افسوس
وہ آج کاسہ سر پایمال ہوتا ہے

ثبوت و نفی دہن مین ہین فلسفی حیران
کبھی یقین کبھی احتمال ہوتا ہی

نہین پسند مجھے رنج دوست و دشمن
کسی کے درد ہو مجھکو ملال ہوتا ہی

نہین ہی خال بلا وجہ آتشین رخ پر
سپند واقع عین الکمال ہوتا ہی

وہ جام ہاتھ مین لاتا ہی ساقی میکش
وہ میکدے سے طلوع ہلال ہوتا ہی

ہوا یقین کہ ہوتے ہین آفتاب سے لال
شراب پینے سے چہرہ جو لال ہوتا ہی

نماز موسم پیری مین زاہدو چھوڑو
حرام سجدہ بوقت زوال ہوتا ہی

وہان گور سے آتی ہی یہ صدا ہر دم
شہ و گدا کا یہان ایک حال ہوتا ہی

ہر ایک کو نظر آتی ہی قدرت خالق
خدا کی شان بتون کا جمال ہوتا ہی

جو انقلاب جہان چاہیے وہ گل رعنا
ابھی زمانہ کا کچھ اور حال ہوتا ہی

عدم سے منقبض آتے ہین جاتے ہین خندان
گلون کا باغ جہان مین یہ حال ہوتا ہی

سفر کا دھیان جو آتا ہی باغ عالم مین
تو میل راہ سے مجھے ہر نہال ہوتا ہی

۱۵۴ بچائے دل کو رہو دست دلبران سے ادیب
دلون کے لینے مین ان کو کمال ہوتا ہی ۱۶

ورد زبان جو وصف لب شکرین رہے
تا زیست منہ مین ذائقہ انگبین رہے

ملنے کی جستجو مین ہمیشہ حزین رہے
ہم وصل کے فراق مین اندوہگین رہے

وعدہ اجل کا ٹل نہین سکتا ہی ایک دم
انسان چھپ کے موت سے جا کر کہین رہے

آیا وہ ماہ شب کو تو فرط سرور سے
بیخود ہوئے ہم ایسے کہ گویا نہین رہے

اہل نظر کا مرغ نظر جل کے ہو کباب
دم بھر جو بے نقاب رخ آتشین رہے

ہر موئے تن زبان ہو قاتل کے شکر مین
لب پر دہان زخم کے صد آفرین رہے

رنج فراق سے نہ ہوے شاد ایک دن
ہم غمکدہ مین دہر کے اندوہگین رہے

ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
دن رات پاس اپنے جو وہ مہ جبین رہے

مٹے میان کا اوسکی نپایا کہین نشان
گو مو شگافیون مین بہت نکتہ بین رہے

سارا جہان دام محبت مین ہی اسیر
وہ کون ہی جو ہو کے تمہارے نہین رہے

لطف و کرم سے اوسکے جو سیدھا نصیب ہو
ٹیڑھی نہ ہم سے یار کی چین جبین رہے

ہر ایک کو ہو شعلہ جوالہ کا گمان
شب بزم مین جو دور مے آتشین رہے

قدمون سے نکلی جاتی ہی قاتل کے خوف سے
ممکن نہین کہ پاون کے نیچے زمین رہے

ہم نے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
تم شب جو گھر مین غیر کے خلوت گزین رہے

تڑپے جو قبر مین دل بیتاب بعد مرگ
دن رات زلزلہ مین لحد کی زمین رہے

١٥٥ ملک فنا کی سیدھی سڑک اونکی مانگ ہی
رفعت ستادیے سوئے عدم از ہمین رہے ٢١

جب سے ہم کشتہ ہین تیغ ابروے خمدار کے
نخل خاک گور مین لگتے ہین پھل تلوار کے

ز تلاطم کا اونھین سے خطر نہ کچھ منجدھار کے
جو گرے دار فنا کو گھاٹ سے تلوار کے

ہی خوشا تقدیر اوسکی ای زہی اوسکے نصیب
ہاتھ اونکے جسکی گردن مین پڑے ہون پیار کے

نرگس چشم مست مین ہی جان جو کھونیکا ڈر
ہی غضب تیغ صفاہان ہاتھ مین میخوار کے

خواب مین شب کو وہ آیا بخت خفتہ جاگ اوٹھا
کیون نہ مین صدقے ہون اپنے طالع بیدار کے

آتش سودا سے صحرا مین بڑھی یہ تشنگی
مثل نشتر تیز ہین کانٹے زبان خار کے

خود مسیحا کو بھی حسرت دیکھ اونکو ہو گئی
جو کہ ہین بیمار تیری نرگس بیمار کے

ای طبیبو میری صحت ہی اگر مد نظر
شربت دیدار دو نسخے مین مجھ بیما سم

ای مسیحا ضعف سے مرنا بھی مجھکو ہی محال
جان آسکتی نہین لب پر ترے بیمار کے

گھٹکے دم ہوگا فنا ای دل نجانا بھول کر
تنگ و پیچیدہ بہت کوچے ہین لف یار کے

اب کوئی دم کا ہی مہمان ای مسیحا جلد آ
چھا گئی ہی مردنی منھہ پر ترے بیمار کے

مردون سے بدتر ہین ای قاتل جو ہین محروم قتل
زندہ جاوید ہین کشتے ترے بیمار کے

ہر دہان زخم سے آتی ہی مقتل مین صدا
آج ای قاتل کھلے جوہر تری تلوار کے

مرتبہ عرش معلی سے زیادہ بڑھگیا
خانۂ دل مین قدم جیدن سے آئے یار کے

جو کہ ظالم ہین کبھی ہوتے نہین ہین شادمان
خندہ زن ہرگز نہین دیکھے ہین لب سوفار کے

یا الٰہی دیکھیے کسدن بر آتی ہی امید
مدتون سے دانت ہی سیب ذقن پر یار کے

سخت جانی تلخ کامون کی جو ایسی ہی ہی
دانت کھٹے ہونگے ای قاتل تری تلوار کے

باتین کرتا ہی لب بام اوسکا بام عرش سے
مہر و مہ ادنی ہین ذرے خاک کوے یار کے

نوح کا طوفان اوٹھانا ابر کو کرنا خجل
یہ بھی چھینٹے ہین ہماری چشم دریا بار کے

کہکے قم منھہ سے دکھاتے تھے مسیحا معجزے
زندہ مردون کو وہ کر دیتے ہین ٹھوکر مار کے

۱۵۶

سرخروئی سے مری غیرون نے خون اپنا کیا
ای ادیب اوٹھنے دیے جب یان مجھکو پیار کے

۲۲

آجکل صحن چمن مین ہی خزان آئی ہوئی
جو کلی دیکھو نظر آتی ہی مرجھائی ہوئی

اوسکے کوچے سے مگر گلشن مین ہی آئی ہوئی
پھر رہی ہی کیون نسیم صبح اترائی ہوئی

دیکھکر آنکھین تمھاری ایسی شیدائی ہوئی
چشم نرگس باغ مین چشم تماشائی ہوئی

بادہ خوارون کی نکیون بر آئے ای ساقی مراد
میکدے پر ہی گھٹا کی چھاونی چھائی ہوئی

اوس مسیحا کے فقط آنے کی اب ہی منتظر
حسرت دیدار مین آنکھون مین جان آئی ہوئی

دل مین رہتا ہی تصور اوس سراپا حور کا
یا مرے شیشے مین ہی کوئی پری آئی ہوئی

ہاتھ اوٹھتے ہی بڑھا دو ہاتھ بحر حسن اور
باعث افزایش حسن اوسکی انگڑائی ہوئی

مجھکو قسمت کا دھنی کہتے ہین سب صاحب نصیب
جب سے اوس در کی میسر ناصیہ سائی ہوئی

تو وہ یوسف ہی سمجھتا ہی تجھے دلبر عزیز
وہ مہ کنعان زلیخا جسکی شیدائی ہوئی

تیغ قاتل سر جھکائے یون ہی شرم قتل سے
پہلی شب کی ہو دولہن جسطرح شرمائی ہوئی

اے جنون کانٹے چبھے ہین پانون مین تیرا سقدر
پار میرے سر کے نوک خار صحرائی ہوئی

ہجر دلبر مین وہ لاغر ہون پتا ملتا نہین
ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر مجھکو موت آئی ہوئی

دیکھکر اوس شمع رو کو شرم سے چھپتی نہین
شمع کی آنکھون مین چربی ہی مگر چھائی ہوئی

چشم دلبر کیا عجب چشم حسد سے دیکھتی
عین حکمت تھی جو نرگس کی نہ بینائی ہوئی

اضطراب دل بڑھا اس مرتبہ بعد فنا
ہو گئی باہر لحد سے لاش دفنائی ہوئی

دل لگانے مین ہمین اوس سبب یہ حاصل ہوا
اپنے بیگانے ہوے دنیا مین رسوائی ہوئی

اونکے اوٹھتے ہی اوٹھا دلمین مرے درد اسقدر
ناتوانی زور پر رخصت توانائی ہوئی

تخلیے مین آئے تھے کہنے کو کیا کیا سوچ کر
منھ سے کچھ اپنے نہ نکلا جب کہ تنہائی ہوئی

جنس دل واپس جو مانگی ناز سے اوسنے کہا
پھیرتا کوئی بھی ہی شی ہاتھ مین آئی ہوئی

آتشین رخ کو کیا جب دشت پیمائی مین یاد
صورت شعلہ زبان خار صحرائی ہوئی

جب ہوا مد نظر اوس ماہ کامل کو سنگھار
شب سمٹ کر خال عارض بہر زیبائی ہوئی

۱۵۷

موت کا دھیان ایک دم دل سے نہ بھولے اے ادیب
ہر گھڑی ہر آدمی سمجھے اجل آئی ہوئی

۱۹

یا الٰہی خیر کرنا بلبل ناشاد کی
آج بیڈھب ہی نظر بدلی ہوئی صیاد کی

کی صفت موزون جو اونکے قامت آزاد کی ۔ طرز ہر مصراع مین ہی مصرع شمشاد کی
انتہا کی حد سے جب بیداد قاتل بڑھ گئی ۔ پیش داور ہر دہان زخم سے فریاد کی
پائی بلبل نے حیات جاودانی قتل سے ۔ کیا بجھی تھی آب حیوان مین چھری صیاد کی
خانۂ ویران دلمین جلوہ فرما کیا ہوئے ۔ آپ نے اوجڑی ہوئی بستی مری آباد کی
خانۂ زنجیر آہ آتشین سے جل گیا ۔ ہو گئین خاکستر اپنی بیڑیان فولاد کی
وصل کا وعدہ کیا اوس گل نے جب گلزار مین ۔ منھ سے غنچون کے صدا آئی مبارکباد کی
خانۂ تاریک و تنہا اسقدر پُر ہول ہی ۔ چھانون بھی ملتی نہین ہی سایۂ ہمزاد کی
ہو گئی روشن شب تاریک مرقد مثل روز ۔ جب لحد مین روشنی روے انوریاد کی
قتل بلبل سے ہوئی اس مرتبہ شرمندگی ۔ ماہی بحر ندامت ہی چھری صیاد کی
بلبل گریان کے نالے پُر اثر جیدم سنے ۔ اسقدر رویا کہ ہچکی بندھ گئی صیاد کی
جو گل آیا ہوکے پژمردہ گیا سوے عدم ۔ کیا ہوا ہی ناموافق گلشن ایجاد کی
خانہ بربادونکی صورت اے فلک چکر مین ہی ۔ بد دعا تجھکو لگی کس خانمان برباد کی
آتے ہی مقتل مین ہو جاتا ہی ہر اک غرق آب ۔ باڑھ کیا ہی بحر آب خنجر جلاد کی
اوڑکے مرغان چمن گلزار سے جاتے نہین ۔ کم نہین قید قفس سے کچھ کشش صیاد کی
نالۂ شبگیر کا چرچا ہی گھر گھر خلق مین ۔ دھوم ہی ساری خدائی مین مری فریاد کی
ہر دہان زخم نے قاتل سے خوش ہو کر کہا ۔ لذتین ہم سے کوئی پوچھے تری بیداد کی
عید ہوتی خنجر قاتل اگر ملتا گلے ۔ حسرتین ساری نکلجاتین دل ناشاد کی

۱۵۸

ای ادیب اکر روز عقبی کا نہین آتا خیال
حیف ساری عمر تم نے مفت مین برباد کی

۳۳

یا خدا فکر دو عالم سے کر آزاد مجھے
دین و دنیا نہ ہے تیرے سوا یاد مجھے

چھوڑ کر جب سے گیا ہی وہ پریزاد مجھے
فرخ آباد ہوا ہی الم آباد مجھے

خوش نہین آتی یہ ہر وقت کی بیداد مجھے
ابھی ڈالے گلا گھونٹ کے صیاد مجھے

دیکھیے جان مری کب قفس تن سے چھٹے
نہین معلوم کچھ اس قید کی میعاد مجھے

واہ اے وعدہ فراموش یہی وعدہ تھا
کہ نہ بھولے سے بھی اک ذر کیا یاد مجھے

مین وہ اک بلبل ناشاد ہون غم کی صورت
رو دیا دیکھتے ہی باغ مین صیاد مجھے

بدگمانی مری جانب سے اوسے ہی ایسی
قید رکھتا ہی تو پر کاٹ کے صیاد مجھے

ضعف سے کان تلک اوس شوخ کے پہنچے کیونکر
جب سنائی نہین دیتی مری فریاد مجھے

مصرع قامت خوبان جہان بھول گیا
بیت ابرو تری جسدن سے ہوئی یاد مجھے

ایک جھٹکے مین اسیوقت ابھی جاتی ہین
بیڑیان کسلیے پہناتے ہین جلاد مجھے

شور مرغان سحر تھا ہی صبح شب وصل
نالۂ صور موذن کی ہی فریاد مجھے

میرے نالون سے وہ گھبرا کے یہ فرماتے ہین
چین لینے نہین دیتی تری فریاد مجھے

مین وہ عاشق ہون کہ سیاے کسطرح ہین مرے ساتھ
چھوڑتے ہی نہین دم بھر کو پریزاد مجھے

واے تقدیر ترے کوچے مین جانے کے لیے
جب مین اوٹھا کوئی پیش آگئی افتاد مجھے

زیست کی کنج قفس مین ہو توقع کیونکر
آب و دانہ نہ دے جسوقت کہ صیاد مجھے

زخم کھانے سے کسی طرح نہین جی بھرتا
دست قاتل کی پسند آئی یہ بیداد مجھے

جسکو دیکھو وہ ترے دام محبت مین ہی قید
نظر آتا ہی نہین کوئی بھی آزاد مجھے

ایکدن بھی نہ مرے حال پر آیا اوسے رحم
بڑھکے جلاد فلک سے ہی وہ جلاد مجھے

دربدر مجھکو پھرایا نہ کہین کا رکھا
مل گیا کیا جو کیا آپنے برباد مجھے

چور زخمون سے جو ہو جاے سراپا اپنا
تب بھی قاتل کا نہ ہو شکوہ بیداد مجھے

سرو سولی ہی تصور مین قد موزون کے
باغ مین سبزہ بیگانہ ہی شمشاد مجھے

پر کٹے ہین نہین طاقت بھی ہی اوڑجانیکی
قید پھر کس لیے رکھتا ہی یہ صیاد مجھے

کھینچتا ہی نے معشوق کا نقشہ ہر دم
ہی تصور ہی مرا مانی و بہزاد مجھے

بے لیے داد کے دامن کو نہ چھوڑونگا مین
پیش داور جو ملا حشر مین جلاد مجھے

خوف سے کانپنے لگتا ہی سراپا وسدم
یاد جب آتی ہی بیدردی جلاد مجھے

کیون نہ سہرا مرے سر آج رہے مقتل مین
دھجیان زخمون کی پہناتے ہین جلاد مجھے

وہ لگا ہاتھ کہ باقی نہ رہے تسمہ بھی
نیم بسمل نکرای بانی بیداد مجھے

تمنے کاندہون سے دوپٹے کو جو لٹکایا ہی
آدمی سے نظر آتے ہو پریزاد مجھے

یاد مین تیری زمانہ یہ فراموش ہوا
کہ نہ اپنی بھی کسی وقت ہی یاد مجھے

گو کہ وہ دور رہی لیکن ہی بغل مین اپنی
چاہیے اے کشش دل تری امداد مجھے

اون سے ہر بات مین اسواسطے مین اڑتا ہون
نہ اوتارین کہین شیشے مین پریزاد مجھے

گرم ہو کر وہ کہا کرتے ہین نالون سے مرے
کیا جلاتا ہی ترا شعلۂ فریاد مجھے

١٥٩ — ١٢

حکم سے اونکے کہی ہی یہ غزل مین نے ادیب
پیارے صاحب سے فقط چاہیے ہی داد مجھے

قتل مین تاکہ نہ کچھ عذر ستمگار چلے
پیش قاتل لیے ہم ہاتھ مین تلوار چلے

خوف دربان کا کیا اونکو جو دیکھا چاہون
نگہ شوق مری توڑ کے دیوار چلے

جب سنا کھینچ لیا قتل سے اوس ترک نے ہاتھ
ہاتھ ملتے ہوے مقتل سے گنہگار چلے

خوف کچھ نار جہنم کا نہین رندون کو
فصل گل آئی ہی جام مے گلنار چلے

دام گیسو کے نہ ہم جال سے چھوٹے تا مرگ / تہِ پیچ مین کاکل پیچان کی گرفتار چلے

مرض عشق سے صحت نہین ہوتی ہیہوت / بہر تبدیل مکان گور مین بیمار چلے

تندرستی کا جو بھوکا ہو تو ہو جائے سیر / تیرے کوچے مین ہوا کھانے جو بیمار چلے

ای مسیحا ترے بیمار کا اب ہی یہ حال / دیکھنے آئے تو روتے ہوئے غمخوار چلے

الوداع ای جگر و دل کہ ہوا وقت فراق / رخصت ای زیست کہ ہم پیش ستمگار چلے

ہم وہ جانباز ہین کی شرط یہ گلبازی مین / پھول اس سمت سے اوس سمت سے تلوار چلے

سنکے وا پردے سے اوس رخ کو غنیمت جانا / لوٹنے کے لیے ہم دولت دیدار چلے

١٦٠ نام غفار ہی اوسکا تو عجب کیا ہی ادیب / اوسکی رحمت پر اکڑ کر جو گنہگار چلے ٢٣

شعر مین نظم جو وصف رخ تابان ہو جائے / مطلع نور مرا مطلع دیوان ہو جائے

وا جو پردے سے ترا عارض تابان ہو جائے / شمع خورشید چراغ تہ دامان ہو جائے

سیر گلزار قیامت ہو بغیر اوس گل کے / نالہ صور صدائے گل خندان ہو جائے

کیا عجب شور تبسم سے ترے ای قاتل / دہن زخم اگر شکل نمکدان ہو جائے

دھو کے کھا کھا کے کرین او رہی لاکھون عشاق / خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہو جائے

ای مسیحا تب فرقت نے کیا ہی یہ حال / مجھکو دشمن بھی اگر دیکھے تو گریان ہو جائے

مین وہ مجنون ہون کہ پروا نہین ای دست جنون / چاک دامن کا اگر تا بگریبان ہو جائے

کوئی اوس رشک مسیحا سے یہ پوچھے جا کر / کیا اب آخر ہی مریض تب ہجران ہو جائے

روبرو آئے اگر اوس کا ہلال ابرو / ماہ نو دیکھتے ہی سر بگریبان ہو جائے

دم گلگشت جو اوس تیر فگن کا ہو خیال / باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہو جائے

اسی حسرت کا ہی رونا شب و روز ای صیاد
ہم قفس میں ہیں فصل گل خندان ہو جائے

توتیا سے نہیں کچھ کم ہی غبار در یار
رہے آنکھوں میں جو خاک رہ جانان ہو جائے

عشق میں اوس گل خوبی کے یہ گل کھائے ہیں
بیٹھیں ویرانے میں جا کر تو گلستان ہو جائے

ہم فقیروں کے گھر آن بیٹھے جو وہ رشک پری
بوریا تیرہ میں اورنگ سلیمان ہو جائے

عشق میں ہمکو جو دھیان آئے لب لعلین کا
ہند میں نت بیٹھے ہوئے سیر بدخشان ہو جائے

جامہ زیبوں سے یہ الفت ہی نہ چھوٹوں تا حشر
ہاتھ دامن سے اگر دست و گریبان ہو جائے

چلیں خنجر جو اشارہ ہو ترے ابرو کا
تیر برسیں جو ذرا جنبش مژگان ہو جائے

ای مسیح ایک نئی حکمت چلے دم میں ہو تمام
نکلے چنگے کو جو بیماری ہجران ہو جائے

حور جنت کو جو یاد آئے تری ای گلرو
بڑھکے دوزخ سے اور روضۂ رضوان ہو جائے

جسکو گل خار نزاکت سے تھے ای چرخ افسوس
وہ گل اندام ہر اک خاک میں پنہان ہو جائے

یاد میں اوس رخ تابان کی اگر شور کروں
صبح محشر مری شام شب ہجران ہو جائے

میں وہ میکش ہوں اگر ترک کروں بادہ کشی
میکدے سونے ہوں ویران گلستان ہو جائے

161

ای ادیب آپکی یہ سیف زبانی لا ریب
کیوں نہ اعدا کے لیے قاطع برہان ہو جائے

15

چھپکے غیروں سے اگر اون کے اشارے ہوں گے
حسرت دید کے گھر دل میں ہمارے ہوں گے

صورت سرو چراغان نظر آجائیں گے
داغ سوزان جو سراپا میں ہمارے ہوں گے

اثر گریہ کو جانیں گے تب ای نالۂ دل
آبدیدہ جو وہ رونے سے ہمارے ہوں گے

برچھیاں سیکڑوں تلواریں چلینگی لاکھوں
جب ترے ابرو و مژگان کے اشارے ہوں گے

اوسکی نظروں میں کب آئیگی بہار نرگس
جسکو اون آنکھوں کے منظور نظارے ہوں گے

ہون وہ بلبل جو کیے نغمۂ دلکش مین نے
نوعروسان چمن عہد مین سارے ہونگے

لب جان بخش و خط سبز اگر دیکھینگے
خضر و عیسی کہین جانسے پیارے ہونگے

ہون وہ بیمار محبت کہ نہ اچھا ہونگا
گو مسیحا لب جان بخش تمھارے ہونگے

گردش جام کی آئیگی نظر کیفیت
چشم میگون سے جو ساقی کے اشارے ہونگے

ہم وہ میکش ہین کہ تو کیا ہے بھلا اے ساقی
لاکھون شیشے مین پریزاد اوتارے ہونگے

دیدۂ جام کو دیکھینگے تری فرقت مین
چشم میگون کے جو منظور نظارے ہونگے

خال تابان کے تصور مین بڑھیگا یہ فروغ
ماہ و خورشید نظر مین ہمی تارے ہونگے

آب شمشیر سے قاتل کی گرینگے سیراب
خشک جسدم دہن زخم ہمارے ہونگے

اشک آجاتے ہی ہوجائیگی روشن ہر چشم
نرگس باغ کی آنکھون کے وہ تارے ہونگے

۱۶۲ نظر آتے نہین یہ ثابت و سیارا دیب
میری آہ شرر افشان کے شرارے ہونگے ۱۶

روبرو جسکے وہ ماہ رخ پر نور رہے
عید کے چاند کی دید اوسکو نہ منظور رہے

موت سے زیست ہی بدتر ہے اگر دور رہے
زندہ در گور رہے تم سے جو مہجور رہے

رات بھر ہجر مین اوس قلق کے قیامت کی بپا
نالے مردون کے جگانے کے لیے صور رہے

جاؤن تب باغ مین بیٹھون ہمی وحدت کیش
خم غنچہ مین اگر بادۂ منصور رہے

ہین وہ عالمین بہی ہم مست فقیرون کی مدام
ساقی آباد رہے میکدہ معمور رہے

ہون وہ میکش کہ تمنا ہے یہی اے ساقی
تیری ٹھوکر سے مرا کاسۂ سر چور رہے

ہمہ تن کیون نہ ہے چشم وہ مثل نرگس
عشق آنکھون کا تمھاری جسے منظور رہے

دید اوس رخ کی نہ جس آنکھ کو ہو مد نظر
دیدۂ کور کی مانند وہ بے نور رہے

یا الٰہی رہے دن رات بغل مین وہ پری — روز و شب گردش جام مے پر نور رہے

گلشن کوے بتان کی جو صفت حسن پائے — بڑھکے دوزخ سے ہو جنت مین اگر دور رہے

آب مے سے رہے سیراب مدام اے ساقی — عمر بھر اپنی غذا اوسکی انگور رہے

دیکھین موسی جو ترے بام کا جلوہ اے ماہ — اونکی آنکھون مین نہ پھر منزلت طور رہے

ہین وہ میخوار کہ میخانہ کی جب تاک کی سیر — تاکتے جھانکتے ہم خوشۂ انگور رہے

موسم گل مین بھی کچھ لطف نہین اے ساقی — مے گلنار گلابی سے اگر دور رہے

لذت درد کا اوسکو ہو مزہ اے قاتل — جابجا زخم لیئے سراپا مین ناسور رہے

۱۶۳ مرض عشق سے صحت نہین ممکن موت ادیب
بہر تبدیل مکان قبر مین مجبور رہے ۱۷

گھر مین جب سے قدم اے ماہ لقا رکھا ہے — بخت خفتہ کو ترے غم نے جگا رکھا ہے

اوس گل اندام کی آنکھون سے نکر دعوی — ہمنے گلشن مین یہ نرگس کو سجھا رکھا ہے

دل کو تسکین ہے کسطرح نکالون اے ترک — سینہ مین دل کی جگہ تیر ترا رکھا ہے

باغ مین یار نے نرگس کو دکھا کر آنکھین — چشم بیمار کا بیمار بنا رکھا ہے

تو وہ گل ہے کہ جاتے ہی چمن مین تو نے — چشم بلبل سے ہر اک گل کو گرا رکھا ہے

بزم مین عارض پر نور دکھا کر تم نے — شمع کو آتش حسرت سے جلا رکھا ہے

دیکھ لینگے وہ کسی دن تو بھلا نکلینگے — بستر اسواسطے کوچے مین لگا رکھا ہے

یہ بھی ممکن ہے کہ تو جائے مین چھپا رہ جاؤن — دہر اسواسطے پینے سے لگا رکھا ہے

ہجر ساقی مین سمجھتا ہو نہین چشم پر خون — مے گلرنگ سے جو جام بھرا رکھا ہے

یاد قامت مین جو روتا ہون تو کہتی ہے خلق — شور نالون نے قیامت کا مچا رکھا ہے

دیکھکر شکل کو رو دیتے ہین میری اعدا | غم کی صورت تری فرقت نے بنا رکھا ہی
ہم ہین وہ رند کہ قاتل نے ہماری خاطر | خنجر آب می گلگون مین بجھا رکھا ہی
جستجو آپ کو ہی کس لیے ای حضرت خضر | لب جان بخش مین کیا آب بقا رکھا ہی
ہمکو ان آینہ رویون نے دکھا کر صورت | صورت آینہ حیران بنا رکھا ہی
بحر اوسی قطرۂ ناچیز کو سب کہتے ہین | عشق مین جسنے کہ ہستی کو مٹا رکھا ہی
خاطر افسردہ نہ کیونکر رہین ای ماہ لقا | سردمہری نے ترے دل کو بجھا رکھا ہی

۱۶۴ — ۲۱

جان ہی مین جدائی مین تو یارون نے ادب
قبر کو گنج شہیدان سے جدا رکھا ہی

نالے کرتے ہین جو ہم درد و مصیبت والے | تھام لیتے ہین جگر سن کے صحبت والے
یاد آجائین اگر چاند سی صورت والے | حورون کو مڑ کے نہ دیکھین کبھی جنت والے
زہد پر اپنے عبث پھولے ہین طاعت والے | بخشے جائینگے قیامت مین محبت والے
جان کھا لیتے ہین جب بیٹھتے ہین واعظ پاس | دل پکا دیتے ہین بک بک کے نصیحت والے
اہل دولت کو ضروری ہی خیال انجام | جامۂ تن کو کفن جان لین خلعت والے
سیم و زر کو نہین کچھ مال سمجھتے عشاق | عشق سے اوس بت سیمین کے ہین دولت والے
مین وہ بیمار محبت ہون جو دیکھا آکر | روتے روتے ہوے بیمار عیادت والے
دفتر شوق ہی یہ طول کہ لکھتے لکھتے | ہاتھ دھو بیٹھینگے ہاتھون سے کتابت والے
کچھ کسی سے ہی تعلق نہ کسی سے مطلب | ہین زمانے سے جدا ایسی محبت والے
بخدا اول سے بجا ہیگی ہوس کی لعنت | لاکھ سمجھائین ہمین آکے نصیحت والے
روکھے ٹکڑے ہمین نعمت کونین سے ہین | سیر ہین نان جوین ہی سے قناعت والے

حشر مین حشر بپا ہونے کے قائل ہون گے
یار کی چال جو دیکھین گے قیامت والے

جلوۂ شان خدا دیکھ لیا جو اوس مین
کلمہ پڑھنے لگے اوس بت کا شریعت والے

وقت گریہ لب رنگین کا جب آتا ہی خیال
خون دل آنکھون سے روتے ہین محبت والے

عرش پر جنکے دماغ آہ رہا کرتے تھے
مل گئے خاک مین وہ چاندسی صورت والے

دیکھ سکتے نہ تھے عریان جنھین ماہ و خورشید
حیف اب برہنہ پھرتے ہین وہ خلعت والے

رہین حسرت سے گرفتار عذاب دوزخ
خواب مین کوچے صنم دیکھین جو جنت والے

ای شہ حسن وہ درگاہ تری عالی ہی
سرنگون آکے جہان ہوتے ہین دولت والے

رات دن شوق مین دیدار کے روتے روتے
آنکھین کھو بیٹھے تری دید کے حسرت والے

روز محشر ترے عاشق جو کرین گے نالے
الحذر سنکے پکارین گے قیامت والے

۱۶۵ کیا دکھائے تجھے اب دیکھیے چرخ ادیب
وصل کی شب گئی دن آئے مصیبت والے ۱۷

یہی ہی آرزو ے دل مری یارب ترے در سے
نہو تا زیست دم بھر سر جدا از کوے دلبر

وہ دریاے لطافت ہوکے رخصت جب چلا گھر سے
تو اوٹھا نوح کا طوفان میرے دیدۂ تر

ہوا ہی عشق ایسا تیغ ابروے ستمگر سے
حسین اپنا گلا کٹواتے ہین خوش ہوکے خنجر

ادیب اب دل لگا بیٹھے ہو کیا بیدرد دلبر سے
کہو تو خیر ہی کسواسطے پھرتے ہو مضطر

خیال آیا جو رونے مین لب رنگین جانان کا
ہماری آنکھ سے لخت جگر ہو کر لہو بر

لکھا مضمون شوق دید جب دم اونکو نامے مین
کیا خط بند ہم نے مردم دیدہ کی

تصور رونے مین آیا جو چشم مست گلرو کا
مئ گلگون بجاے اشک ٹپکی دیدۂ

مین وہ ہون کہ میرے نام پر ہنگام مے نوشی
گرا دیتے ہین میکش قطرۂ بادہ ک

چمن مین صوت بلبل صور کا نالہ ہی فرقت مین
صدا اے خندۂ گل کم نہین ہی شور محشر سے

جفصو چہرۂ روشن چراغ زیر دامن ہی
مہ تابان کو کیا نسبت تمھارے روے انور سے

نہین کم آب حیوان سے ہی آب مے بھی اے ساقی
تن بیجان مین جان آئی شراب روح پرور سے

چمن مین ہی ہر اک گل منتظر قربان ہونے کو
ترے صدقے کو غنچون نے بھری ہین مٹھیان زر سے

مثال آب باران ہی ہمین تلوار کا پانی
ہوئے ہین کھیت ہم کشتون کے سیراب آب خنجر سے

وہ لون اک قطرۂ مے کے عوض دنیا وہ مسکین ہون
نہ بدلون جام جم ٹوٹے ہوئے مٹی کے ساغر سے

کھلی رہتی ہی روز و شب مثال دیدۂ عاشق
نہین معلوم کیون نیند اوڑ گئی ہی چشم اختر سے

بغل مین آئینہ رو ہاتھ مین جام مے گلگون
ہمارا مرتبہ کب کم ہی جمشید و سکندر سے

١٦٦ ادیب افضال یزدانی جو شامل ہون لیس ُن ١٧
تو آغوش لحد بھی کم نہو آغوش مادر سے

چمن مین ہمکو اگر یاد قد یار آئے
ہر ایک سرو نظر مین بہ رنگ دار آئے

نہ جائے پھر کبھی پا رستہ آپکی بار آئے
چمن مین چھانو نہ چھائے اگر بہار آئے

لحد نے کھلکے کہا میرے یار غار آئے
جو دفن ہونے کو مرقد مین خاکسار آئے

ہماری ہستی موہوم ایک دم کی ہی
عدم سے پھر جہان مین حباب وار آئے

وہ لاغری ہی کہ بعد فنا اگر آئین
نظر فرشتون کو میرا نہ جسم زار آئے

ہمارے اوسکے دل صاف مین نہین ممکن
کہ مثل شیشۂ ساعت کبھی غبار آئے

قبا کو اپنی کرے چاک باغ مین ہر گل
چمن مین اوڑھ کے وہ گل جو جامہ دار آئے

نہو خلش تو نہین لطف بادیہ گردی
نہ با ہر آبلۂ پا سے نوک خار آئے

کرون جو بادیہ گردی تو ہون وہ دیوانہ
کہ دشت مین مرے لینے کو سر سے خار آئے

نہ خلق میں ہے یہ کچھ سحر سامری کی قدر
فسونگری پہ اگر چشم سرمہ سار آئے

فراق یار میں شیشوں کو ہچکیاں آئیں
جو جام بزم میں آئے تو اشکبار آئے

کہا ہمارا کیئے اوترا ہی تخت پریون کا
وہ سیر کو جو ہوا دار پہ سوار آئے

نہ دل کو کچھ بھی ہو خوف سیاہی شب گور
لحد میں یاد اگر شمع سے یار آئے

بجھاؤں پیاس ابھی پھیر کر میں گردن پہ
جو میرے قبضے میں وہ تیغ آبدار آئے

جلوس اونکو سواری کا تھا جو مد نظر
کلیم سے لیکے عصا مثل چوبدار آئے

محبت دہن بے نشان میں ہی ہے جان
نگاہ میں نہ کسیکی مرا فرار آئے

١٦٧ گلوں کو ناز نہ حسن و روزہ پر ہو ادیب
جو ایک بار خیال مآل کار آئے ٢٢

یاد آجائیں جو جلوے عارض پر نور کے
بھولکر موسی نہوں پروانے شمع طور کے

زخم ایسے گرم ہیں اپنے تن محرور کے
ہو گئے کافور پھاہے مرہم کافور کے

جلوہ حسن حسینان کی اگر شہرت نہیں
شعلے پھر کیوں کانپتے ہیں شمع کوہ طور کے

باغ عالم میں عدم سے گل ہوئے پھر جلوہ گر
سال بھر میں آگئے کیونکر مسافر دور کے

دیکھنا دم میں اوڑا دینگے ہمارے تیر آہ
مہر و ماہ آسمان گو ہیں نشانے دور کے

مثل گل خندان رہا کرتے تھے باغ دہر میں
ہائے تھے گردن میں اپنی ہاتھ جب اوس حور کے

صدمہ پہنچائے نظر سے آگئی پژمردگی
جب کیے دیکھا اوس گل نازک بدن کو گھور کے

جو نشان دہر کی اصل و حقیقت کیا رہی
جب قصیرا اوس مہر نے لاکھوں لیے نکا حور کے

خون عشاق اپنے ہاتھوں پر لگایا بہر زیب
شاہدان ہند کے ٹیکے نہیں سیندور کے

ہیں شب فرقت میں تنہا ایک دم رہتا نہیں
یاس و حسرت رنج و غم ہمدم ہیں مجھ مہجور کے

مژدہ آمد سنا ہی جب سے اے رشک مسیح
شادیانے بجتے ہیں در پر ترے رنجور کے

وقت مے نوشی جو ہی تلخی ہجران کا خیال
زہر کے ہیں جام ساغر بادۂ انگور کے

کیا تب غم کی حرارت کا کہیں حال اے طبیب
رات کاٹی ہم نے اندر بیٹھکر تنور کے

بند ہی دم شور محشر کا فغان کے سامنے
دم مری فریاد کا بھرتے ہیں نالے صور کے

رنج و غم درد و مصیبت کا ہی ہر دم سامنا
دن جدائی کے مشابہ ہیں شب عاشور کے

دیکھیے کس طرح طی ہو منزل ملک عدم
زاد رہ کچھ بھی نہیں ہم ہیں مسافر دور کے

یاد حق مد نظر ہر دم جو دم کے ساتھ ہی
میرے سب تار نفس ہیں پنبہ منصور کے

لکھتے لکھتے خط شوق اونکو یہ دفتر بڑہ گیا
ڈھوتے ڈھوتے مو سر تک اوڑ گئے مزدور کے

شہرت خوبان مصری تیرے آگے کچھ نہیں
خوش نوا معلوم ہوتے ہیں دہل دور کے

ورد چشم مست ساقی کا جو ہی مجھ رند کو
دانہ تسبیح دانے بن گئے انگور کے

موذیوں کو زہر ملنا چاہیے تھا مثل مار
شان اوسکی شہد پیدا گھر میں ہی زنبور کے

۱۶۸

جان دیتا ہوں میں اوس برق تجلی پر ادیب
میرے مرقد میں ہون تختے شاخ نخل طور کے

۱۷

اک قیامت وصل کی شب میں نشان صبح ہی
صور کا نالہ ہمیں شور اذان صبح ہی

عارض صافی اگر اونکا بیان صبح ہی
ابرو پر خم بھی مثل کہکشان صبح ہی

بھول جائے جو سنے اوس مہر طلعت کی صفت
مطلع خورشید کو ورد زبان صبح ہی

ہجر کی جب رات ہی روز قیامت سے دراز
پھر بھلا فرقت کی شب کسکو گمان صبح ہی

مثل قندیل اوسمیں مہر داغ ہی اے مہوش
خانۂ دل یاد میں تیری مکان صبح ہی

اک کہانی ہی سحر کا وصف پیش روئے یار
روبرو اوس رخ کے قصہ داستان صبح ہی

عارض صافی برابر ہی سحر کے نور مین — چہرۂ روشن تمہارا ہمعنان صبح ہی

زلف شب گون کی جو الٹی ای رخ پرنور پر — ہوگیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

رزق ہر اہل صفا کو غیب سے ملتا ہی روز — قرص خورشید جہان افروز نان صبح ہی

روشنی دیکھی نہین ایسی شب مہتاب مین — میری شام وصل گویا ہمعنان صبح ہی

اے دل آیا موسم پیری عبادت چاہیے — چشم غفلت کھول کے وقت اذان صبح ہی

صاف طینت خلق خالق نے کیا ہی کچھ — روبروے طبع عالی پست شان صبح ہی

غائب آنکھوں سے ہوا ہی جب سے وہ خورشید رو — دیدۂ عشاق مین تیرہ جہان صبح ہی

جلکے زاری سے مری کہتے ہین سکان عرش — الامان کیا نالہ آتش فشان صبح ہی

دلمین ہی تلخی و بیداری ہجران کا جو دھیان — بے مزہ شیرینی خواب گران صبح ہی

زلف مشکین کی جو الٹی ای رخ پرنور پر — ہوگیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

۱۶۹ وصل کی شب مل گئے ہین آج دونون وقت ادب

۱۶ زلف پرشکن شام کا رخ پر گمان صبح ہی

صد حیف غیر جبین کو داخل کیے گئے — اوس گھر سے دور ہم کئی منزل کیے گئے

ہوگا گناہ کعبہ کے ڈھانیکا اے بتو — عشاق کے شکستہ اگر دل کیے گئے

آئینہ رکھکے آئینہ رؤون کے روبرو — دعوے جو تھے خودی کے وہ باطل کیے گئے

عشاق آئے کوچۂ قاتل مین جسگھڑی — مرغان روح طائر بسمل کیے گئے

فرط ادب سے چپ رہے ہم قتل گاہ مین — جب دم کہ زیر خنجر قاتل کیے گئے

اسرار اونکے تنگ دہن کے نہ کھل سکے — ہیہے نہ حل یہ عقدۂ مشکل کیے گئے

ہم نے نہ پائی منزل مقصود اے قمر — گو مثل ماہ قطع منازل کیے گئے

شیرین کلام سن کے ہوے ہم قریب مرگ
میٹھی چھری سے یار کی بسمل کیے گئے

جن ہاتھون سے کہ قتل ہوے ہم ہزار حیف
وہ گردن عدو مین حمائل کیے گئے

مثل صدا نکل گئے اللہ رے لاغری
جسوقت ہم اسیر سلاسل کیے گئے

ہم تشنہ کام کیون نکرین شکر دم بدم
سیراب آب خنجر قاتل سے کیے گئے

تخت اوس پری کا سر پہ اوٹھانے کیواسطے
مامور خاص عرش کے حامل کیے گئے

نکلے تپش مین پھٹکے مرے داغہاے دل
خورشید حشر سے جو مقابل کیے گئے

صیاد نے لی جان گلا گھونٹ گھونٹ کر
فریاد جب قفس مین عنادل کیے گئے

ہردم حضور دیدۂ عرفان رہا وہ رخ
پردے اگرچہ سیکڑون حائل کیے گئے

۱۸ گھر مین وہ حوروش جو ہمین لے گیا ادیب ۱۹
ہم یہ سمجھے قصر خلد مین داخل کیے گئے

دست رنگین مین ترے اعجاز ہی دلدار ہی
طائر رنگ حنا اوڑجانے کو طیار ہی

سرو قامت نرگس آنکھین اور گل رخسار ہی
سامنے اپنے وہ گل ہی یا کہ اک گلزار ہی

زندگانی مین ہوا تھا مجھکو عشق زلف یار
اژدہاے گور بعد مرگ یار غار ہی

خندہ زن ہوتے ہین مجھپر چھوڑ کر منہ پر نقاب
پردۂ رخسار اون کا قہقہہ دیوار ہی

روز شب کو خواب مین آتا ہی وہ خورشید رو
خفتہ بختون کا نصیبہ آجکل بیدار ہی

دیکھکر کٹتے ہین سب خوبان عالم رشک سے
ساق عریان یار کی کیا برہنہ تلوار ہی

رشک یوسف ہر گلی کوچہ مین آتے ہین نظر
فرخ آباد آج کل کیا مصر کا بازار ہی

چرخ نیلی پر گل نیلوفری کا ہی گمان
جوش پر پھر اشک چشم دریا بار ہی

جس طرف دیکھو اوسیکا جلوہ آتا ہی نظر
سارے عالم مین یہ نور شمع روے یار ہی

صورت غنچہ نظر آتا ہی اوسکو انقباض
گلشن ہستی مین جو اک غنچۂ زرد ا ہی

خوف سے مریخ کے پر جلتے ہین آتے ہوے
گرم اوسکے کوچے مین یہ موسم کا بازار ہی

ہجر مین بڑھکر ہی سولی سے بھی گلگشت چمن
سرو گلزار جہان مجھکو بر نگ دار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم تن کیواسطے
سبزۂ رخسار جانان مرہم زنگار ہی

خوف موجون کا نہ کچھ باد مخالف کا خطر
تو ہی کشتیبان جس کا اوس کا بیڑا پار ہی

یاد ابرو مین نظر جاتی ہی جب سوے فلک
ماہ نو کو جانتا ہون برہنہ تلوار ہی

بسکہ وہ ہی ہمکو مقتل سے بھی بڑھکر ہجر مین
فرقت ساقی مین موج مے ہمین تلوار ہی

ناتوانی کے سبب ٹوٹے رہین ہیگے ہجر مین
غیر ممکن توڑتا اب آنسو نکا تار ہی

ہون وہ مجنون مجھپر ایسے سے سنگ کودکان
ہوگئی مدت کہ خالی دامن کہسار ہی

١٧١

جب سے جوہر اوٹھ گئے بزم جہان سے ای ادیب
شعر گوئی سے ہمارا دل بہت بیزار ہی

١٤

سارے عالم کی ملی نعمت اوسے گھر بیٹھے
توڑ کر پانون جو انسان خدا پر بیٹھے

رنج پر رنج ملا ہمکو تمہارے ہاتھون سے
ایک دن شاد نہ ای چرخ ستمگر بیٹھے

چشم پر نم سے یہ طوفان اوٹھا اشکونکا
سارے عالم کے نظر آنے لگے گھر بیٹھے

دل مضطر کو مرے چین ملے ای سفاک
توڑ کر سینہ جو پیکان جگر پر بیٹھے

جلوۂ یار سے روشن ہی مرا خانۂ دل
اوسکا دیدار میسر ہی مجھے گھر بیٹھے

فرط خوشبو سے مرا کلبۂ احزان ہو چمن
گھر مرے آکے جو وہ یار سمن بر بیٹھے

عاشق آینہ رو ہون مجھے سب کہتے ہین
دیکھلو یہ ہین نصیبے کہ سکندر بیٹھے

جب گیا کوچہ مین اونکے تو کشش سے دلکی
دیکھنے کو وہ مرے بام پہ آکر بیٹھے

می و میخانہ کی توصیف تھی سُنّی مقصود — محفل وعظ مین ہم رند جو اکثر بیٹھے
جان آ گئی تن بیجان مین قیامت اوٹھے — ایک دم پاس جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے
صاف دل صورت آئینہ ملے ہم سب سے — پاس دشمن کے بھی دم بھر نہ مکدر بیٹھے
تم تو اوٹھتے ہو ابھی جائیگی جان عشاق — طائر روح روان تولتے ہین پر بیٹھے
یار رنج و غم تنہائی دلبر ہی ستم — درد اوٹھنے سے نہ کیونکر دل مضطر بیٹھے

١٧٢ — ٢٦

اوسکے پڑھنے کا مزہ بزم سخن مین ہی ادیب
چوٹ جس شعر کی ہر ایک کے دل پر بیٹھے

خوشا طالع کہ ان روز دن بغل مین اک پری رو ہی — نہ ہے قسمت کہ سرما مین ہمارا گرم پہلو ہی
الٰہی کس بلا کی یہ شب تاریک گیسو ہی — کہ اوسکے سایہ سے شک رات کا دن پہ ہرک ہی
زیادہ کیا لکھون الختصر یہ طول گیسو ہی — کہ عمر خضر سے اصلا نہین فرق اک سر مو ہی
سبب رونق کا ای گل باغ عالم مین فقط تو ہی — برنگ گل چمن مین اور گل مین صورت بو ہی
وہ صبح رخ ہی جس سے رشک ہو صبح بنارس کو — خجل جس سے اودہ کی شام ہو وہ شام گیسو ہی
کیا تھا تشنہ کامون کو جو سیراب آب خنجر سے — زبان شکر قاتل جسم پر ہر اک سر مو ہی
تصور کعبۂ دل مین ہی خال روے جانان کا — تعجب ہی کہ بستی مین مسلمانون کی ہندو ہی
کہا کرتے ہین ای ناصح عداوت ترک عادت کو — محبت خوبروون کی ہمیشہ کی مری خو ہی
نہ تولی ایک دن جب جنس حسن اوس ماہ طلعت کی — بتا ای چرخ پھر کس کام کی تیری ترازو ہی
چورایا آب خنجر اسقدر زخمون کے چورون نے — لب ہر زخم اپنا قاتلو گویا لب جو ہی
کیا ہی جب سے وہ مین رات بھر بیتاب رہتا ہون — کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل یہ درد پہلو ہی
رہا کرتا ہون گریان گوہر دندان کی فرقت مین — دُر غلطان کی قیمت کا مرا ہر ایک آنسو ہی

جو دیکھا غور سے ہمنے تمھارے سر کے بالونمین
نہین تعویذ گوڑے کا شب یلدا مین جگنو ہی

محبت زلف پیچان کی نہین ہی کھیل لڑکون کا
کھلانا سہل کالے کا ہی مشکل عشق گیسو ہی

مسیحا وہ لب جان بخش ہین معجز نمائی مین
جسے کہتے ہین ساحر ساحری وہ چشم جادو ہی

وہ لاغر ہون کہ مجھپر انگلیان اوٹھتی ہین لوگونکی
قد خم گشتہ ماہ نو ہی جب سے عشق ابرو ہی

فراق اوس سرو قد کا کم نہین مجھکو قیامت سے
صدائے صور محشر باغ مین قمری کی کوکو ہی

طبیبو تمکو سودا ہی جو آئے ہو مداوا کو
مسیحا سے بھی نا ممکن علاج درد پہلو ہی

ہوئین جب ہڈیان سوز دروں سے جل کے خاکستر
سگ دلدار کا طالب پھرا ہی دل کیلیے تو ہی

وہ روز ہجر ہی جسکو حشر کا دن لوگ کہتے ہین
قیامت تک نہین جسکی سحر وہ شام گیسو ہی

تمھاری زلف پیچان کی ہی الفت سارے عالم کو
مطیع اس لام کا ہر اک مسلمان اور ہندو ہی

چلے جسکے گلے پر پھر نہ مانگے وہ کبھی پانی
نہین کھلتا ہمین کس گھاٹ کی وہ تیغ ابرو ہی

گیا تھا سوزش دل سے کسی دن مین نہانیکو
حباب بحر سے پر آبلہ ابتک لب جو ہی

تب فرقت کی بیماری کا پھر کیون خوف ہو مجھکو
تمھارا نام جب ہر دم مرا تعویذ بازو ہی

معمائے دہان تنگ جانان ہی بہت مشکل
فلاطون سر بزانو ادرکم عقل ارسطو ہی

١٧٣

ادیب خستہ جان کو خوف عصیان کیون ہی اے خالق
جو اوسکے جرم کی عادت تو بخشش کی تری خو ہی

٣٦

دلرباؤن کی بے وفائی سے
دل کو نفرت ہی آشنائی سے

یہ بھی ہی شان کبریائی سے
جو وہ یکتا ہی سب خدائی سے

پوچھتے کیا ہو داستان فراق
بڑھ گئی ہی شب جدائی سے

دے اگر ہاتھ سے وہ شیرین لب
زہر بھی کم نہو مٹھائی سے

باز آؤ تمھین خدا کی قسم
اے بتو دعوئے خدائی سے

ہین وہ بلبل قفس مین ہون پابند
جو کہ مایوس ہے رہائی سے

سچ تو یہ ہے اولٹ گئی قسمت
کج ادا اونکی کج ادائی سے

تھک کے جراح ہوگئے عاجز
میرے ہر زخم کی سلائی سے

بدر گھٹکر ہوا ہلال اے ماہ
تیری چوکھٹ کی جبہہ سائی سے

مجھکو حیرت ہے کیسے جیتا ہون
صدمہ ہا شب جدائی سے

تیرے در کا فقیر کہتا ہے
شاہی اچھی نہین گدائی سے

وصف شیرین لبونکا ہو کیونکر
بند لب ہوگئے مٹھائی سے

یہ لطافت دیکھی ہے نہ سنی
راز دل ہے عیان صفائی سے

تیرے در پہ ہمنے سجدے کیے
ہوگئے محو جبہہ سائی سے

خواب مین بھی نہ پہنچے ہم اوس تک
بخت خفتہ کی نارسائی سے

دھیان آنکھونکا اوٹھ نہین گیا
تیر جاتے نہین ترائی سے

دونون رخسار مین وہ غیرت صبح
ششدر آئینہ ہے صفائی سے

شکل مردے کی بن گیا ہون مین
زندگی موت ہے جدائی سے

آب مے تم جو زاہدو چکھو
ہاتھ دھو بیٹھو پارسائی سے

اختر چرخ وہ ستارہ بنا
جو گرا اوسکی زیر پائی سے

ہین غنی جب بیٹھے توڑکے پاؤن
پائی شاہی شکستہ پائی سے

ہون وہ مجنون کہ خار صحرائی
سر مین نکلے برہنہ پائی سے

ہم وہ غنچہ دہن ہین کہ دل تنگ ہے
غم کو نہین کی سمائی سے

ہم مرا ہی لبون پر ای قاتل
گردن و تیغ کی جدائی سے

صورت مردہ ہم ہین گھر ہی بحد
زندہ درگور رہین جدائی سے

١٧٢ غم غلط کرتے ہین ادیب اپنا
یہ غرض ہی غزل سرائی سے ١٧

لی تعلّی کی جو تم سے ماہ نے
لالہ سان داغی کیا اللہ نے

بحر غم سے ہجر کے ای بحر حسن
پار بیڑا کر دیا اللہ نے

لاغری مین فرق یہ ہی بار غم
کوہ کو سر پر اوٹھایا کاہ نے

عاشق شیدا نہ اوچھلے ڈوب کر
جان لی چاہ ذقن کی چاہ نے

میرے رونے سے پسیجا ہی وہ بت
موم پتھر کو کیا ہی آہ نے

حسن مین تمسا نہ پایا دوسرا
شمع لیکر گو کہ ڈھونڈا ماہ نے

شمع مہر و ماہ کو روشن کیا
اختر خال رخ دلخواہ نے

میرے حق مین دشت پیمائی کے وقت
کانٹے کیون بوئے ہین خار راہ نے

سوے مقتل خود کھچا جاتا ہون مین
یہ کشش کی ہی شہادتگاہ نے

اسم اعظم کی صفت نام خدا
پائی ہی نام بت دلخواہ نے

جب کسی سے بھی نہ اوٹھا بار غم
تب مجھے پیدا کیا اللہ نے

رتبہ پایا عرش اعظم سے سوا
ای صنم تیرے ترقی جاہ نے

مجھ گدا نے نظم کی توصیف یار
فتح اقلیم سخن کی شاہ نے

سقف گردون کو فراق یار مین
کر دیا غربال تیر آہ نے

سب یہ کہتے ہین ہمین ملتا نہین
کر دیا گم ہمکو اس افواہ نے

جو ترے در کا ہوا آ کے فقیر ٹوپی بدلی اوس گدا سے شاہ نے

١٧٥ شکر کا سجدہ بجا لاوادیب
رزق بے منت دیا اللہ نے ١٧

سیر گلشن سے طبیعت ہے کیا شاد اپنی
تیوری بدلے ہوئے پھرتا ہو جو صیاد اپنی

کھینچے تلوار اگر وہ ستم ایجاد اپنی
آنکھ جھپکا ئے ابھی جوہر فولاد اپنی

ہین وہ جانباز نہ پھیرینگے کبھی منھ مڑ کر
اے ستمگار دکھا تو ہمین بیداد اپنی

خوبرو دلمین جگہ دیتے ہین وہ عاشق ہون
میری تکلیف سمجھتے ہین پریزاد اپنی

کبھی تشریف جو لاوگے دل ویران مین
بستی اوجڑی ہوئی ہو جائیگی آباد اپنی

مثل دیوانون کے اسطرح نہ تنکے چنتے
شکل ہم کو جو دکھاتا وہ پریزاد اپنی

زہد صد سالہ ابھی چھوڑ دین ٹھین جو بتو
پارسائی کرین نذر آپکے زہاد اپنی

رنج سہنا مگر اے دل نہ شکایت کرنا
بات کوئی تو ہو عشاق مین ایجاد اپنی

کھود کر پھینک دیا لاش کو میری اوسنے
کوچہ یار مین مٹی ہوئی برباد اپنی

بھولتے دونون جہان کو نہ کبھی ہم ہرگز
نہ دلاتا وہ پریزاد اگر یاد اپنی

رہے غفلت مین نہ کچھ خوف کیا عقبی کا
حیف سب عمر گئی مفت مین برباد اپنی

سر کو ٹکرا کے نہ کیون جان حزین قید مین دین
جب اسیری مین نہو کوئی بھی میعاد اپنی

سخت جان ایسے ہین جانباز جو آیا پئے قتل
چوکڑی بھول گیا دیکھ کے جلاد اپنی

سامنے اوس قد بالا کے بھلا کیونکر ہون
اصل کیا رکھتے ہین گلزار مین شمشاد اپنی

نالہائے دل پر درد عنادل نہ سنے
خیریت چاہے اگر باغ مین صیاد اپنی

جانکنی ہمنے یہ کی عشق لب شیرین مین
جو سنے کوہکنی چھوڑ دے فرہاد اپنی

١٧٦

غیر ممکن غزل اس طرح مین ہم سے تھی ای ادیب
ہوتی موزون نہ اگر طبع خداداد اپنی

٢٥

ہی خبر گرم آج حسب وعدہ یار آنے کو ہی
بعد مدت کے تجھے ای دل قرار آنے کو ہی

بہر گلگشت چمن وہ گلعذار آنے کو ہی
چشم بلبل مین گل گلزار رخسار آنے کو ہی

روے رشک آئینہ پھر خط یار آنے کو ہی
یا حلب کے ملک مین فوج تتار آنے کو ہی

مشعل رخ کا تصور چاہیے ای دل فروز
کوچۂ گیسو کی راہ تنگ و تار آنے کو ہی

جانکنی کرنے کو اپنی ای بت شیرین ادا
کوہکن سے بڑھکے کوئی دلفگار آنے کو ہی

حال رخصت سن کے اوٹھا چاہتا ہی درد دل
جیسے یاد اوسکی رہے وہ یادگار آنے کو ہی

باغ جنت سے تمہارے پاس ای طوبی قد
سرو بہر پابوسی سایہ دار آنے کو ہی

تشنہ کامان شہادت کی بجھیگی تشنگی
وہ ستمگر لے کے تیغ آبدار آنے کو ہی

روز فرقت تو کٹا مشکل سے کیا ہو دیکھیے
پھر وہی کل کی شب تاریک و تار آنے کو ہی

سن کے شوق زینت و آرایش ای آئینہ رو
آئینہ بنکر ترا آئینہ دار آنے کو ہی

داغ روشن ہی سے روز ابھی شب تاریک گور
کیسلیے بعد فنا شمع مزار آنے کو ہی

ہی چمن مین کس نگارین پا کا شوق پابوس
راہ پیک سالہ جو طی کیے بہار آنے کو ہی

کسنے بے پر کی اوڑائی ہی چمن مین بلبلو
کون کہتا ہی کہ فصل نو بہار آنے کو ہی

میرے مرتے ہی صدا آئی وہان گور سے
بعد مدت کے ہمارا یار غار آنے کو ہی

ای ستمگر جب سے قتل عام کا مژدہ سنا
سر بکف مقتل مین تیرا جان نثار آنے کو ہی

واسطے سیر گل داغ دل وہ گل کا ہی قصد
میرے خانۂ باغ مین طرفہ بہار آنے کو ہی

پھول سے لبریز غنچون کے سبو مین جا بجا
آج کیا گلشن مین کوئی بادہ خوار آنے کو ہی

اضطراب دل سے جاگ اوٹھیں گے مردے قبر مین ۔ زلزلے مین ایک دن میرا فراز آنے کو ہی
غنچۂ گلزار بھی عاشق ہی کیا ای غنچہ لب ۔ لیکے زر مٹھی مین تو بہر نثار آنے کو ہی
خاک اوڑیگی دیکھنا گلشن مین اس گل کے بغیر ۔ بلبلو فصل بہار اکی ہزار آنے کو ہی
کس سے پوچھون گوش گل بہرے ہین بلبل گنگ ہے ۔ ای صبا تو ہی بتا وہ گلعذار آنے کو ہی
برش مژگان کے باعث الیسی ارزانی ہوئی ۔ اشرفی کے مول جو تھا وہ کٹار آنے کو ہی
اضطراب دل سے گھر مین ہین کبھی در پر کبھی ۔ ہمنے جب سے ہم سنا ہی آج یار آنے کو ہی
آتش حسرت سے جل جلکر مرے جاتے ہین غیر ۔ یہ فروغ ان دنون میرے اونکے یار آنے کو ہی

۱۷۷ ای ادیب اپنے ہر اک دم کا ہے ہر دم حساب ۔ موت اک دن صورت ورزشمار آنے کو ہی ۲۵

بعد عروج ماہ ہی صورت زوال کی ۔ کیونکر خوشی ہو بدر کو اپنے کمال کی
تیرے گدا سمجھتے ہین کیا اصل مال کی ۔ کمل کے رو برو نہین کچھ قدر شال کی
بیخود یہ ہین خبر نہین کچھ اپنے حال کی ۔ اللہ رے خوشی تجھے روز وصال کی
جسنے کبھی نہ دیکھی ہو صورت بلال کی ۔ دیکھے وہ شکل یار کے زنگی خال کی
اوس ماہرو کے ہجر مین ایسا نحیف ہون ۔ قد خمیدہ شکل بنا ہی ہلال کی
پہلو مین بیٹھ بیٹھ کے دل لیگئے مرا ۔ تمنے تو دل سے عاشق شیدا چال کی
اوس نونہال کی یہ مسین بھیگتی نہین ۔ کوپل نکلتی آتی ہی شاخ نہال کی
شاید پھر آمد آمد فصل بہار ہی ۔ وحشت ہمارے دل کو ہی پھر پارسال کی
خورشید ہی فروغ مین مثل چراغ روز ۔ اللہ رے روشنی ترے چہرہ کے خال کی
گلگشت کو چمن مین جو آیا وہ شمع رو ۔ مانند شمع شاخ ہوئی ہر نہال کی

قصر بلند یار کا اللہ رے ارتفاع — ہمت ہی پست طائر وہم و خیال کی

نازک مرا وہ شیشۂ دل ہی کہ چور ہو — لگ جائے اسکو ٹھیس جو پائے خیال کی

حسرت اسی مین ہی کہ نہ جا منعمون کے پاس — ای دل جو نان خشک ملے حق حلال کی

اوس ماہرو کا مثل کوئی ہو تو سچ بتا — ای بدر تجھکو ہی قسم اپنے کمال کی

شیرین لبون کے حسن کی جب سے صفت لکھی — شہرت ہی شہر شہر مین حسن مقال کی

رو دیتے ہین عدو بھی مری شکل دیکھکر — فرقت مین بنگیا ہون یہ صورت ملال کی

نوک مژہ کھٹکتی رہی بعد مرگ بھی — کب نکلی پھانس اپنے دل پر ملال کی

اثبات میں ہین سکے ہی بیکار گفتگو — ای شاعرو یہ بات نہین قیل و قال کی

جب سے رنج و غم کا نپایا کہین علاج — بزم سخن مین جاکے طبیعت بحال کی

دائم سرور جسمین سکونت گزین ہا — وہ دل فرودگاہ ہی رنج و ملال کی

اک نوجوان سے وصل کی ٹھہری ہی ساقی آج — وہ مے دے جو کشیدہ ہو دو چار سال کی

دربان سے ہی اوس بت پردہ نشین کا حکم — تو لوگو کو چین کاٹ لے پائے خیال کی

دھو جائین اپنے نامۂ اعمال کیا عجب — کثرت یہی جو ہی عرق انفعال کی

مخمور جب سے بادۂ وحدت سے ہو گئے — ہم دیکھتے ہین جام مین صورت کلال کی

۱۷۸

گل خندہ زن ہین حسن دو روزہ پر ای ادیب — رو دین گے یاد آئے گی جب دم آل کی

۲۰

پابند جو محبت زلف دوتا مین ہی — گویا ازل سے قید وہ دام بلا مین ہی

شادی کے ساتھ رنج بھی دار فنا مین ہی — آواز نالہ خندۂ دندان نما مین ہی

جب سے کہ کھل گئی ہی مری چشم معرفت — جس بت کو دیکھتا ہون وہ محو خدا مین ہی

دم بند ہو مسیح کا سنلین اگر کلام
اعجاز وہ ترے لب معجز نما مین ہی

بیتاب ہو کے نالون سے صیاد بول اوٹھا
کیا درد شور بلبل نغمہ سرا مین ہی

خالق سے التجا ہی چمن مین رہے وہ گل
ہر ایک شاخ ہاتھ اوٹھائے دعا مین ہی

چھٹتا نہین ہی گیسوے مشکین کی قید سے
یارب دل حزین یہ مرا کس بلا مین ہی

لب اپنے بند ہو گئے وقت بیان وصف
شیرینی ایسی قند لب دلربا مین ہی

مثل جوان اوٹھائے ہی عالم کا بار ظلم
کیا زور پیر چرخ کی پشت دوتا مین ہی

عمر خضر سے بال برابر نہین ہی فرق
ایسا ہی طول یار کی زلف دوتا مین ہی

چکر مین رہتے ہین جنھین روزی کی ہی تلاش
گردش برائے دانہ ہر اک آسیا مین ہی

کیا اعتبار قصر تن زار غافلو
ہردم حباب وار یہ بحر فنا مین ہی

مایوس کیون ہی اے دل مہجور صبر کر
ہو روز ہجر وصل یہ قدرت خدا مین ہی

قدمون کے ساتھ پھرتے ہین عشاق جابجا
تاثیر نقش حب کی ترے نقش پا مین ہی

نالون کو سنکے گھر سے وہ آتے ہین دوڑتے
دیکھو تو کیا اثر مری آہ رسا مین ہی

مرضی کردگار مین لازم نہین خلاف
بندہ وہ ہی جو ہر گھڑی اوسکی رضا مین ہی

اوس ماہرو نے بھیک جو دی اپنے ہاتھ سے
عالم ہلال کا لب نان گدا مین ہی

زلف سیاہ جب رخ روشن پر آگئی
سب بول اوٹھے کہ مہر منور گھٹا مین ہی

پوچھین گے پر غرور امیرون سے ہم فقیر
کچھ فرق بعد مرگ بھی شاہ و گدا مین ہی

۱۷۹

کیا حال پوچھتے ہو زمانہ کا ای ادیب
الفت عزیز مین ہی نہ مہر آشنا مین ہی

۳۵

غربت مین ہم ہین روح ہماری وطن مین ہی
بلبل قفس مین جان پریشان چمن مین ہی

وہ بات آجکل ہے گل پیرہن مین ہی
شرمندہ جسکو دیکھکے ہر گل چمن مین ہی

جو رنگ روپ آجکل اوس گلبدن مین ہی
ایسی کہان بہار عروس چمن مین ہی

وصف دہان یار کا رکھتا نہین جو درد
کس کام کی زبان پھر اوسکے دہن مین ہی

اک مہروش کے ہجر مین دی ہی جو مین نے جان
عالم شعاع کا مرے تار کفن مین ہی

آئے جو مہر صورت خال سیاہ ہے
تاریکی اس قدر مرے بیت الحزن مین ہی

عشق کمر مین یار کے اسدر لاغری
معدوم جسم زار مرا پیرہن مین ہی

بزم جہان مین شمع کے مانند ہین خموش
کہنے کو گو زبان ہمارے دہن مین ہی

ہنگام شب ہی مجمع اغیار مین وہ مہر
ہی طرفہ بات رات کو سورج گہن مین ہی

پنجاب کا ہی شبہہ مین دوآب پر
سیلاب اشک چشم پہ گنگ و جمن مین ہی

مردہ کیا ہی ہجر نے اک عمر سے مجھے
عالم کفن کا مدتون سے پیرہن مین ہی

چھوٹون بھی مجھ غریب کو کرتے نہین ہین یاد
یہ کیسی بے مروتی اہل وطن مین ہی

دو باتین کرکے دل کو ہر اک کا لبھا لیا
انداز سحر کا ترے طرز سخن مین ہی

دست جنون کی دست درازی ہی بعد مرگ
ہی تار تار تار جو اپنے کفن مین ہی

آزاد ہی وہ قید سے دونون جہان کی
جکڑا ہوا جو زلف رسا کی رسن مین ہی

غائب نظر سے ہی دہن تنگ یار کا
لیکن برائے نام کمر پیرہن مین ہی

اے بت ترے کلام کے قائل ہین لاکلام
لیکن ہمین کلام ثبوت دہن مین ہی

خندان عبث ہین اپنے دو روزہ بہار پر
یہ حسن مستعار گلون کا چمن مین ہی

رنگین شعر پڑھتے ہین اوس گل کے وصف مین
بزم سخن مین ہم ہین کہ بلبل چمن مین ہی

ہو شمع کے لباس مین یا گل کے بھیس مین
معشوق دلربا ہی وہ جس پیرہن مین ہی

عشاق جان دیتے ہین بے نیزہ و سنان
ای ترک طرفہ نوک تری بانکپن مین ہی

تازہ مدام رہتے ہین گلہاے داغ دل
کیا بیخزان بہار ہماری چمن مین ہی

گلگشت مین کھلا رخ پرنور دیکھکر
سورج مکھی کا پھول شگفتہ چمن مین ہی

دیکھے جو بزم یار وہ قسمت کا ہی دھنی
اوسکے نہ ہے نصیب جگہ وس انجمن مین ہی

آنکھین تمہاری ہین وہ فسونساز ای بتو
حیران جن کو دیکھکے نرگس چمن مین ہی

چھوڑا ہی مین نے سر لب شیرین کے عشق مین
کیا فرق مجھ مین اور بھلا کوہکن مین ہی

بوسہ ملا تو جی گئے عمر ابد ملی
آب حیات یار کے چاہ ذقن مین ہی

ای گلبدن جو پانوؤن کا تیرے غبار ہی
وہ خاک سرمہ چشم عروس چمن مین ہی

آنکھون سے ہم لگاتے ہین گل اوسکو جانکر
جو خار دیکھتے ہین کہ راہ وطن مین ہی

گلزار کائنات کی طرفہ بہار ہی
جس گل کو دیکھو ہوش ربا اس چمن مین ہی

دنیا کی نعمتون سے بھی بھرتا نہین کبھی
تا سور کیا حریصون کے زخم دہن مین ہی

ہی تیرے دم سے بزم حسینان مین روشنی
مانند شمع داغ جگر انجمن مین ہی

ای بت جو رشتہ سبحہ و زنار کا ہی ایک
پھر کیا نہین ہی شیخ مین کیا برہمن مین ہی

لینے سے اوسکے نام کے لب بند ہو گئے
شیرینی ایسی یار کے سیب ذقن مین ہی

۱۸۰ بزم سخن مین قدر کچھ اپنی نہین ادیب
میرا شمار ہی نہین اہل سخن مین ہی ۳۲

دلمین مئے سرور ہی کیف شراب سے
پرنور گھر ہی عکس رخ آفتاب سے

میرے گناہ جب کہ ہین باہر حساب سے
کچھ ڈر نہین حساب کے دن کے عذاب سے

در پر کبھی ہون وعدہ کی شب گھر مین ہون کبھی
دم بھر نہین ہی چین کہین اضطراب سے

ساقی عجب نہین ہی جو بہ جاوے ترنگ
کشتی مے تلاطم موج شراب سے

شاید وہ دین گے شربت دیدار چھانکر
بیہودہ کیون چھپا لئے ہین منھ کو نقاب سے

ہوگا گمان خلق کو طوفان نوح کا
آنسو اگر گرے مری چشم پُر آب سے

سب بولے آفتاب قد آدم آگیا
وا ہو گیا جو وہ رخ روشن نقاب سے

جب تک نہ صاف ہووے یہ سر دل کی تیرگی
اے شیخ تجھکو فائدہ کیا ہی خضاب سے

آب حیات سے نہین کچھ کم ہی آب مے
مین بادہ کش ہون نسبت مری ہی شراب سے

مین مرگیا ہون گوہر دندان کی یاد مین
احباب غسل دین مجھے موتی کی آب سے

اے مہر اپنے درہم داغ اب فروغ مین
کچھ کم نہین ہین اشرفی آفتاب سے

ہم شوق دید عارض پر نور یار مین
آنکھین لڑا رہے ہین کھڑے آفتاب سے

اپنے دہن کیطرح رہے ہے گم تمام رات
ایسے شب وصال وہ سمٹے حجاب سے

وہ پہلوے رقیب سے پھر آئین میرے گھر
اے چرخ کیا ہی دور ترے انقلاب سے

گلشن مین خاک اوڑتی ہی سونے ہین میکدے
مجھ بادہ کش نے کی ہی جو توبہ شراب سے

تھا پہلے اجتناب مگر اب یہ شوق ہی
زاہد جو کھولتا ہی تو روزہ شراب سے

دیکھا بلند قصر جو اوس رشک ماہ کا
دستار گر پڑی لگی سر آفتاب سے

ہاتھ اپنے گھس گئے یہ لکھے ہمنے خط شوق
لیکن نہ خوش کیا کبھی اوسنے جواب سے

ہنگام دید پردہ رخ ہو گیا دو چند
تار نظر جو مل گئے تار نقاب سے

وہ مست ہین کہ دیدہ و دل کرتے ہین نثار
ایسا ہی انس شیشہ و جام شراب سے

ایسا گناہگار نہین کوئی حشر مین
دوزخ بھی کانپتا ہی ہمارے عذاب سے

وہ مست بادہ کش ہون کہ ساقی کے ہجر مین
دوران سر ہوا مجھے دور شراب سے

دونون جہان کے علم عیان ہوگئے زاہدو | چار آنکھین ہونگی جب کبھی جام شراب سے
بیوجہ زرد رو نہین گردون پر آفتاب | خجلت زدہ ہی چہرۂ روشن کی تاب سے
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | دھوتے بیٹھے ہاتھ گوہر خوشاب آب سے
اوس مہر کی ہی مہر سے یہ مرتبہ بلند | کرتا ہی باتین ذرۂ خاک آفتاب سے
بحر جہا مین سب ہین کوئی دن کے میہمان | آواز آتی ہی یہ شکست حباب سے
سونا ہی دنکا باعث کم عمری بشر | مصرع لکھو یہ آب زر آفتاب سے
بحر جہان مین ٹوٹتے ہین سرکشون کے سر | معلوم ہوگیا ہمین شکل حباب سے
وہ مست ہون گراتے ہین میکش زمین پر | قطرے ہمارے نام کے جام شراب سے
زاہد نماز گر سے ہوگا گناہگار | پڑ جائیگا عذاب مین ایسے ثواب سے

١٨١

برباد اوسکی خاک نہوگی کبھی ادیب
عشق دلی ہی جسکو شہ بوتراب سے

٢٨

یہ کم کیا تری فرقت کے غم نے کھا کے مجھے | کہ موت پھر گئی گھر سے مرے بلا کے مجھے
ستم ہین یاد سب اوس شوخ بیوفا کے مجھے | جو آکے خواب مین بھی چلدیا جگا کے مجھے
جو بت ستاتے ہین بیوجہ رونا کے مجھے | وہ منہ دکھائینگے کیا روبرو خدا کے مجھے
تمام دن مجھے حسرت سے خون کیون نرولائے | وہ پان غیر کو دیتا ترا دکھا کے مجھے
یہ چشم مست کو مین دیکھکر ہوا بیہوش | کہ لوگ لیچلے میخانہ سے اوٹھا کے مجھے
گلو فگن ہون یہ سبک ضعف سے گلی مین ہی | کہ پھینک دیتے ہین جو لیتے ہین اوٹھا کے مجھے
خوشا وہ روز کہ سامان وصل ہون طیار | اوٹھائین بزم سے وہ غیر کو بٹھا کے مجھے
یہ ضعف ہی کہ کہا جان نے دم آخر | بڑا محال ہی جانا لبون تک آ کے مجھے

پلاکے مے اوسے اسطرح ساقیا کر مست
کہ مجھسے وہ کہے گھر لیچلو اوٹھا کے مجھے

نصیب اپنے یہ تقدیر کا مری لکھا
خط اوسنے ایک نہ بھیجا یہان سے جا کے مجھے

دن اور رات ہی گردش مین چھانتا ہی خاک
ملا فلک کو یہی خاک مین ملا کے مجھے

خدا ہر ایک کو بیدرد آدمی سے بچالے
وہ ہنس رہے ہین بچھڑتے سے دور رولا کے مجھے

جھکا کے سر کو لگا جاؤ آکے آنکھون سے
اشارے ہین یہ تری چشم نقش پا کے مجھے

مے اس آئینۂ دلمین سیر عالم ہی
حصول لطف ہین جام جہان نما کے مجھے

نہ چھوٹتا کبھی قدمون سے اوس نگارین کے
نصیب ملتے خدایا اگر حنا کے مجھے

شہید تیغ تبسم سے کرتے ہین گویا
وہ دیکھ لیتے ہین جسوقت مسکرا کے مجھے

وہ ہون مریض تب عشق ہو ابھی صحت
طبیب زہر اگر دین عوض دوا کے مجھے

نہ ہے وہ حلق جو ہر دم رہے تہ خنجر
کرم سے لطف ہین ٹھوکر تری جفا کے مجھے

یہ شوق وحشت ہی گھر دوڑتا ہی کاٹنے کو
جنون مین شہر کے ناکے ہوے ہین تا کے مجھے

یہی ہی آرزوے دل کہ خنجر قاتل
نہ ایک دم کو بھی چھوڑے گلے لگا کے مجھے

مثال نقش قدم راہ کوے جانان سے
کہین نہ اوٹھنے دیا ضعف نے بٹھا کے مجھے

محال حسرتین ای تیر یار مدت کی
مزہ خلش کا چکھا جلد دلمین آکے مجھے

ہو موج خیز تلاطم سے پار ابھی بیڑا
خدا مرا جو ہو مانند ناخدا کے مجھے

مسافران عدم یا خدا گئے کس راہ
نشان تک نہین ملتے ہین نقش پا کے مجھے

یہ عشق سبزۂ خط مین ہون زار و کاہیدہ
نفس کی آمد و شد جھوکے ہین ہوا کے مجھے

جدا کبھی نہین ہوتا ہے ای تصور یار
نثار چاہیے ہونا تری وفا کے مجھے

عدم کا ملک بلا ریب ہی بڑا دلچسپ
کہ کوئی بھی نہین پلٹا وہان سے آ کے مجھے

۱۸۲ ادیب فخر ہو مجھکو غزل سرائی مین ۱۶
جو واد شعر دین شاہ دکن بلا کے مجھے

کسی کا جسے عشق ای دل نہین ہی — مزہ زیست کا اوس کو حاصل نہین ہی
گلون کی ہی فرقت مین آواز نالہ — چمن مین یہ شور عنادل نہین ہی
ابھی بام پر یار کے اوڑ کے جاتا — مگر شہپر طائر دل نہین ہی
دکھا دو تم اعجاز اوسے باتین کر کے — جو معجز نمائی کا قائل نہین ہی
نہین ہی جو اوس ناوک افگن کا مسکن — وہ پیکان ہی سینہ مین دل نہین ہی
گیا ہی وہ گل جب سے اپنی بغل سے — شگفتہ مرا غنچۂ دل نہین ہی
پھر لاتے ہو کیون ناصحو سر ہمارا — جو مانے نصیحت یہ وہ دل نہین ہی
سلام اہی دل اب کسیکو ہی ہمین سے — جب اون ابرون کے مقابل نہین ہی
بجز تیرے ملنے کی ای ماہ خوبی — کوئی اور اب حسرت دل نہین ہی
سیہ خال رخسار تابان پر اونکے — مرا اختر بخت ہی تل نہین ہی
اوٹھانا قدم کا ہوا لاکھون منزل — نحافت سے دو ایک منزل نہین ہی
جب اوسنے مرے سینہ پر ہاتھ رکھا — اوسی دم سے بیتابی دل نہین ہی
کھلانا ہی کالے کا گیسو کی الفت — یہ کچھ کھیل ای حضرت دل نہین ہی
جو دشوار ہی زیست مین اونکا آنا — ہمین جان دینا تو مشکل نہین ہی
وہ شل ہاتھ ہو یا کہ ٹوٹے خدایا — جو اونکے گلے مین حمائل نہین ہی

۱۸۳ غزل تو کہی ہی ادیب اس طرح مین ۲۳
کوئی شعر رکھنے کے قابل نہین ہی

دل مرا خوش ہی بجا تیر کے پیکانون سے ۔ روسا شاد ہوا کرتے ہین مہمانون سے
بال لٹکائے جو وہ شانک پہ ہی شانون سے ۔ ہو ہر اک زلف پریشان کے پریشانون سے
دل ہوا کیا خوش ہم گلگشت گلستانون سے ۔ غنچے فرقت مین ہنسین چٹکے ہین پیکانون سے
واہ کیا شوق اسیری ہی اوٹھین ای صبا ۔ بلبلین آتی ہین اوڑ اوڑ کے گلستانون سے
بار سر تن سے اوتارا ہی مرا ای قاتل ۔ مین سبکدوش ہنوز ترے احسانون سے
ناوک یار کسی طرح نہ دل سے نکلین ۔ گھر یہ خالی کبھی یارب نہو مہمانون سے
نظر بھر سے تمنے نہ کسیدن دیکھا ۔ لاکھون عاشق اسی حسرت مین گئے جانون سے
ای پری پھاڑکے دیوانون نے ایسے پھینکے ۔ کوسون دامن سے جا جا کے گریبانون سے
بڑھ گئی حلقہ بگوشی سے جہان مین توقیر ۔ آبرو پائی ہی گوہر نے ترے کانون سے
کیا مزہ ہی جو بڑھے لذت درد ای قاتل ۔ بھر دے زخمونمین نمک لیکے نمکدانون سے
بعد مدت کے تمنا مرے دل کی نکلی ۔ آج لایا ہون گھر اونکو بڑے ارمانون سے
درد انگیز ہین اسطرح کہ جو کوئی سنے ۔ منہ کو آجائے کلیجہ مرے افسانون سے
ہم وہ مے نوش ہین مے سے جو کرینگے توبہ ۔ رونق اوٹھ جائیگی ای میکشو میخانون سے
کیون تصدق نکرین دیدہ و دل ای ساقی ۔ عشق شیشون سے ہی الفت ہمین پیمانون سے
توبہ کی ہی سے مگر دل کی تسلی کو مدام ۔ پانی شیشونمین بھرا کرتے ہین پیمانون سے
بزم جانان سے نہ کسطرح نکالا جاتا ۔ ہم کسے حسرت مین گیا تھا بڑے ارمانون سے
آرے چلتے ہین سر زلف کے ہیر سر پر ۔ شکل آرہ ہی عیان سین کے دندانون سے
قصہ ہاے دل پر درد وہ سنکر بولے ۔ اوڑ گئی نیند ہماری ترے افسانون سے
کوچہ یار مین ہی ایک ہی مجمع سب کا ۔ ہندوون کو نہین پرہیز مسلمانون سے

گھڑی رہتی نہین بیمار ہی فرقت دم بھر
اوس مسیحا کا ہی گھر بڑھکے شفاخانون سے

خم کے خم منھ سے مرے لاکے لگا دو ساقی
مین بلانوش ہون کیا مجھ ہی پیمانون سے

سچ ہی نیچا سر مغرور ہوا کرتا ہی
سرکشی شیشون کی اچھی نہین پیمانون سے

۱۸۴
امراو بیب اپنی دعا ہی یہی خلق سے مدام
رہے یہ بزم سخن جمع سخن والون سے
۲۶

یہان کیون نہ مجھے غمکدہ نظر آئے
عدم سے گریہ کنان جب کہ ہم شہر سے آئے

جو دل مین تیر ترا توڑ کر جگر سے آئے
دلی امید مری عمر بھر کی بر آئے

امید وصل کی اوس خانہ جنگ سے کیا ہو
جو بات بات مین لڑنیکو چڑھکے گھر آئے

نہ پوچھ کسلیے ہون آبدیدہ ای ہمدم
کسیکی یاد مین آنکھونمین اشک بھر آئے

نکلکے روح بدن سے عدم مین کہنے لگی
ہم اپنی قید کی میعاد پوری کر آئے

وہ دلفریب ہی صورت کہ دیکھکر تجھکو
دل شکستۂ عشاق ٹوٹ کر آئے

میان یار کی فرقت مین ہین اگر رو رو
بڑھے یہ آب سرشک اپنے تا کمر آئے

کیا خموش عدا دل کو خوش بیانی مین
ہم ایک وہ ہین کہ غالب ہزار پر آئے

تمھارے حسن ملیح کا شور اگر سن لین
تو منھ مین حضرت زاہد کے پانی بھر آئے

زبان حال سے بولے کہ آبرو پائی
صدف سے کان مین اوس کے جب گہر آئے

امید کیا ہو پھر ایفا وعدہ کی اوس سے
نہ میری یاد کبھی جس کو بھولکر آئے

کرم مین اونکے ہی درپردہ ظلم بھی شامل
وہ ساتھ لیکے رقیبون کو میرے گھر آئے

گھر اپنے چھوڑکے آوارۂ وطن ہوکر
جگر چھدانے کو تیرے لیے گھر آئے

لیے تو ظلم کچھ ایسے کہ بس خدا کی پناہ
ستم ہی پھر بھی وہ کہتے ہین رحم کر آئے

وہی تو دل ہی جو مسکن ہو تیرے رہنے کا — وہی ہی آینہ جس مین کہ تو نظر آئے
ملال و بیکسی و یاس و حسرت و حرمان — مزار پر مرے سب بن کے نوحہ گر آئے
وہ رند ہین کہ نہ ہم بے پلائے چھوڑین گے — کبھی یہ حضرت زاہد جو داؤن پر آئے
مآل حسن دو روزہ سمجھ کے گلشن مین — گلون کے ہنستے ہی شبنم کے اشک بھر آئے
خوشا نصیب کہ گردن ہی زیر خنجر یار — ہزار شکر کہ مرنے کی گھاٹ اتر آئے
وہ دلگداز ہی قصہ کہ سنتے ہی جسکو — مرے عدو کے بھی آنکھون مین اشک بھر آئے
قفس کو توڑ کے اوڑ جاؤن بلبلو اسدم — بہار کی اگر اوڑتی ہوئی خبر آئے
صدا یہ آتی ہی ہر وقت کوے قاتل مین — یہان جو آئے وہ جان اپنی بیچکر آئے
تمہاری دید کے کچھ ایسے ہو گئے مشتاق — کہ سیری آنکھون مین لخت دل و جگر آئے
حبیب اونکے یہان سے غیرونکو سرخرو دیکھین — ہماری آنکھون مین کیونکر نہ خون اتر آئے
ضعیف ہی کہ اوٹھے درد دل تو اوٹھ نہ سکے — جو آئے جان لبون پر تو بیٹھکر آئے

۱۸۵ — ادیب با ہمہ تقوی و پارسائی و زہد — ۳۱
کہو تو خیر ہی میخانے مین کدھر آئے

جب سے اوس بت سے آشنائی کی — نہین مطلق خبر خدائی کی
سہہ کے ایذا شب جدائی کی — جان دیدی نہ آشنائی کی
جو کہ دشمن ہوا سکی بھی یارب — نہ دکھانا گھڑی جدائی کی
مجھکو صورت پلنگ کی شب ہجر — ہو گئی شکل چارپائی کی
چھپ کے زہدون سے شیخ صاحب نے — دختر رز سے آشنائی کی
مبتلا رہتی ہی عذاب مین جان — روز محشر ہو شب جدائی کی

دیکھکر جلوہ اوسکا زاہد کو — پڑ گئی اپنی پارسائی کی

زلف خوبان و روز محشر سے — کہین بڑھکر ہی شب جدائی کی

اوسکے کوچے سے اوٹھنے ہی نپایا — کون بلائین شکستہ پائی کی

جسسے یاد آئے ظلمت شب گور — وہ بلا رات ہی جدائی کی

تیری صورت پہ ای فلک ترسے — جو مصیبت پڑے جدائی کی

جوشہ زلفون کا ہو تو سودا — خاک کیون چھانین ہم خدائی کی

واے تقدیر جب قید ہوے — نہ خبر بھی سنی رہائی کی

ہوگیا خشک سب بدن مین لہو — باتین سنکر تری روکھائی کی

وصل ہوا اوسکا اور ہم ترسین — کیا ہی قسمت تری ولائی کی

شاد رہتے ہین دام گیسو مین — کیون کرین آرزو رہائی کی

باغ عالم مین تم وہ گل ہو گلو — بو نہین جنہین آشنائی کی

غیر سے خوب چکنی باتین کہین — تجھنے ہم سے مگر روکھائی کی

ہم بغل آکے جب ہوا وہ مہر — شامت آئی شب جدائی کی

چلدیے چھوڑکر لحد مین ہمین — سب نے آخر کو بیوفائی کی

غرق ہون بحر غم مین ای ہم حسن — تجھسے جسدن سے آشنائی کی

میری تقدیر مین بدی تھی یہی — تو نے ای بت نہین برائی کی

جب خیال اونکا دل مین آنے لگا — دور سے تا اوسکے پیشوائی کی

ای شہ حسن تیرے کوچے مین — بادشاہون نے بھی گدائی کی

ہوکے بیتاب تو وہ آئینا — تب مری آہ نے رسائی کی

ایک دم تو نے جسکو اوڑھ لیا / کھل گئی قسمت اوس دولائی کی
ہاتھ پہونچا کب اوسکے دامن تک / کب مرے بخت نے رسائی کی
ہے کیون آپ ہوگئے ٹیڑھے / راستبازون سے کج ادائی کی
جام جم سے ہی بڑھکے اے شہ حسن / آبرو کاسۂ گدائی کی
نہ ہی ٹوٹ کر رگ جان مین / نوک نشتر نے کج ادائی کی

۱۰۱ جب نہ اچھا ہوا ایک شعر ادیب / کیفیت کیا غزل سرائی کی ۲۵

یہ جان ناتوان کا ترے غم مین حال ہے / لب پر بھی فرط ضعف سے آنا محال ہے
کیون منعمون کو زر سے محبت کمال ہے / ہاتھون کا میل ہے جسے کہتے ہین مال ہے
گرمی حسن اوس گل تر مین کمال ہے / ہر گل کا منھ چمن مین اسی وجہ لال ہے
کیا اوس ستم شعار سے امید جان رہی / مذہب مین جسکے خون بہا نا حلال ہے
گھلکر ہوا ہون زار یہ زلفون کے عشق مین / موے تن ایک ایک سراسر وبال ہے
اہل ہنر کو ہے جو ہنر کا غرور رہو / ہمکو بھی اپنی بے ہنری مین کمال ہے
باہر نہ میکدہ سے گئے ساقیا کبھی / زنجیر موج می ترے مستون کو جال ہے
ہمکو عرق ہے شرم سے عالم مین معجزن / فرط گناہ سے یہ ہمین انفعال ہے
عاجز ہوا ہین زیست سے اے طرح ہجر مین / ہمکو حرام موت بھی مرنا حلال ہے
گھر غیر کے وہ جا کے چلے آئے میرے گھر / معلوم ہو گیا کہ کوئی اسمین چال ہے
دن ہے پہاڑ ہجر کا کالی بلا ہے رات / کٹنے مین ایک پل بھی ہمین ایک سال ہے
بے وامونکی تو می پیوچی بھر کے شیخ جی / قاضی کو بھی تو مفت کی پینا حلال ہے

موے میان یار سے ہی بال بھر کا فرق
جسم نحیف و زار مرا بے مثال ہے

اوس گل کے وصف حسن مین ایسطرح ہین خموش
گویا زبان ناطقہ بلبل کی لال ہے

لکھا ہے اونکی آنکھونکی شوخی کا ہمنے وصف
ہر نقطہ دیکھو مردم چشم غزال ہے

اسی سے ہمتن پلک کبھی جھپکتی نہین کبھی
سونا ترے فراق مین خواب و خیال ہے

ایسا بٹھا دیا ہے تپ غم کے ضعف نے
ہمکو تو اک قدم بھی اوٹھانا محال ہے

جائیگی جان آرزو سے وصل یار مین
شوق وصال یار مین اک دن وصال ہے

تنہا شب فراق مین ہم ہین تو غم نہین
ہمدم شریک حال تمہارا خیال ہے

پھنسکر کبھی نہ چھوٹ سکے ہم نکلے تا بزیست
جنجال جان کا ہے کہ زلفون کا جال ہے

چلتا ہے حلق پر مری رک رک کے وقت قتل
ناز و ادا کی خنجر قاتل مین چال ہے

ممکن نہین کہ ہو سکے وصف دہان تنگ
اوصاف مین لبون کے زبان اپنی لال ہے

باتین تو زندہ کرتی ہین رفتار پائمال
اوس ترک خوش خرام کی کیا بو چال ہے

گہوارہ کو جنازہ سمجھتا ہے بشر
لازم طفولیت سے خیال مآل ہے

۱۸۷ آیا وہ گھر ادب کے شطرنج کھیلنے
اوس فقرہ باز کی کوئی اسمین بھی چال ہے ۲۳

ہوتے ہین خاک جبکہ سے ہم اونکے آستانے کی
رہا کرتے ہین سر سے بن کے آنکھون مین زمانے کی

خبر ہے گرم آج اوس شعلہ رو کے گھر پہ آنے کی
ہمین فکر اسلیے ہے راہ مین آنکھین بچھانے کی

اجازت اوسکے کوچے مین نہین ہے جب سے جانے کی
صبا کو پڑ گئی اسدن سے عادت خاک اوڑانے کی

جبا ہے دل فکر کی بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی
ملی ماتھے پر اپنے خاک اونکے آستانے کی

نہ طالع کہ تاثیر اسقدر اپنی دعا نے کی
کہ وہ بدخو برائی چھوڑ کرنے لگا نیکی

دل بلبل ہو گیا خوش سن کے مژدہ موسم گل کا
تری عادت ہی او صیاد بے پر کر کے اوڑانے کی

عدم مین یاد یاران وطن کو آئی ہی میری
یہی ہی وجہ شاید نزع مین ہچکی کے آنے کی

جنون کا جوش فصل گل مین ہے گھٹتا ہی دم گھر مین
بہار آئی ہی دھن وحشت مین ہی صحرا کے جانے کی

بقا کی دائمی ہم جانتے ہین نیست ہونے کو
کیا کرتے ہین کوشش اپنی ہستی کے مٹانے کی

ہوا یہ زور جان ناتوان پر ناتوانی کا
کہ فرط ضعف سے طاقت نہین ہی لب تک آنے کی

نہین ہی سرکشی زیبا کسیکو بحر عالم مین
فنا ہونا حبابون کا سزا ہی سر اوٹھانے کی

غضب ہی ہم تو ترسین دید کو اور آہ محرومی
رہے پنجہ مین زلف اونکی نہ ہے تقدیر شانے کی

ہوئی بند آمد و شد غم کی اپنے خانۂ دل مین
ہمارا اون کے جبسے دن ہوئی رسم آنے جانے کی

گلی مین یار کے بیٹھے ہین مثل نقش پا جم کر
وہ آئے سامنے جسمین ہو کچھ طاقت اوٹھانے کی

سفر در پیش اقلیم عدم کا ہے بلکہ ہر دم ہی
سرا ئے دہر مین پھر کیا ضرورت گھر بنانے کی

سب جلے اعدا بہت ای شاہ خوبی ہم فقیرون سے
ترے در پہ پہنچی جسدم خبر دشمنون رلانے کی

وہی ہوتا ہی ای نادان جو لکھا ہی قسمت مین
نہ کر ہرگز شکایت تو زمانے سے زمانے کی

تمہارے وصل کی ایسی بھری ہین حسرتین دل مین
کہ گنجایش نہین ہی اب کسی شی کے سمانے کی

در دلبر پہ ای دل چل کے کر تو ناصیہ سائی
یہی تدبیر ہی تقدیر کا لکھا مٹانے کی

قفس مین ہو گیا دل باغ باغ اک ایک بلبل کا
خبر اوڑتی ہوئی سنلی جو فصل گل کے آنے کی

وہ عاشق ہین کہ معشوقانہ نازک ہی مزاج اپنا
نہین برداشت اونکے ناز بیجا کے اوٹھانے کی

برا جب اونسے انجام دیکھا عشق بازی کا
قسم اوس روز سے کھائی ہی ہمنے دل لگانے کی

ادیب خستہ جان سے روز کرتا ہی وہ بدخوئی
خدا وندا بیفگن در دل آن دلربا نیکی

کیا مزہ درد و خلش کا مجھے حاصل ہو جائے
یا خدا سینہ مین پیکان اگر دل ہو جائے

دست دلدار گلے مین جو حمائل ہو جائے
ہاتھ بھر کا ابھی سینہ مین مرا دل ہو جائے

زخم کھانے کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہو جائے
میرے قاتل کا جو ہر عضو بھی قاتل ہو جائے

جو ترا شیفتہ اے زہرہ شمائل ہو جائے
در حقیقت وہ اسیر چہ بابل ہو جائے

عمر بھر کی جو تمنا ہے وہ حاصل ہو جائے
کوئی دم کو وہ اگر اے کشش دل ہو جائے

خانۂ کعبہ سے کے ہم رتبہ مرا دل ہو جائے
اے صنم تیرے اگر رہنے کی منزل ہو جائے

وائے تقدیر کہ جب آئین وہ بیہوشی مین
ضعف سے آپ مین آنا مجھے مشکل ہو جائے

وہ چلین ناز سے آ جائے قیامت بھی کہین
جو کہ کل ہونی ہو وہ آج ہی اے دل ہو جائے

زلف پیچان کا جو ہو دشت نوردی مین خیال
جادۂ راہ مرے حق مین سلاسل ہو جائے

ہاتھ سے اپنے جو دے بھیک وہ خورشید لقا
غیرت مہر ابھی کاسۂ سائل ہو جائے

جان جائے جو یون فرقت ساقی مین شراب
آب مے آب دم خنجر قاتل ہو جائے

مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار
اختر بخت ترے رخ کا اگر تل ہو جائے

ناتوانی جو یہی ہے تو تعجب کیا ہے
آپ سے جا کے پھر آنا مجھے مشکل ہو جائے

خانۂ چشم مین آ بیٹھے جو وہ لیلی وش
پردہ آنکھون کا مری پردۂ محمل ہو جائے

ضعف ایسا ہے اگر تن سے نکلنا چاہے
لب تک آنا ابھی مری جان کو مشکل ہو جائے

شست و شوے دل کی ہے بارش مین عبث اے اللہ
داغ یہ وہ نہین جو دھونے سے زائل ہو جائے

خنجر ابروے پر خم ترے وہ قاتل ہین
اک نظر جو کہ اوسے دیکھے وہ بسمل ہو جائے

۱۸۹

قدر پھر بھی نہین کچھ اوسکے زمانے مین ادیب
لاکھ دنیا مین کوئی شاعر کامل ہو جائے

۳۰

اگر تیغ کے گھاٹ اوتارا نہین ہی
تو اس دل ترا پا بیڑا نہین ہی

وہ انسان لاریب اصلا نہین ہی
جو تیرا دل و جان سے شیدا نہین ہی

دم نزع ہی یہ ہجوم تمنا
کہ دم کے نکلنے کا رستا نہین ہی

نہین خوف جان کچھ وہ جانباز ہین ہم
ذرا سر کے جانیکا دھڑکا نہین ہی

زمانہ مین دیوانہ مشہور ہی وہ
جسے زلف جانان کا سودا نہین ہی

مریض محبت کا مرنا ہی صحت
برا کیا ہی جو حال اچھا نہین ہی

لکھین گے وہ کیون خط مین حال حقیقت
مقدر مین میرے یہ لکھا نہین ہی

نہین ہی تو کچھ بھی نہین گو ہو سب کچھ
بغل مین جو وہ ہی تو پھر کیا نہین ہی

اسی فکر مین نکتہ بین ہو رہے ہین گم
دہن اوسکا ہی پر ہویدا نہین ہی

نہین اسمین کچھ شک کہ ہی ماہ تابان
یہ اوس حسن کا نقش کف پا نہین ہی

لگاؤ نہ چھونے کا الزام مجھپر
مرا زلف تک ہاتھ پہنچا نہین ہی

گئے نزع مین وہ نہ دیکھین گے آکر
کہ اس وقت کوئی کسیکا نہین ہی

حبابون کی مانند بحر جہان مین
ہمین ایک دم کا بھروسا نہین ہی

گئی جان بھی ہجر مین تیرے روتے
کچھ آنکھون ہی کا ٹپکنا نہین ہی

جسے عشق کہتے ہین ای بحر خوبی
وہ دریا ہی جسکا کنارا نہین ہی

اگر تو نے نظرون سے اپنی گرایا
پھر اپنا کہین بھی ٹھکانا نہین ہی

لگاتا ہی کیون اپنی آنکھون سے ہر اک
اگر سرمہ خاک کف پا نہین ہی

ہجوم اسقدر ہی تری حسرتون کا
کہ دلمین ذرا بھی ٹھکانا نہین ہی

سمجھتی ہی خندان مین گل جنکو وہ تو
بلا وجہ شبنم بکا رہتا نہین ہی

نہین سہل ہی وصف لکھنا دہن کا — ہی وہ شعر مضمر کا نوالا نہین ہے
بھلا زندگانی کا کیا لطف ہوگا — تمھین اے خضر جب کہ مرنا نہین ہے
جسے دیکھو ہی مثل آئینہ حیران — تری بزم مین کسکو سکتا نہین ہے
ہین گل کھا کے ہاتون کو گلدستہ کرنا — ہمہ دست اوس گل کا چھلا نہین ہے
ثبوت دہن بات ہی گومگو کی — جو ہو جائے حل وہ معما نہین ہے
ستمگار وشہ زور اے پیر گردون — جوانون مین بھی کوئی تجھسا نہین ہے
اوٹھائی تھی ہجر کی ایسی سختی — کہ پتھر کی سل ہی کلیجا نہین ہے
نہ ہمکو ملا بوسۂ خال عارض — مگر اختر بخت چمکا نہین ہے
عجب ذائقہ اور طرفہ ہی لذت — کہ دل غم کے کھانے سے بھرتا نہین ہے
زہے بخت اپنا خوشا قسمت اپنی — کہ سر اوسکے پانون سے سرکا نہین ہے

۱۹۰ ادیب آئی پیری بجا کوس رحلت
مگر تمکو کچھ خوف اودھر کا نہین ہے ۲۳

زندگانی کا مزہ کیا ہمین اے دل آئے — تیغ قاتل سے نہ ہم ہوسکے جو بسمل آئے
جذب کو اپنے دکھانے پہ اگر دل آئے — ابھی آغوش مین وہ حور شمائل آئے
لب رنگین کا تصور جو بندھے رونے مین — بہا اشک آنکھون سے خون جگر و دل آئے
وہ بھی بیتاب پھرین میری طرح اب یارب — کسی بیدرد پہ اونکا بھی کہین دل آئے
سخت جانی جو دکھاؤ نہین ہم قتل اپنی — تاک مین مجھسے وہ خنجر قاتل آئے
ضعف نے پاون نکالے یہ تری فرقت مین — اک قدم چلنے کو سمجھے کئی منزل آئے
صاف باطل ہوا ابھی دعوی یکتائی یار — آئینہ جو رخ صافی کے مقابل آئے

وائے تقدیر کہ ہم جانب مقتل جاکر
تشنۂ آب دم خنجر قاتل آئے

کیون نہ مایوس ہون ہم زیست سے فرقت مین تری
ضعف سے جان بھی لب پر جو بمشکل آئے

یاد رہے کہنا کہ کبھی خانۂ دل مین میرے
بھول کر بھی نہ تم ای حور شمائل آئے

تشنۂ شوق شہادت ہون تمنا ہے یہی
تا گلو آب دم خنجر قاتل آئے

حسرت دید مین کس طرح نہ مرجاؤن مین
قتل کرنے کو جو منھ پھیر کے قاتل آئے

عید کے روز سے مقتل مین زیادہ ہو خوشی
گلے ملنے کو اگر خنجر قاتل آئے

دیکھنا شوق اسیری قفس ای صیاد
قید ہونے کے لیے اوڑ کے عنادل آئے

روبرو اوس رخ پرنور کے جانا نہ کبھی
نقص تجھ مین نہ کہین ای مہ کامل آئے

ہو شرف منزل خورشید سے بڑھکر حاصل
خانۂ دل مین اگر وہ مہ کامل آئے

خشک مثل لب عشاق ملا وا نصیب
تشنہ لب ہم جو کبھی ان لب ساحل آئے

سنکے حال دل پرسوز یہ بیتاب ہوے
شمع کی طرح وہ گریان سر محفل آئے

جب سنا دیتے ہین وہ حسن کی اپنے خیرات
ماہ و خورشید لیے کاسۂ سائل آئے

لطف پردہ کا ہے ای غیرت لیلی وسدم
پردۂ شب جو بنی پردۂ محمل آئے

بیگناہی مری کیونکر نہ کھلے مقتل مین
سرنگون شرم سے جب خنجر قاتل آئے

یاد گیسو مین اگر دشت نوردی مین کرون
مار رہ بن کے ابھی جادۂ منزل آئے

۱۹۱ پہونچے ہم عشق حقیقی کو مجازی سے ادیب
نہ نظر بت ہمین سنگ رہ منزل آئے ۲۹

چین مین ہوگئے ہستی سے گذرنے والے
جی گئے مر کے ترے ہجر مین مرنے والے

لب جان بخش پر اونکی جو ہین مرنے والے
ملک الموت سے بھی وہ نہین ڈرنے والے

زیست کے دن ہین جب اک روز گزرنے والے
جینے پر مرتے ہین پھر کس لیے مرنے والے

رنج فرقت ہین دن زیست کے بھرنے والے
نہ تو زندہ نہین مردہ نہین ہین مرنے والے

زیست کا لطف بھلا کیا خضر و عیسی کو
زندگانی کا مزہ پاتے ہین مرنے والے

لب جان بخش کا اونکے جو سنا ہی اعجاز
مرنے پر جیتے ہین جان اپنی نہ مرنے والے

لطف اوس وقت خلش کا ہو کہ خار رہ یار
چبھ کے تلوون مین جو ہون سر سے گزرنے والے

زندہ ہو جاتے ہین مرتے نہین ای خضر صفت
لب جان بخش پہ اوس شوخ کے مرنے والے

جب کہا اون سے کہ مرتا ہون تو بولے ہنسکر
کبھی بے موت کے مرتے نہین مرنے والے

مرنے پر اون کے جو ہنستے ہین خوش ہو ہو کر
اون سے پوچھے کوئی کیا تم نہین مرنے والے

جان شیرین پہ ہوئی تلخ غم فرقت مین
مر مٹے آرزوے موت مین مرنے والے

عید کے دن سے زیادہ ہوئی مقتل مین خوشی
قتل کی سن کے خبر جی گئے مرنے والے

نام کا اون کے وظیفہ رہا کب لب پر
ہو لیے سیر ہوے کسدن وہ اوترنے والے

ہو کے بسمل ترے خنجر سے تمنا ہی یہی
نہ مرین اور تڑپتے رہین مرنے والے

آرزو شوق شہادت مین ہی ای قاتل
قتل سو مرتبہ ہو کر جیین مرنے والے

ای مسیحا دم آخر ہی خبر لے آکر
چشم بیمار کے بیمار ہین مرنے والے

کوچہ زلف کے کشتے سے وہ بولے ہنسکر
روئین کب تک تجھے او شام کے مرنے والے

زیست مین سیکڑون جھگڑے ہین مگر اک نہین
جینے والون سے کہین اچھے ہین مرنے والے

لب جان بخش کے مردون کو ترے کوچے مین
تکتے ہین دیدہ حسرت سے نہ مرنے والے

ای مسیحا تمھے بیمار سے ہین جب سے
نام صحت سے مرے جاتے ہین مرنے والے

ہم ابھی آئے ہین جاتے ہین ابھی مثل حباب
بحر عالم مین ہین دم بھر کو ٹھہرنے والے

پار سینہ کے ہوا چاہتے ہیں تیر نظر — خانۂ دل میں ہیں مہمان اوترنے والے
دل محزون کی کسی روز نہ حسرت نکلی — مر گئے حیف اسی ارمان میں مرنے والے
حلق تر آگے کسی روز تو کر اے قاتل — تشنۂ آب دم تیغ ہیں مرنے والے

۱۸۶ — ۲۲

غزل داغ و منیر ایک اچھی ادیب

ہم تو انصاف سے ہونگے نگرنے والے

کیا کہیں کل کسی کروٹ ہمیں کل رات نہ تھی — تم جو دم بھر کو بھی آجاتے تو کچھ بات نہ تھی
کب ترے عشق میں ایذا مجھے دن رات نہ تھی — جان کس روز مری مورد آفات نہ تھی
تیری فرقت میں بجز گریہ کوئی بات نہ تھی — رونے سے مرنے کی فرصت بھی ہیہات نہ تھی
کیا کہوں حال درازی شب ہجران کا — آپ کی زلف تھی فرقت کی مری رات نہ تھی
کیا ہم آفت میں پڑے اون سے محبت کر کے — خوب تھے چین سے جن روز وں ملاقات نہ تھی
لب جان بخش سے جان آئی تن بیجان میں — کچھ کم اعجاز مسیحا سے تری بات نہ تھی
ضعف سے کل لٹکا ہجر میں دست افسوس — طاقت اتنی بھی مرے ہاتھوں میں ہیہات نہ تھی
حال وہ زار ہوا ہے کہ مرے دوست تو دوست — روئیے وہ کہ کبھی جن سے ملاقات نہ تھی
مجھپرا ہی ماہ شب چاردہم فرقت میں — کونسی ایسی مصیبت تھی کہ جو رات نہ تھی
بد مزاج آپ کے مانند نہ دیکھا نہ سنا — باتوں باتوں میں خفا ہو گئے کچھ بات نہ تھی
بیخودی میں نہ ملا لطف شب وصل افسوس — فرط شادی سے مجھے اپنی خبر رات نہ تھی
صورت مردہ بنا تھا میں شب ہجران میں — جان تن میں مرے فرقت میں تری رات نہ تھی
نہوا دہر میں ہرگز مہ کامل کو کمال — مہر جب تک تری اے مہر کمالات نہ تھی
نقد بوسہ نہ ملا بھیک بھی مانگی اون سے — دولت حسن کی مہر سے لیئے خیرات نہ تھی

ین کرکے نہ کیا زندۂ جاوید ہمین
لب جان بخش کے نزدیک کچھ بات نہ تھی

کوچہ زلف مین گم ہو گئے خود حضرت خضر
مانگ پھر کیا تھی تری جو رہ ظلمات نہ تھی

بھولے کس روز بھلا آپ کے ابرو کو ہم
یاد کعبے کی کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی

آج شب کو وہ مہ حسن مرے گھر آیا
خواب مین جس سے کہ امید ملاقات نہ تھی

لف نے آپ سے پھر کس لیے سرگوشی کی
ہم سے چھپکر کوئی کہنے کی اگر بات نہ تھی

درد فرقت نے کچھ اسطرح کیا تھا بیتاب
زندگانی کی توقع ہمین کل رات نہ تھی

جاری آنکھون سے نہ کس روز رہا بحر سرشک
کب مرے رونے سے ہر فصل مین برسات نہ تھی

۱۸۷ — ۳۶

دی جو داد اہل سخن نے تو عنایت کی ویب
ورنہ ان شعرون مین ایسی تو کوئی بات نہ تھی

دُر دندان کا وصف اُس دم لکھا ہی
کہ جب دانتون پسینا آگیا ہی

نہین دل چھوڑنیکو چاہتا ہی
تمھارا تیر کیا ہی دلربا ہی

تجھے دیکھو وہ مشتاق لقا ہی
ہر اک بھوکا تمھاری دید کا ہی

نہین ہوتی ہی سیری کیا مزا ہی
غم جانان مرا کھایا ہوا ہی

جگر بھی اور دل بھی کھینچتا ہی
ترا ناوک کشاکش مین پڑا ہی

نہ جا اوٹھکر کہین اے درد پہلو
دل بیتاب تسکین پا رہا ہی

نہین رہتی ہمیشہ ایک کے پاس
بڑی یہ زال دنیا بیسوا ہی

نہین کچھ زندگی کا لطف ہمکو
کہ ہر دم موت کا دھڑکا لگا ہی

دل بیتاب کا مرنا ہی اکسیر
اگر کشتہ ہو پارہ کیمیا ہی

کرون کیونکر ادا یارب ترا شکر
کہ بے مانگے مجھے سب کچھ دیا ہی

ترا وہ صاف ہی آئینہ رخ — کہ جسمین آئینہ منہہ دیکھتا ہی
وہ گل گلزار مین آیا ہی جب سے — زبان غنچہ پہ صل علا ہی
کلیجا بھی تو دے پتھر کا یارب — اگر عشق بتان مجھکو دیا ہی
نہین بچتا نظر آتا ہی کوئی — وہ قاتل آج کل پھرا ہوا ہی
بجھا لی آب خنجر سے مری پیاس — تمھین ای قاتلو صد مرحبا ہی
دکھا کر آنکھین مجھ وہ بولے چمن مین — تجھے ای نرگس اک دن دیکھنا ہی
دکھانے کو پڑھے زاہد نماز مین — نشان سجدہ ٹیکا نیل کا ہی
لحد پر آئیگا کیا وہ پی دفن — جنازے کو جو کاندھا دیگیا ہی
زمانہ مین مچی ہی رونے کی دھوم — مرے نالون کا ڈنکا بجرہا ہی
نرے ہے طالع خوشا تقدیر اپنی — مرا سر اور در نالو یار کا ہی
نہو جب ہم کو صحت ای مسیحا — بھلا پھر کس مرض کی تو دوا ہی
جسے کہتے ہین اورنگ سلیمان — ترے درویش کا وہ بوریا ہی
بھلا پھر کیا مرے بچنے کی صورت — جب اوسکا غم کلیجا کھا رہا ہی
حسین کوئی نہین اوس سے بڑھکر — خدا کا نام اب اوسکے سوا ہی
ہوا اک قطرۂ ناچیز سے بشر — بشر نے سمجھے تو کیا تھا اور کیا ہی
نہین ہون بار طبع نازک یار — یہ جسم زار لاغر ہو گیا ہی
سنی ہین جسکی باتین تلخ ہمنے — لب شیرین سے دل کھٹا ہوا ہی
نہین تیر لگا ناوک جو ای ترک — طپیان کیون طائر قبلہ نما ہی
اوٹھانے سے شب فرقت کے صدمے — مرا دل پک کے پھوڑا ہو گیا ہی

نہ پوچھو تنگی محبت مجھ سے تا زیست | یہ ناصح کیون مرا سر کھا رہا ہی
ذرا اے رشک گل چل تو چمن مین | ہر اک گل حسن پر پھولا ہوا ہی
بھروسا کیا ہی سانس آئے نہ آئے | جسے کہتے ہین دم وہ اک ہوا ہی
حسین کیون بید ہین ہین یا الٰہی | نہین کھلتا کہ اسمین بھید کیا ہی
جسے تو ڈھونڈھتا پھرتا ہی اے دل | وہی تو تجھمین بیٹھا بولتا ہی
بھلا کیا ہو گی میری یاد اوسکو | جو اپنے حسن پر پھولا ہوا ہی

۱۸۸ ادیب خستہ جان کو یا الٰہی ۳۹
تری بخشش کا ہر دم آسرا ہی

سراپا جو حسرت ہی وہ دل یہی ہی | غم و یاس و حرمان کی منزل یہی ہی
چھٹون زلف پیچان سے مشکل یہی ہی | مرے حق مین قید سلاسل یہی ہی
جو داغون سے گلشن ہی وہ دل یہی ہی | ترے سیر کرنے کے قابل یہی ہی
وہ ظالم ہی تو جسکو کہتا ہی عالم | نہین رحم جسکو وہ قاتل یہی ہی
نقاب رخ یار کسطرح اوٹھے | مرے اوسکے دیوار حائل یہی ہی
جفا کی نہ لگ جائے ٹھیس اسمین یا رب | جسے شیشہ کہتے ہین وہ دل یہی ہی
کوئی دم مین ڈوبینگے بحر فنا مین | جو آب دم تیغ قاتل یہی ہی
نہ آخر کو خون آنکھون سے ہوکے نکلا | محبت کا انجام اے دل یہی ہی
چڑھایا جو ابرو کو غصے مین اوسنے | کہا دل نے شمشیر قاتل یہی ہی
نہ پھندے مین زلفون کے آنا تو اے دل | خبردار قید سلاسل یہی ہی
جدا ہوکے اوس شمع رو سے گریان | مگر حسرت شمع محفل یہی ہی

ترا جلوہ ہی جب سے ای مہر خوبی
جو خورشید منزل ہی وہ دل یہی ہی

خط سبز کے عشق مین جان بلب ہون
مرے حق مین زہر ہلاہل یہی ہی

ترے خنجر ناز سے ہو کے بسمل
تڑپتا رہون حسرت دل یہی ہی

لیا تو ہی اسکو نہ برباد کرنا
بنا ہی جو ناز و نعم سے وہ دل یہی ہی

بجھیگی لگی تشنہ کامون کے دل کی
اگر آب شمشیر قاتل یہی ہی

اگر تو نہین خانۂ دل ہی ویران
جو تو ہی تو پھر عرش منزل یہی ہی

دم خنجر تیز ہی راہ الفت
نہین کٹتی کاٹے جو منزل یہی ہی

بھلا مجھ گدا کو یہ پوچھا تو اوسنے
جو آتا ہی دائم وہ سائل یہی ہی

ترے خال کے گرد پھرتا ہی عالم
جو نقطہ ہی مرکز کا وہ تل یہی ہی

محبت مین ہی زندگی موت اسکی
جو مرنے سے زندہ ہو وہ دل یہی ہی

جلانے سے پروانون کے جلتی ہی تو
سزا تیری ای شمع محفل یہی ہی

جب آئے نظر لاکھون کشتون کے پشتے
مجھے کھل گیا کوے قاتل یہی ہی

کیا کرتے ہین بیٹھے سیر دو عالم
جو ہی جام جمشید وہ دل یہی ہی

اوٹھانا قدم کا قدم بھر ہی مشکل
مجھے ضعف مین ایک منزل یہی ہی

سویدا سے بھی بڑھ کے ہی خال عارض
جو تارا ہی آنکھون کا وہ تل یہی ہی

یہ سمجھو کہ تا حشر ٹھنڈا نہوگا
اگر گرمی خون بسمل یہی ہی

وہ ظالم جو منکر ہوا پیش داور
کہا اوسکی صورت نے قاتل یہی ہی

کسیدن پڑیگی زمانے مین ہلچل
ہماری جو بیتابی دل یہی ہی

حقیقت مین ہی گو کہ اک قطرۂ خون
مگر جو کہ دریا ہی وہ دل یہی ہی

نہ ہے بخت مرتا ہون میں موت پر اوسکے
مری زندگانی کا حاصل یہی ہی

سمجھتے تو ہو سہل عشق حسینان
بڑی مشکل اے حضرت دل یہی ہی

عجب دلربا ہی ترا تیر ناوک
کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہی

بہت سخت ہی مجھکو فرقت مین مرنا
اگر زندہ رہجاؤن مشکل یہی ہی

فن عشق مین قیس کہتا ہی مجھکو
ہمارا تو استاد کامل یہی ہی

لگا تیر کوئی ترا اے ناوک افگن
جو تیرا نشانہ ہی وہ دل یہی ہی

مرے دل کو ہر جا اوسکے ملنے کے بارے
نہ خواہش ہو کچھ خواہش دل یہی ہی

کیا کرتے ہین آہ پر سوز ہر دم
ہماری تو گرمی محفل یہی ہی

۱۸۹ ادیب اسلیے آئے بزم سخن مین ۲۳
غلط غم ہو جس سے وہ محفل یہی ہی

مرے پاس اگر مال و دولت نہین ہی
تو کیا غم ہی صبر و قناعت نہین ہی

وہ اے دل بشر فی الحقیقت نہین ہی
جسے درد الفت کی لذت نہین ہی

بغل مین جو وہ مہر طلعت نہین ہی
مری زندگانی کی صورت نہین ہی

جب اون سے لگے کہنے ہم حال اپنا
وہ بولے کہ سننے کی فرصت نہین ہی

ہر اک سرو ہی بڑھکے سولی سے مجھکو
چمن مین جو وہ سرو قامت نہین ہی

اوٹھے فتنے اوس بت کے اوٹھنے سے لاکھون
قیامت سے کچھ کم وہ قامت نہین ہی

جوانی گئی موسم پیری آیا
اوٹھ اے دل کہ اب وقت غفلت نہین ہی

تمھارا اس انکار نے ہمکو مارا
شب وصل مین تو قیامت نہین ہی

سمجھکر قدم اسمین رکھنا تو اے دل
یہ ہی کوچہ یار جنت نہین ہی

چلے آئین گھر مین پہرے ہوتے — رقیبون کی اتنی تو طاقت نہین ہی
جو طوفان اشک اپنی آنکھون سے اوٹھا — تو تم دیکھ لینا یہ خاقت نہین ہی
وہ ہوگا جو لکھا ہی قسمت مین میری — مجھے کچھ کسی سے شکایت نہین ہی
تری چال کی شرم سے آپ بھاگی — عدم مین بھی گویا قیامت نہین ہی
بہت سیر کی باغ عالم کی ہمنے — کسی گل مین تیری سی نکہت نہین ہی
نکلجائے تن سے کہین جان مضطر — شب ہجر اتنی بھی طاقت نہین ہی
کوئی مجھسے شیرینی لب جو پوچھے — یہ قند و عسل مین حلاوت نہین ہی
وہ حیوان سے بڑھکے بدتر ہی اے دل — جس انسان مین کچھ محبت نہین ہی
تری جستجو مین ہی سارا زمانہ — کسے تیرے ملنے کی حسرت نہین ہی
کہا جس گھڑی وصل کو مینے اونسے — وہ بولے کہ آج اچھی ساعت نہین ہی
نکلتی نہین کیون خدا جانے تن سے — مری جان تیری حسرت نہین ہی
وہ گھر آتے ہی پھر گئے اولٹے پانون — مری آجکل ایسی قسمت نہین ہی
ہم اوسکے عوض شکر کرتے ہین بیحد — ترے جور کی جب نہایت نہین ہی

۱۹۰ — **اویب اب تو آیا ہی ایسا زمانہ — کہ اپنے سے اپنے کو الفت نہین ہی** — ۳۰

بتو کعبہ مین سے گے ہم آگے خدا کے — کیے ہین ظلم تم نے انتہا کے
وہی مقبول بندے ہین خدا کے — جو بیٹھے ہاتھ دنیا سے اوٹھا کے
اوٹھاتے صدمے کیون رنج و جفا کے — مصیبت مین پڑے ہم دل لگا کے
وہ کہنا یار کا مجھکو سنا کے — مرے کیون کوئی مجھسے دل لگا کے

وہ پہلے دیکھنا پردہ اوٹھا کے — پھر اوسکا سر جھکانا مسکرا کے
سنی جب آمد فصل بہاری — قفس میں رہگئے ہم پھڑپھڑا کے
غضب تھا یار کا جانے نہ دینا — مرا دامن انگوٹھے سے دبا کے
نفس کی آمد و شد ای مسیح حسن — ترے لاغر کو جھونکے ہیں ہوا کے
نہ چھوٹا کوئی پھنسکر تا قیامت — بلا کے پیچ ہیں زلف دوتا کے
کسی نعمت میں وہ لذت نہوگی — مزے جو پائے تیرے غم کو کھا کے
تمنا وصل میں کیا دل کی نکلے — کھڑے رہتے ہوں جب پہرے چچا کے
ترکھا دین و دنیا کا ہمیں حیف — بتوں نے اپنی نظروں سے گرا کے
نکیونکر زیست سے ہوں سیر عاشق — قضا تابع ہی تیری ہر ادا کے
بھلا تو سن تو ای چرخ ستمگر — ملا کیا خاک میں ہم کو ملا کے
عدو کو کیوں نہ کھٹکوں صورت خار — ترے غم نے کیا کانٹا سوکھا کے
سمجھتے جو آل کار اپنا — چمن میں گل نہ ہنستے کھلکھلا کے
ہوا شرمندہ ہر طاؤس گلشن — چلا وہ شوخ جب اس اٹھا کے
نہوگا کوئی بھی بیدرد ایسا — وکرٹے ہنستے ہو میرا دل دکھا کے
رہیں محروم ہم ہیہات ہیہات — حنا بوسے لے اونکے دست پا کے

۱۹۱

ادیب اپنا مقدر جب پھریگا — وہ لیجائینگے خود ہم کو بلا کے

۲۴

ترا جلوہ جہان میں چار سو ہی — جو دیکھا غور سے ہر شئی میں تو ہی
برنگ جان دل عاشق میں تو ہی — ہر اک غنچہ میں ای گل مثل بو ہی

مرے جبر و نیے سے پہلو مین توہی
کسی شی کی نہین کچھ آرزو ہی

ہمارا ابھی سر تسلیم خم ہی
اگر خنجر بکف وہ جنگ جو ہی

صفت لکھی دُر دندان کی جب سے
ہماری شاعرون مین آبرو ہی

الم مین آب می پیتے ہین ہم رند
اسی سے گرد خُم کی شست و شو ہی

رہا کرتے ہین گردش مین شب و روز
تری یہ مہر و مہ کو جستجو ہی

جگہ تیری ہی ہر عاشق کے دل مین
تجھے کہتے ہین ہرجائی وہ تو ہی

جدا تجھ سے نہو مل کر وہ تا زیست
خداوندا یہی اک آرزو ہی

ترے فضل و کرم سے ای خداوند
نہو کچھ آرزو یہ آرزو ہی

دل آیا ہی مرا اب ایک بت پر
خدا کے ہاتھ میری آبرو ہی

دُر دندان کی دیکھی آب جب سے
ہر اک گوہر کی مٹی آبرو ہی

وہ زخمی تیغ چشم مست کا ہون
کہ زخمون کے دہن مین می کی بو ہی

ذرا جاتا تو دیکھے بھالے ای دل
لیے خنجر وہ ترک جنگ جو ہی

وہ رات آئے تو بولی حسرت دل
شب وصل آج ہم ہین اور تو ہی

اگر مرغ سحر بولا شب وصل
چھری میری ہی اور اوسکا گلو ہی

جو سوز عشق سے جلتا نہین دل
تو کیون گریہ کنان ای شمع تو ہی

پھرے گلزار عالم مین تو دیکھا
کسی گل مین نہین الفت کی بو ہی

جسے کہتے ہین ہستی خواب ہی وہ
تری قدرت ہی یا رب اور تو ہی

امید رحم اوس قاتل سے کیا ہو
زبان پر جسکی ہر دم اقتلوا ہی

ہوسے وہ تیغ ابرو جب سے مشہور
دم خنجر کی برباد آبرو ہی

بڑھی یہ سیل آب تیغ قاتل
خوشا طالع کہ نکلی حسرت دل

کمر تک اوسکی میرے تا گلو ہی
زہے قسمت تہ خنجر گلو ہی

۱۹۲

غضب مین ہی ادب اسکے سبب جان
بغل مین دل نہین ہی اک عدو ہی

۳۰

تقدم موت کی تدبیر کر پھر فکر مسکن کی
جو پردہ مین یہی ہی شعلہ باری روے روشن کی
تصدق حسن ہی رخسار پر کیا بات جوبن کی
ہوے ہم کشتہ خنجر حیات جاودان پائی
یقین آتا ہی اپنے ہاتھ مین لیکر چراغ آے
اثر نالون مین ایسا ہی کہ سنکر رو دیا وہ بھی
خوشا قسمت چکا جھگڑا ہوے قتل اوسکے خنجر سے
وہ گریان ہون کہ رونے مین جو موت آجائیگی مجھکو
اگر بعد فنا اپنی یہی بیتابی دل ہے
مزار و نا ہی اک طرفہ تماشا دیکھ تو آکر
نہ آپ آے نہ خط بھیجا نہ آنے کی خبر بھیجی
گھر بجتا ہی جب صبح شب وصل ای مہ خوبی
شب فرقت کے صدمے اوٹھ نہین سکتے کسی صورت
اودھر ہم دید کو ترسین کھڑے ہی وہ سحر دمی
صدا آمد کی ای رشک مسیح آوازہ قم ہی

بنا گھر بعد ای دل پہلے کر تعمیر مدفن کی
عجب کیا ہی اگر سب تیلیان جلجائین چلمن کی
بلائین لیتی ہی شوخی یہ تو ن کے چلبلے پن کی
نہین کم آب حیوان سے ہی تاثیر آب آہن کی
جو دیکھے تیرگی خورشید روشن تیرہ مسکن کی
جو پہونچی کان مین اوسکے صدا فریاد و شیون کی
زہے طالع جدائی ہو گئی اپنے سر و تن کی
صدا آئیگی میری گور سے فریاد و شیون کی
زمین لرزان رہیگی تا قیامت میرے مدفن کی
اگر تو نے نہ دیکھی ہو جھڑی آنکھون سے ساون کی
محبت ترک سے تختے یا قلم ای مشفق من کی
لگا کرتی ہی چوٹ آکر ہمارے دل پر اک گھن کی
خداوندا نہ مجھے موت آئے جو آئی ہو دشمن کی
اودھر نظارہ ہر دم ہوتا ہے تقدیر چلمن کی
تن بیجان مین جان آئی تری پازیب جب کھنکی

ت جب دیکھتے ہین گریبان نار جہنم کی
بیٹھو خو برو ہو کر رقیب بد کے پاس اک دم
جو وہ رشک مسیحا پاس سے جاتا ہی دم بھر کو
کیا ہرگز کہ مین نے عاشقی کو ترک مدت سے
گر جور و جفا کا کہتے ہو بڑھکر جفا سے ہی
جلاد رہا بھی روکے سے کہین رکتا ہی ای ناصح
وہ ظالم دیکھتا ہی جب کہ مجھ بیمار ہجران کو
جو مزے لیتے ہین لذت موت کی آہ محبت مین
گے رنج و الم بدلین گے عیش وصل سے اک دن

۱۹۴

ادیب اپنے گناہون
تسلی کو ہماری او

مرتا ہون شب ہجر مین حالت نہین اچھی
سطرح کہون سانولی صورت نہین اچھی
دھوکے سے لیا بوسہ تو جھنجھلا کے کہہ لے
اوس در کی مجھے ناصیہ سائی ہی میسر
دل لگ کے چھٹا ہی کہین ای حضرت ناصح
چار آنکھون کے ہوتے ہی بس آتا ہی تجھین پیار
سطرح مرنے کا ہی کہ سیری نہین ہوتی
ہو دل نہ کبھی آئے زبان پر گلہ جور

کرون مین جان شیرین کیون قربان اپنے قاتل پر
مرے جی سے کوئی پوچھے حلاوت آب آہن کی

مرے ہر موے تن مین ہی شعاع مہر کا عالم
محبت دل کو ہی جس روز سے اوس روے روشن کی

تمنا ہی کہ دم گھٹ کر مرا اسدم نکلجائے
ابھی بن جائے پھانسی زلف پیچان میری گردن کی

خیال آتا ہی رونے مین مجھے جسوقت اوس بت کا
صدا آتی ہی ہر نالہ سے ناقوس برہمن کی

بتون کی یاد مین ایسی گران ہی یاد حق مجھکو
ہوئی تسبیح صد دانہ مجھے لب سیکڑون من کی

بدلکر کروٹین گن گن کے تارے صبح کرتے ہین
جو شب کو یاد آتی ہی جبین اوس ماہ روشن کی

ارادہ ہی ترے کوچہ مین مرکر خاک ہوجاؤن
نہ چھوڑون اس دولت کو بنکر خاک دامن کی

وبال جان ہوئی ہی زیست عشق زلف پیچان مین
گلے مین میرے پھانسی ہی نہین شہ رگ ہی گردن کی

نہ اوترا قطرۂ مے حلق سے ایسا پڑا پھندا
جو مے پینے مین یاد آئی صراحی دار گردن کی

جہان جا بیٹھتے ہین ہم سمجھتے ہین وہین گھر ہی
بھلا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون کے مسکن کی

وہ مجنون ہون کہ کہتا ہون یہی مین دست وحشت سے
گریبان چاک کرکے دھجیان کر جیب و دامن کی

نہ بجھتے جاتے ہین میرے دانہ زنجیر زندان مین
حرارت آتش سودا سے ایسی ہی بھڑکی تن کی

ہوا میخانہ ہمکو فرقت ساقی مین غمخانہ
صداے قلقل مینا ہوئی آواز شیون کی

جو موت آئی ہی یاد جنبش ابروے جانان مین
ہی گردش سنگ مرقد کو مرے سنگ فلاخن کی

۱۹۳

ادیب اوس مہ کا جلوہ ہی جب سے خانۂ دل مین
تجلی رہتی ہی گھر مین مرے وادی ایمن کی

۱۳

اگر بجتا ہی تو مرنے کی نوبت آہی جاتی ہی
سحر جب جاتے ہو ہم پر قیامت آہی جاتی

خرام ناز سے چلتا ہی جب گلزار مین وہ گل
قدم لینے دبے پانون قیامت آہی جاتی

بہانے سیکڑون ہین اونکو منہہ ہی کا لگانا کیا
نہ آنے کے لیے کوئی ضرورت آہی جاتی

تمھارے دل جلوں کو بھی حرارت آہی جاتی ہی
بروں کی نیکوں میں تاثیر صحبت آہی جاتی ہی
لبوں پر جان بیمار محبت آہی جاتی ہی
مگر پھر اچھی صورت پر طبیعت آہی جاتی ہی
ہوا کیا باتوں باتوں میں شکایت آہی جاتی ہی
جب آنے والی ہوتی ہی طبیعت آہی جاتی ہی
عداوت لاکھ دل میں ہو محبت آہی جاتی ہی
خضر الیاس کو مرنے کی حسرت آہی جاتی ہی
نہ گھبرا اے دل غمگین مصیبت آہی جاتی ہی

...سے جو گھبراتا ہے دم اپنا
...کی رحمت آہی جاتی ہی

۲۴

اے رشک مسیحا تری فرقت نہیں اچھی
معشوق وہ کیا جسمیں ملاحت نہیں اچھی
دیکھو کے نہیں دیتے ہیں عیادت نہیں اچھی
کسطرح کہوں میں مری قسمت نہیں اچھی
اچھی کبھی اوس بت سے محبت نہیں اچھی
منھ دیکھنے کی اے جان محبت نہیں اچھی
غم کھانے سے ہرگز کوئی لذت نہیں اچھی
اوس ترک ستمگر کی شکایت نہیں اچھی

دل لیکے کیا آپنے برباد ہمارا
اے جان امانت مین خیانت نہین اچھی

دق ہوتے ہین کیون میرے مداوے سے اطبا
بیمار تپ عشق کی صحت نہین اچھی

تکرار نکر نقطۂ موہوم دہن مین
اے فلسفی اس باب مین حجت نہین اچھی

سجدے کو کیا منع مجھے یار نے در پہ
سر پھوڑ کے مرجاؤن کہ قسمت نہین اچھی

بے اوسکی محبت کے جو اوٹھا کبھی دلمین
سچ پوچھو تو اوس درد مین لذت نہین اچھی

دیکھا نظر غور سے ہمنے جو چمن مین
رنگت سے تری پھولون کی رنگت نہین اچھی

تم چھوڑ کے پردہ نہ دکھاؤ ہمین چہرہ
صورت کے دکھانے کی یہ عادت نہین اچھی

ہم جب گھڑی کہتے ہین کہ اب وصل کی ٹھہرے
وہ ناز سے کہتے ہین کہ ساعت نہین اچھی

غمخوارون نے میرے جو سنا حال مصیبت
کہنے لگے رو کر تری قسمت نہین اچھی

بیٹھا وہ مجھے دیکھ کے کہنے لگے کیا خوب
تم خط مین تو لکھتے تھے کہ حالت نہین اچھی

اب جلد قدم رنجہ کر او رشک مسیحا
بیمار تپ ہجر کی حالت نہین اچھی

جان اپنی نکلجائے تو خوش ہین دل و جان سے
لیکن شب فرقت کی مصیبت نہین اچھی

دلمین ہی ترے یاد بتان ہاتھ مین تسبیح
اے شیخ ریا کی یہ عبادت نہین اچھی

اے جان سمجھ آتش دوزخ کا نمونہ
اغیار سے یہ گرمی صحبت نہین اچھی

جب وصل کا ہوتا ہون طلبگار مین ان سے
کہدیتے ہین وہ جاؤ طبیعت نہین اچھی

۱۹۵
خواری کو ادب اپنی سمجھتا ہون مین بہتر
ذلت سے رہ عشق مین عزت نہین اچھی
۳۱

روبرو جب سے رخ یار رہا کرتا ہی
آئینہ پشت بدیوار رہا کرتا ہی

باغ جنت سے وہ بیزار رہا کرتا ہی
تیرے کوچے مین جو ای یار رہا کرتا ہی

ظلم پر چرخ ستمگار رہا کرتا ہی / ماہ نو کے لیے تلوار رہا کرتا ہی

دلمین جبسے نہین دلدار رہا کرتا ہی / حسرت و یاس کا انبار رہا کرتا ہی

جبسے ہون چشم بتان کا بیمار / آنکھون کو رونے کا آزار رہا کرتا ہی

تو جو جاتا ہی کوئی دم کو مرے پہلو سے / درد دل ہر گھڑی ای یار رہا کرتا ہی

جبہہ سائی ہی نصیب اوسکے در دولت کی / خفتہ بختان دُنون بیدار رہا کرتا ہی

نرگسین چشم مین سرمہ کا ہو دنبالہ ضرور / بے عصا بھی کہین بیمار رہا کرتا ہی

باغ فردوس مین بے یار مین یون رہتا ہون / جیسے دوزخ مین گنہگار رہا کرتا ہی

خون چکھا نہین عاشق کا جو ای ترک اسنے / سرخ پھر کیون لب سوفار رہا کرتا ہی

عاشق ابروے خمدار مدام ای قاتل / آب خنجر کا طلبگار رہا کرتا ہی

خانہ کعبہ سے کچھ کم نہین ای قبلہ من / دل وہ گھر ہی کہ جہان یار رہا کرتا ہی

تندرستون کو ہوا کرتی ہی اوسپر حسرت / جو تری آنکھون کا بیمار رہا کرتا ہی

دیکھتا ہی وہ ہر اک شی مین اوسیکا جلوہ / مئی وحدت سے جو سرشار رہا کرتا ہی

دل پر داغ پھنسا جبسے ترے گیسو مین / کوچہ زلف بھی گلزار رہا کرتا ہی

کیون نہ محروم رہے طالب دیدار ترا / پردہ رخسار کا دیوار رہا کرتا ہی

دیکھکر آینہ رخ کو ترے آئینہ / سکتہ مین صورت دیوار رہا کرتا ہی

اپنے دلمین ہی خیال دہن بت شیرین لب کا / شیشہ مین شربت دیدار رہا کرتا ہی

عشق وہ شی ہی کہ گھل گھل کے وہ مرجاتا ہی / جسکو دو دن بھی یہ آزار رہا کرتا ہی

ہم نے دیکھا ترے عشق مین ہی لطف جسے / اپنی ہستی سے وہ بیزار رہا کرتا ہی

وہ گل اندام چمن مین نہین آتا جبتک / قیدخانہ ہمین گلزار رہا کرتا ہی

آنکھین نرگس ہین تو قد سرو دہن ہی غنچہ
ساتھ گل کے مرے گلزار رہا کرتا ہی

اب تو گھر بیٹھے ہوئی دید کی صورت حاصل
دل کے آئینے مین دلدار رہا کرتا ہی

دست وحشت سے کیا کرتے ہین لاکھون ٹکڑے
ایک دامن مین اگر تار رہا کرتا ہی

تشنگی سے کبھی ہوتا نہین ظالم سیراب
خشک دائم لب سوفار رہا کرتا ہی

ہون وہ مجنون کہ مین جاتا ہون جو صحرا کی طرف
بید مجنون سے لپٹتا وہ رہا کرتا ہی

دیکھکر کہتے ہین حسرت سے اطبا مجھکو
زندہ کسطرح یہ بیمار رہا کرتا ہی

چشم جانان کا تصور مرض عشق مین ہی
پاس بیمار کے بیمار رہا کرتا ہی

مین وہ بلبل ہون ہوئی جسسے گلون کی فرقت
باغ آنکھون مین مری خار رہا کرتا ہی

سو دفعہ ہجر مین اوس گل کے ہوا ہون کانٹا
مجھکو گردون کو بجا خار رہا کرتا ہی

196 سر کو خواہش نہین کچھ ظل ہما کی ہی ادیب
یار کا سایۂ دیوار رہا کرتا ہی 20

اے مسیحا تندرستون مین داخل ہو گئے
جو تری آنکھون کے بیمارون مین شامل ہو گئے

زندگانی مین ہی انسان کامل ہو گئے
جیتے جی مرجاتے تھے جو مردون مین شامل ہو گئے

خنجر بران ہمین ابروے قاتل ہو گئے
گولیان بندوق کی نظارے کے قاتل ہو گئے

دونون عالم کے وسیلے اوس سے حاصل ہو گئے
دست جانان جسکی گردن مین حمائل ہو گئے

خضر و عیسی جیتے جی جسکے جان کے لالے پڑے
سبزے کا نوک تیغ سے بسمل ہو گئے

اوٹھ گیا جس وقت پردہ چہرۂ دلدار کا
عارض پر نور رشک شمع محفل ہو گئے

ہم وہ مشتاق اجل ہین تجھ قاتل پہ نگہی دیر
ہاتھ مین سر لیکر پیش قاتل ہو گئے

سر نگون رہتے ہین یا منت جلا کے
ہم یہ ممنون سبک دستی قاتل ہو گئے

تھی ترے چاہ ذقن کی شکل اے زہرہ جبین — اسلیے قدسی غریق چاہ بابل ہو گئے

مین وہ بد قسمت ہون دریا مین گیا جب ڈوبنے — دور سے لینے کو آغوش ساحل ہو گئے

کس طرح مین دیکھتا اوس غیرت خورشید کو — پردہا چشم مجہ مین اوسمین حائل ہو گئے

تابع فرمان ہین ہر وحش ہمارے رات دن — جب سے اسم اعظم جانان کے عامل ہو گئے

سخت جانی کا برا ہو سخت شرمندہ کیا — قتل کرنے سے مرے شل دست قاتل ہو گئے

نشہ مین اندھا کیا ہی ہجر ساقی نے ہمین — آنکھون کے ڈورے ہمارے خط باطل ہو گئے

دین و دنیا سے ہوے آزاد مجنون لفت کے — ہین وہی عاقل جو پابند سلاسل ہو گئے

ساقی آئینہ رو نے جام جب ہم کو دیا — مرتبے جمشید و اسکندر کے حاصل ہو گئے

تا بزانو گر گئے گلشن مین فرط شرم سے — سرو و طوبی اونکے قد کے جب مقابل ہو گئے

جا کے پھر آیا وہ گل جب محفل عشاق مین — ہو گئے پژمردہ شگفتہ غنچہ دل ہو گئے

ہم وہ گریان ہین جو اوسکے گلرخون کی یاد مین — نالۂ دل اپنے فریاد عنادل ہو گئے

۱۹۷ اوسکی مژگان کا ہوئے ہین تیر ہر ایک ہدف سب — ابروے قاتل اگر شمشیر قاتل ہو گئے ۱۸

اور کیا مجھ رند کو درکار ہی — ہاتھ مین ساغر بغل مین یار ہی

وہ سکندر وقت کا ای یار ہی — جو کہ تیرا آئینہ بردار ہی

جب سے مجھکو عشق زلف یار ہی — موے تن گویا زنار ہی

گو کہ ہمیں موج ہی مجدھار ہی — تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہی

سیر گلشن گھر مین بیٹھے ہی نصیب — سینہ داغون سے مرا گلزار ہی

کشتون کے پشتے ہین کوے یار مین — گرم ایسا موت کا بازار ہی

ساتھ سونا اوسکے ہوتا ہی نصیب
بخت خفتہ آجکل بیدار ہی

دم ہی لب پر آرہی ہین ہچکیان
اب کوئی دم کا ترا بیمار ہی

اپنے اپنے حال مین سب مست ہین
کوئی زاہد ہی کوئی میخوار ہی

ہون تپ غم مین مین ایسا ناتوان
مجھکو مرنا بھی بہت دشوار ہی

جب سے دیکھا ہی رخ گلگون یار
چشم بلبل مین ہر اک گل خار ہی

پیش قاتل ہی سر تسلیم خم
جان لے یا بخشدے مختار ہی

چشم وحدت سے جو دیکھو زاہدو
سبحہ مین بھی رشتہ زنار ہی

خون عاشق جو نہین لب نے پیا
سرخ پھر کیون یہ لب سوفار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ جسکے زخم کو
سبزہ خط مرہم زنگار ہی

قبر سے کچھ کم نہین گھر ای مسیح
زندہ در گور آپکا بیمار ہی

ہجر مین اوس گل کے گھٹتا ہی گلا
بڑھکے پھانسی سے بھی مجھکو ہار ہی

۱۹۸ — ۱۸

وہ مسیحا دیکھنے آیا ادیب
ہی وہی اچھا کہ جو بیمار رہی

قصر تن کو توڑ کر دم مین برابر کیجیے
دلمین آتا ہی کہ خاک ایسا گھر کا گھر کیجیے

پھر جنون کا جوش ہی پھر آئی ہی فصل بہار
خانہ زنجیر سے پھر پانون باہر کیجیے

لائیے تشریف اکدن تو بھلا ای رشک مہر
خانہ دل منزل خورشید انور کیجیے

دی ہی مین نے جان حسرت مین دُر دندان کے آج
غسل میت مین مری صرف آب گوہر کیجیے

آئینہ رو دکھا کر آئینہ رخسار کا
وقت کا اپنے ہمین اکدن سکندر کیجیے

وصل کا وعدہ کیا ہی اوس گل خوبی نے آج
صحن مین گلشن کے برگ گل کا بستر کیجیے

خاکساری ہمتے کی ہے اختیار اسواسطے
ہین کے سرمہ دیدۂ دلدار مین گھر کیجیے

ملک و زر جز نام کچھ رہتا نہین بعد فنا
اک ذرا نظارۂ گور سکندر کیجیے

میرے رونے سے پسیجین بتان سنگدل
یہ وہ نالے ہین کہ جن سے موم پتھر کیجیے

ذبح ہونے مین مجھے حاصل ہے لطف زندگی
میری گردن سے جدا دم بھر نہ خنجر کیجیے

دلمین آتا ہے کہ اوس سیمین بدن کے عشق مین
نقد جان و دل لٹا کر سب نچھاور کیجیے

جان گو جاے مگر یہ التجا سے ننگ ہے
ناز برداری مسیحا کی نہ مر کر کیجیے

ہمکو راحت سے یہ نفرت ہے کہ اوڑ جاتی ہے نیند
زیر سر بھولے سے بھی جب بالش پر کیجیے

کیا یقین آئے ہمین افسانہاے ننگ کا
امر غیبی کو بھلا کس طرح باور کیجیے

آمد و شد جب کہ دم بھر کی ہے مانند نفس
پھر سرائے دہر مین تعمیر کیا گھر کیجیے

کعبۂ دل کا گرانا بے سبب اچھا نہین
دلمین کچھ خوف خدا ای بندہ پرور کیجیے

لوگوں کی خاطر سے ہی گھر بیٹھے کعبے کا ثواب
ہاتھ مین دل لیکے سب کا حج اکبر کیجیے

۱۹۹
ترک دنیا سے کوئی شغل اے ادیب اچھا نہین
بیٹھ کر گوشے مین تنہا یاد دلبر کیجیے
۲۱

کھڑا ہون دیر سے مین چپ اپس آرزو کے لیے
کہ اپنے منھ سے وہ فرمائین گفتگو کے لیے

کبھی تو اون سے ہمین ہمکلام کر یارب
زبان تو نے اگر دی ہے گفتگو کے لیے

نہ صدمہ دانۂ گوہر کو آسیا کا ہوا
گزند دیکھی نہین اہل آبرو کے لیے

وہی ازل سے مجھے اتصال ہے اون سے
جو قرب مجھسے ہے میری رگ گلو کے لیے

محال ہے دہن تنگ یار کا اثبات
کہان ہین منطقی آجائین گفتگو کے لیے

دفن ہوئے وہ تو بڑھ گئی عزت
ملے ہین خاک مین ہم اپنی آبرو کے لیے

مین کیا کہون کہ کٹی کسطرح شب فرقت
تڑپ کے کی ہی سحر ایک ماہرو کے لیے

لکھو نہین گوہر دندان یار کی توصیف
میسر آب گہر ہوا گر وضو کے لیے

گہر ہی قلزم ہستی مین خوف عزت کا
گہر صدف مین چھپے ہین تو آبرو کے لیے

نہ ہمکلام ہوا ایک دن وہ وعدہ خلاف
زبان دی بھی کبھی یار گفتگو کے لیے

وہ ناتوان ہون جو لون سانس ہجر قاتل مین
نفس چھری ہی بنے ہر اک رگ گلو کے لیے

وہ بدنصیب ہین پوچھے جو حال دل وہ کبھی
زبان کام نہ دے شرح آرزو کے لیے

ہوے تلاش کمر مین ہم اسطرح غائب
کہ مدتون رہے گم اپنی جستجو کے لیے

ہم اونکے خنجر ابرو کی کچھ کرین توصیف
زبان تیغ جو ملجائے گفتگو کے لیے

یہ طول ہی کہ نہ حیلہ تمام ہوا اوس کا
ملے جو عمر خضر شرح آرزو کے لیے

سیو نہین زخم دہن چھوڑدون سب علائق کو
ملے جو سوزن عیسیٰ مجھے رفو کے لیے

عبث ہین بے صفت یار صوت معسن
جو دس زبانین ہین مین ہمن گفتگو کے لیے

کہان علاج کو آیا ہی کچھ ہی دیوانہ
طبیب لائے کوئی میرے چارہ جو کے لیے

جو اونکی دید کو نرگس بنی سراپا چشم
تو گل بھی ہین ہمہ تن گوش گفتگو کے لیے

گہر یہ کہتے ہین تاج شہ حسینان ہین
ملے ہین بیوطن آکر ہم آبرو کے لیے

٢٠٠

ادیب حیف کہ اوس گل سے ایک بات نکی
لبون پر آگئی جان اپنی گفتگو کے لیے

٢٧

عالت نزع مین جان بخش مسرت ہوگی
ملک الموت کی تیری ہی جو صورت ہوگی

اون حسینون سے کبھی ہمکو نہ الفت ہوگی
جنکی آنکھون نہین ذرا بھی نہ مروت ہوگی

تیری ہمشکل جو مٹی کی بھی مورت ہوگی
دلستان ہوش ربا نور کی صورت ہوگی

حلق سے اوسکے اگر اپنی شہادت ہوگی
تیغ جلاد کلید در جنت ہوگی

غافلو طاعت حق چاہیے پیری آئی
صبح کا وقت ہی مقبول عبادت ہوگی

تو ہجوم غم ہجران سے نہ گھبرا اے دل
چاہیے صبر جماعت سے کرامت ہوگی

دل مجروح جو بیتاب ہوا ہی ہندو خال
نمک زخم اوسے تیری ملاحت ہوگی

دست قاتل سے جو مرنے کی سنینگے لذت
حضرت خضر کو بھی مرنے کی حسرت ہوگی

نقد دل لیکے ہمارا جو کرینگے برباد
یاد رکھنا کہ امانت مین خیانت ہوگی

بزم جانان سے نکلوائے گئے ذلت سے
غیر مر جائینگے بے موت جو غیرت ہوگی

جور قاتل کا ادا شکر کرینگے تا زیست
ہم جو مر جائینگے تو بھی نہ شکایت ہوگی

ہم یہ سمجھینگے ٹھکانے لگی مٹی اپنی
اوسکے کوچے مین پس مرگ جو تربت ہوگی

دہن تنگ کے اثبات مین لایا جو دلیل
منطقی سے مری ان باتون مین حجت ہوگی

ہمکو ملجائیگی بیداد کی داد اے ظالم
کسی بیدرد سے تجھکو جو محبت ہوگی

جب کہا مین نے مرا حال سنینگے کب آپ
ناز سے اوسنے کہا جب ہمین فرصت ہوگی

بوسہ لینے سے تصور مین ہو لب سے نیلے
اس سے کیا بڑھکے بھلا اور نزاکت ہوگی

روز ہجران کی سیاہی سے خدا کی ہی پناہ
اس سے بڑھکر نہ شب گور کی ظلمت ہوگی

قتل کرنے کو اشارہ ہی ہمین کافی ہی
تیری انگشت شہادت سے شہادت ہوگی

آبلہ دیدہ ہی اسی وجہ سے اے آینہ رو
آئینہ کو تیرے دیدار کی حسرت ہوگی

دق کچھ اسطرح کیا ہی مرض فرقت نے
موت بیمار شب ہجر کو صحت ہوگی

ایک ہم ہین کہ بھرے دل مین ہین لاکھون ارمان
ایک وہ ہونگے جنھین کوئی نہ حسرت ہوگی

سب عدو کے گھر آکے وہ فرمانے لگے
اب شکایت جو کرینگے تو شکایت ہوگی

وہ جو مجروح کریگا ہمین خوش ہونگے رقیب — زخم ہم کھائینگے اغیار کو لذت ہوگی
سچ یہ ہے راہ ہوا کرتی ہے دلکو دل سے — مجھکو تیری تو تجھے میری محبت ہوگی
زیست اے رشک مسیحا مرض عشق سے ہے — جیتے مرجائینگے بیمار جو صحت ہوگی
آپ کب لائینگے تشریف کچھ ارشاد تو ہو — حال پر بندہ کے کس روز عنایت ہوگی
گھر کے بھید سے بھی چھپتا ہے کہین راز ادیب — حشر مین جرم پہ اعضا کی شہادت ہوگی

۲۱

۲۲

صدا آتی ہے یہ کوئے بتان سے — نہین جاتا کوئی آکر یہان سے
نکالون آہ جو سوز نہان سے — شرر برسین فضائے آسمان سے
رہے مجروح وہ نوک سنان سے — کشیدہ ہو جو اوس ابرو کمان سے
تجسس کرتے حال رفتگان ہم — اگر آتا کوئی پھر کر وہان سے
وہ ہے بحر سرشک چشم گریان — حباب اوٹھین ہین قصر آسمان سے
چھٹے اوس زلف پیچان سے کوئی کیا — جو اک پھندے مین دل لاکھون پھنسانے
زبان سے میری سنکر لذت مرگ — خضر ناخوش ہین عمر جاودان سے
وہ بولے سنکے قصہ درد دل کا — بڑی الجھن ہے طول داستان سے
کوئی آکر ہمارے جی سے پوچھے — جو لذت پائی ہے جور بتان سے
تب غم مین ہر اک موئے تن اپنا — زبان شعلہ ہے سوز نہان سے
بدن سے روح جب نکلی تو بولی — رہائی ہو گئی قید گران سے
ہمارے واسطے ہے تخت شاہی — کہان ہم جائین خاک آستان سے
سنی ہے شور محشر کی بڑی دھوم — مگر کیا ڈر ہمین خواب گران سے

تڑپتا ہی مرا دل جسکی خاطر / خدا وندا اوسے لاؤن کہان سے

تصور مین بھی پاس اوس بت کے جانا / نہین ممکن مریض ناتوان سے

سنا پر درد نالون کو تو بولے / مرا دل کانپتا ہی اس فغان سے

خوشا یہ ضعف ہم جسکی بدولت / نہین اوٹھ سکتے ہین کوئے بتان سے

پڑے ای سنگ اسو سخت مشکل / جو تو ٹکرے سنگ آستان سے

گئے جب سے نہ آئے پھر کسی روز / وہ سیکھے چال کیا عمر روان سے

تمھاری یاد مین ایسا ہون بیخود / کہ کوسون دور ہون ہم وہم و گمان سے

مزہ جینے کا مرنے سے ہی ای خضر / تمھین کیا لطف عمر جاودان سے

۲۲ ادیب اب آگئے ایام پیری / مدینے کو چلو ہندوستان سے ۲۱

لاغر بدن یہ عشق بت سیمبر مین ہی / فرق اوس سے ایک بال کا موئے کمر مین ہی

ای بت جو ہو کے خاک تری رہگذر مین ہی / وہ مثل سرمہ دیدۂ اہل نظر مین ہی

اس رتبہ ضعف عشق بت سیمبر مین ہی / طاقت اب اوٹھنے کی نہین جگر مین ہی

مجدھار مین ہون قلزم غم کے مین ای خدا / بیڑا تو پار کر مری کشتی بھنور مین ہی

بیہوش کر دیا جسے دیکھا اوٹھا کے آنکھ / جادو بلا کا چشم بت فتنہ گر مین ہی

پھیلا کے پاؤن چین سے سوتے ہین قبر مین / آرام سب جگہ سے اسی اپنے گھر مین ہی

پیری کے داغ عشق مین ہی گرمی شباب / تیزی مہر حشر چراغ سحر مین ہی

رہی نازکی کہ بچکتی ہی بوجھ سے / صرف ایک خال یار کی نازک کمر مین ہی

ان کے لب سے اوسکے جو ہو جائے سامنا / مٹی وہ آب ہو کہ جو لعل و گہر مین ہی

شوخی کرشمہ ناز و ادا غمزہ و حیا
جو کچھ کہ ہی وہ سب تری نیچی نظر مین ہی

کیا طرفہ بات ہی کہ نہ دیکھی نہ ہی سنی
اونکی کمر نہین ہی مگر وہی کمر مین ہی

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ کاٹین شب فراق
دلمین ہی ٹیس درد ہمارے جگر مین ہی

ای غم نہ جا کہین دل شیدا کو چھوڑکر
خاطر پہ میہمان کی میرے ہی گھر مین ہی

بیتاب کیون ہو ماہی بے آب کیطرح
مچھلی جب اونکے کانکی آب گہر مین ہی

پھوڑا ہوا ہی پک کے ہمارا دل حزین
گرمی فراق یار کی ایسی جگر مین ہی

مثل حباب بحر جہان مین ہین ایکدم
نابود و بود ایک ہماری نظر مین ہی

سینہ کے پار ہوکے ہوا ہی جگر کے پار
ای ترک زور کیا ترے تیر نظر مین ہی

نازک میان یار کو بار گران ہی خال
شاید اسی سبب نہین نقطہ کمر مین ہی

جادو وہی جسکا نام وہ آنکھون مین ہی بھرا
کہتے ہین جسکو سحر وہ اونکی نظر مین ہی

ای ترک دیکھ بھال کے ناوک تو پھینکنا
تیرون کا چور کوچۂ زخم جگر مین ہی

۲۰۳
جسدن سے کہ الفت مژگان ہی ای ادیب
اوسدن سے ایک پھانس ہمارے جگر مین ہی
۲۵

ہوئے مجروح تمنا سے دل و جان سمجھے
ڈوب کر تیر نکلجانے کو ارمان سمجھے

شاد ہو جاؤن جو مسکن غم جانان سمجھے
دلمین آجائے اگر اپنا اسے مہمان سمجھے

جوہری دانت ترے گوہر غلطان سمجھے
خاک پتھر بھی قدر ترے دندان سمجھے

جو بشر ہین وہ تجھے جان دل و جان سمجھے
مردم دیدہ ملک اور بنی جان سمجھے

بھول کر نام محبت نہ زبان پر لائے
عاشقی کے اگر انجام کو انسان سمجھے

پھانسنا دام مین ہو سکتے نہین ہم کو کبھی
پیچ یہ سب ترا کید جو پہچان

پانون رکھنا تو ذرا سوچکے ہشیار سے ہی | کوچۂ زلف ہے یہ اے دل ناداں سمجھے
دم گلگشت چمن رو دیے مثل شبنم | ہم جو وہ دن کی بہار گل خندان سمجھے
سب باتین تری ہم جانتے ہین سر نہ پھرا | جو نہ سمجھا ہو وہ اے ناصح نادان سمجھے
ہوکے اک قطرۂ ناچیز یہ نخوت یہ غرور | اصل مین اپنی حقیقت کو تو انسان سمجھے
کعبہ و دیر مین اوس بت کو کیا جاکے تلاش | خاک پتھر بھی نہ ہندو و مسلمان سمجھے
اسقدر کشتہ کیا اپنی تمناؤن کو | اپنے سینہ کو ہم اک گنج شہیدان سمجھے
دعوی آب و صفا اوسکے در دندان سے | آبرو خاک مین اب گوہر غلطان سمجھے
ایک دن بھی نہ گئی گھر سے مرے غیر کے گھر | خیر اب تجھسے خدا اے شب ہجران سمجھے
ہمکو غربت مین سویدا سے زیادہ ہے عزیز | مردم دیدۂ دل داغ عزیزان سمجھے
ضعف سے دشت نوردی نہوئی وحشت مین | بیڑیان پاؤن کی ہم تار گریبان سمجھے
ساتھ قدمون کے ہین خوبان کسی وش ہردم | نقش پا کو ترے ہم مہر سلیمان سمجھے
وہ خوشا سینہ جہان آکے رہے ناوک یار | وہ نہ ہے دل جسے مسکن غم جانان سمجھے
بار منت سے کسی کے نہ گرانبار رہے | ہم تو احسان نہ کرنیکو بھی احسان سمجھے
کیون نکلنے نہ دیا غیرون کو اپنے گھر سے | آپ کیا اونکو مری حسرت و ارمان سمجھے
دیکھکر گر پڑے ہم بھوسکے لکا ندھو کی طرح | خط سے خس پوش تہ اچاہ زنخدان سمجھے
جانکنی کرنی پڑی ہمکو محبت کرکے | بڑھکے ہیرے کی کنی سے در دندان سمجھے
واہ آئے بھی تو اغیار کو لیکر ہمراہ | چال ہم آپکی اے سرو خرامان سمجھے
ازلزلہ دنیا مین اشارے سے ترے | بڑھکے بھونچال سے ہم جنبش مژگان سمجھے
پنور جو پڑے دست سے چھپا اونکا دیب | مہرتابان کو چراغ تہ داماں سمجھے

درد و ملال دل سے سیاہی مٹا گئے
گھر مین ہمارے تم شب وعدہ جو آ گئے

ہر چشم تر سے ابر کا رتبہ گھٹا گئے
طوفان نوح ہجر مین سب کو دکھا گئے

دلسوزون کو وہ چہرہ روشن دکھا گئے
جلتے ہوون کو اور بھی آ کر جلا گئے

جسدن سے وہ لب میگون دکھا گئے
وہ زاہدون کے زہد مین دھبا لگا گئے

وہ چلتے پھرتے گور غریبان آ گئے
خواب عدم کے سوتے ہوون کو جگا گئے

گلزار مین وہ جب پئے گلگشت آ گئے
نرگس کو عیب بے بصری کا لگا گئے

پردہ اوٹھا کے عارض انور دکھا گئے
دل کھولکر وہ حسن کی دولت لٹا گئے

مانند نقش پا ہمین اوٹھنا محال ہے
اسطرح یار رنج والم کے بٹھا گئے

سولی سے بڑھکے تھا ہمین کوٹھا شب فراق
بے سیڑھی بام پر جو ہم اے مہ لقا گئے

بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے
غربت مین جب کہ اہل وطن یاد آ گئے

مدت کے بعد کہیے تو نکلا کدھر سے چاند
کیا تھا جو بے بلائے ہوئے آپ آ گئے

جس سمت دیکھتا ہون نہین جلوہ اونھین کا ہے
خوش چشم میری آنکھون مین ایسے سما گئے

دم بھر کو آکے گھر سے غیرون کے چلدیے
آئے تو کیا تم آئے گئے بھی تو کیا گئے

بیجا ہی اونکی قلزم ہستی مین سرکشی
مثل حباب بحر جو دم بھر کو آ گئے

مین ہون وہ رند کے سو فلک جب اوٹھا لیے ہاتھ
میخانہ پر دعا سے مری ابر چھا گئے

اللہ رے شوق دید ہوے جب وہ بے نقاب
بہر نظارہ لخت دل آنکھون مین آ گئے

اللہ رے ظرف میرے دل نامراد کا
درد والم جہان کے اسمین سما گئے

انصاف جی مین شرط ہے اسبات کا بتو
کیا تم کو مل گیا جو مرا دل دکھا گئے

رکھون مین کیا امید حسینان دہر سے
تھی جن سے چشمداشت وہ آنکھین چرا گئے

دم لیکے جائیگا مرض عشق ای مسیح / اچھا یہ روگ جان کو میری لگا گئے
قصر بلند یار کی توصیف جب لکھی / مضمون عرش پر سے مرے دل مین آ گئے
وہ خاکسار ہین کہ پئی دید چشم یار / مانند سرمہ چشم عدو مین سما گئے
گلزار مین سناتے ہی پر کاٹنے کا حکم / صیاد میری عقل کے طوطے اوڑا گئے
اپنا ہوا نہ کوئی برے وقت مین شریک / کنج لحد مین چھوڑ کے سب آشنا گئے
نکلا ہی سبزہ خط لب جان بخش یار پر / یا خضر لینے کے لیے آب بقا گئے

۲۰۵ — دن رات ہی تصور زلف سیہ ادیب / یا میرے دل کے آئینہ مین بال آ گئے — ۲۶

یاد آجاتی ہی جب ای یار جانی آپکی / دل کو بہلا لیتے ہین سنکر کہانی آپکی
اوڑ گئی دم مین بہار حسن ای رشک چمن / تھا نسیم صبح کا جھونکا جوانی آپکی
دیکھتے شمع تجلی کو نہ بھولے سے کبھی / حضرت موسی جو سنتے لن ترانی آپکی
ہی تب غم سے بری حالت مریض عشق کی / ای مسیح اچھی نہین نا مہربانی آپکی
دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے غائب ہو گئی / کچھ چھلاوے سے نہین کم تھی جوانی آپکی
زیست اپنی رہگئی ہی اب اسی امید پر / وصل کا وعدہ جو سنتے ہین زبانی آپکی
کچھ حقیقت بھی نہ تھی خط کی جسے لکھا ایک دن / دیکھلی ای مشفق من مہربانی آپکی
رہگئے حل معما سے دہان تنگ مین / شاعرو بس کھل گئی سب نکتہ دانی آپکی
چھپ سکین کیونکر تصور مین ہم ای نازک بدن / جب نزاکت کر رہی ہو پاسبانی آپکی
آپ سے کاٹین گلا اسطرح ہین مشتاق قتل / ہمکو مل جائے جو تیغ اصفہانی آپکی
صورت تصویر سکتے مین ہون نقشہ اور ہو / دیکھ لین صورت اگر بہزاد و مانی آپکی

دلمین اوسکے آئے فوراً نوجوانی کی امنگ
پیر صد سالہ اگر دیکھے جوانی آپکی

مجھ سے فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب اشعار درد
دل دکھاتی ہی ہمارا شعر خوانی آپکی

سرو قد اوٹھ اوٹھکے ای شمشاد قد گلزار مین
کرتے ہین تعظیم سرو بوستانی آپکی

ای پری مہر سلیمان بھی نہ بڑھکر ہے مجھے
ہاتھ آجائے اگر چھلا نشانی آپکی

اوسکی آنکھون مین رہی پھولی ہوئی سرسون مدام
جوکہ پی جائے شراب ارغوانی آپکی

صحبت احباب سے ہوتا ہی لطف زندگی
ہیچ ہی ای خضر عمر جاودانی آپکی

من کے قصہ خواب کا آنا فسانہ ہی مگر
نیند اوڑجاتی ہی سنتے ہی کہانی آپکی

گرمی خون شہیدان کی جو حدت ہی یہی
دیکھنا ہوجائے گی تلوار پانی آپکی

بے مئی جان بخش کے بھی موت سے بڑھکر ہے زیست
تلخ ہی ای شیخ صاحب زندگانی آپکی

ہون خموش اس وجہ سے وصف دہان تنگ مین
گومگو کی بات ہی یہ بے دہانی آپکی

کیون نہ بڑھکر خوبصورت ماہ کنعان سے کہون
اولین تصویر یوسف کی ہے ثانی آپکی

ہوتی ہی پژمردگی دلکو خموشی کے سبب
تنگ کرتی ہی ہمین غنچہ دہانی آپکی

دل بھرا آتا ہی ہر اک عاشق دلگیر کا
یاد آجاتی ہی سبب شاک دہانی آپکی

ایک دم مین چلدیا جوش شباب ای بحر حسن
بلبلہ پانی کا تھا یا تھی جوانی آپکی

۱۸

ذرہ بے نور سے مہر منور ہوا ادیب
ہوگئی جبسے اوسپر مہربانی آپکی

۲۰۶

اثر جذب دل اپنا جو دکھائے کوئی
بے بلائے ابھی آغوش مین آئے کوئی

ڈر سے غیرون کے نہ آیا تو نہ آئے کوئی
خواب ہی مین ہمین شکل اپنی دکھائے کوئی

مین وہ تشنہ ہون کہ مقتل مین بھی کہتا ہون
آب خنجر سے مری پیاس بجھائے کوئی

دھوم ہو جائے کہ خورشید قیامت نکلا — رخ انور سے جو پردے کو اوٹھائے کوئی

بعد مردن لب ساقی کے ہین لیلون بوسے — میری مٹی کا اگر جام بنائے کوئی

خوب گھنگھور گھٹا شہر مین پر چھا جائے — دھڑی مسی کی لبون پر جو جمائے کوئی

سب کہین ہوگئی اوجڑی ہوئی بستی آباد — دل ویران مین مگر گھر جو بنائے کوئی

ای گہر لٹکے جدا کان سے محبوبون کے — آبرو اپنی نہ مٹی مین ملائے کوئی

زار فرقت مین ہین ایسا کہ جو آکر ڈھونڈھے — موت کیا چیز ہی مجھکو تو نہ پائے کوئی

نذر اوسکی مین کرون شیشۂ دل ای ساقی — ہاتھ سے اپنے اگر جام پلائے کوئی

اوسکی حسرت کو کوئی دل سے ہمارے پوچھے — عمر بھر جسکی تمنا نہ بر آئے کوئی

شمع سیما کے پروانون مین اوسکا ہو فروغ — صورت شمع سراپا جو جلائے کوئی

سرکشی بھول کے ہرگز نہ کرے مثل حباب — بحر ہستی مین جو دم بھر کو بھی آئے کوئی

کیون وہ قطرۂ ناچیز سے دریا ہو جائے — عشق مین تیرے جو ہستی کو مٹائے کوئی

غیر تو کیا ہین فرشتون سے بھی لڑ کے کہدین — کوچۂ یار مین بیٹھے ہین اوٹھائے کوئی

اثر نالہ و فریاد دکھائین ہم اگر — دل کو تھامے ہوئے گھر سے نکل آئے کوئی

قہر ہی ہنستے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو — ایسے بیدرد سے کیا دل کو لگائے کوئی

٢٠٠

ای ادیب آئے شب ہجر اگر رونے پہ
ہفت اقلیم کے سوتون کو جگائے کوئی

١٦

دل جو عاشق ہی دُر دندان کو سر لائین گے — ہنس کے کھانے کو ہم موتی بھر لائین گے

نوح کا طوفان اوٹھیگا دیدۂ تر سے مرے — حرف رخصت کا اگر آپ اپنے لب پہ لائین گے

ہم گنہگار رون کا رونا حشر کردیگا بپا — دیکھنا نالے قیامت روز محشر لائین گے

عشق مار زلف کالے کا کھلانا جانکر
کانو ر د دیں آپ عاشق جا کے منتر لائینگے

سخت جان ایسے ہین مقتل مین دم قتل ایکدن
خنجر جلاد کا ہم دم لبون پر لائینگے

بند کرنا خط کا جو ہوگا وہ نھین مد نظر
مردمان چشم کے عشاق ولیفر لائینگے

ہم وہ مشتاق اجل ہین سنکے مژدہ قتل کا
ہاتھ مین سرکوپی نذر ستمگر لائینگے

وصف چشم یار کی تسطیر ہی مد نظر
آنکھون کے ڈورے بنائے تار مسطر لائینگے

رونے سے سب کو گمان آجائیگا بھونچال کا
نالے میرے زلزلا کر روز گھر گھر لائینگے

دامن صحرا کی دیوانہ کرینگی دھجیان
خانۂ زنجیر سے جب پانون باہر لائینگے

مین وہ غم کی شکل فرقت مین بنا ہون دوستو
دیکھکر مجھکو عدو اشک آنکھون مین بھر لائینگے

ہو کے بیتاب آئینگے سنکر مری فریاد کو
نالۂ دل جو سلامت ہین انھین گھر لائینگے

دل کو کیا غم ہی اگر تنہا ہین بحر عشق مین
کشتی بے ناخدا کو ہم خدا پر لائینگے

ہو گی آرایش اگر اوس گل کو منظور نظر
نو عروسان چمن پھولون کا زیور لائینگے

عشق ابرو بتان پر جب کہ قائل ہونگے ہم
باندھنے کو پیٹ پر کعبے کا پتھر لائینگے

٢٠٨ اے ادیب اونکے جو خال رخ کی لکھین گے صفت
توڑ کر وہ عرش کے تارے مقرر لائینگے ٢٢٣

پھر تھون برق تجلی کے طلبگار کبھی
دیکھین موسی جو ترا جلوۂ رخسار کبھی

ناتوانی نے سبکسار کیا ہی ایسا
دل اغیار پر اپنا نہوا بار کبھی

ایک عالم کو کیا خنجر جلاد نے سرد
گرم ایسا تو نہ تھا موت کا بازار کبھی

قتل کرتا ہی ہمین تیغ ادا سے قاتل
دم چرا تا ہی اگر خنجر خونخوار کبھی

تنگ ہو کر مرض عشق سے کہتے ہین طبیب
دشمنون کو نہ الٰہی ہو یہ آزار کبھی

بے خلش باغ جہانمین ہین گل قدم
دامن کوہ مین اولجھا نہ کوئی خار کبھی

تشنۂ شوق شہادت کا ہوا دل سیراب
اوس ستمگر نے جو کی تیر فگنی بوچھار کبھی

پارہ پارہ جگر و دل ہوئے مانند کتان
آگئے یاد جو وہ چاند سے رخسار کبھی

مرض موت تہو خاک شفا کو بھولے
خاک پا تیری جو کھائے کوئی بیمار کبھی

بخت خوابیدۂ عشاق جگانا ہے محال
شور محشر سے بھی ہوتا نہین بیدار کبھی

لب پان خوردۂ معشوق سمجھکر ہنسنے
دہن زخم سے چوما لب سوفار کبھی

دھجیان خوب اوڑائین ہم اے وحشت جنون
رہگیا ایک بھی دامن مین اگر تار کبھی

روتے روتے تری فرقت مین ہوئین یہ ضعیف
ہم سے توڑا نہ گیا آنسونکا تار کبھی

کعبۂ دلمین ہے عشق بتان کا مسکن
دانۂ سبحہ مین ہو رشتۂ زنار کبھی

پتھر ایسے ہی اگر برسینگے مجھ مجنون پر
خالی آئین گے نظر دامن کہسار کبھی

اہل دل ایسے ہین ہم دلکو خلش ہوتی ہے
پائے دشمن مین جو چبھتا ہے کوئی خار کبھی

کیون نہ ملتے رہین حسرت سے وہ دست افسوس
ہاتھ جنکے تری گردن مین نہون ہار کبھی

بخدا جان کے لالے پڑے ہین الفت مین
نہوا عشق بتان ہم کو سزاوار کبھی

اے مسیحا مرض عشق سے بچنا ہے محال
زیست ہوتی تو نہوتا یہ آزار کبھی

آدمی گھل کے اس آزار مین مرجاتا ہے
مرض عشق کا بچتا نہین بیمار کبھی

وہ گل اندام پڑے سوتے ہین اب زیر زمین
خندۂ گل سے جو ہوجاتے تھے بیدار کبھی

یوسفستان نظر آتی تھین وطن کی گلیان
فرخ آباد بھی تھا مصر کا بازار کبھی

۲۰ جان جائیگی ادیب اوسکی محبت مین تری
دل نہ دینا کسی گلرو کو خبردار کبھی ۱۴

سقف فلک کی پھر نہ یہ تعمیر دیکھیے — جو آپ تیر آہ کی تاثیر دیکھیے

کسدن ہو عشق زلف گرہ گیر دیکھیے — آباد کب ہو خانۂ زنجیر دیکھیے

منہ پھیر سوتے ہین وہ مجھسے شب وصال — یارب پھرے گی کب مری تقدیر دیکھیے

دیکھے بعد آکے وہ گھر سے چلے گئے — بن کر بگڑ گئی مری تقدیر دیکھیے

کسطرح ہو گی ہمسر زلف دراز یار — چھوٹی بہت ہی عرش کی زنجیر دیکھیے

دار فنا سے شہر خموشان مین لائی ہی — لیجائے اب کہان مجھے تقدیر دیکھیے

شاید خزان کے آتے ہی جوش جنون گیا — سوتے پڑے ہین خانۂ زنجیر دیکھیے

ہی لامکان پر مری دیوانگی کی دھوم — پونہچا کہان ہی نالۂ زنجیر دیکھیے

رونے سے کانپتا ہی دل انکا شب فراق — ہلتا ہی عرش نالونکی تاثیر دیکھیے

فصل بہار آئی جنون کا ہی زور شور — پھر پانون مین ہر ایک کے زنجیر دیکھیے

کانون سے کچھ نہ سنیے بجز اوسکے ذکر کے — آنکھون سے صرف یار کی تصویر دیکھیے

ہلنا محال ہی ہمین گیسو کے عشق مین — جکڑی ہوئی ہی پانونمین زنجیر دیکھیے

ہی آفتاب حشر سہا اوسکے سامنے — خورشید داغ عشق کی تنویر دیکھیے

اختر شمار ہو نہین گزرتی ہی ساری رات — جسدن نہ کوئی چاندسی تنویر دیکھیے

چین جبین یار کی کیونکر گرہ کھلے — کسطرح وا ہو عقدۂ تقدیر دیکھیے

کسطرح جائین میکدہ سے اوٹھکے رند مست — ہی موج می کی پانونمین زنجیر دیکھیے

١٧ — لکھا نصیب کا نہین مٹتا ہی ادیب
جو جو دکھائے آپکو تقدیر دیکھیے — ١٨

کیون مجھسے وہ گل مائل تقریر نہین ہی — کچھ غنچہ دہن بلبل تصویر نہین

دیوانہ کیا خلق کو آنکھون نے تمھاری
جادو ہی مگر سرمہ کی تحریر نہین ہی

اغیار کو تو روز ملے شربت دیدار
میرے لیے آب دم شمشیر نہین ہی

اک عمر سے نظارۂ مژگان سے ہون محروم
مدت سے جگر مین خلش تیر نہین ہی

جب بعد فنا بھی وہ نہ آیا تو یہ سمجھے
تقدیر مین وصل بت بے پیر نہین ہی

حیران جہان ہی ترے آئینۂ رخ سے
وہ کون ہی جو بلبل تصویر نہین ہی

لکھا مری تقدیر مین ہی رنج جدائی
ای حضرت عشق آپ کی تقصیر نہین ہی

مین کشتہ ہون چشم صنم پردہ نشین کا
احوال مرا لائق تشہیر نہین ہی

ویرانے کی صورت متصور ہی اوسمین
جس خانۂ دلمین تری تصویر نہین ہی

رو کر ترے بیمار کو کہتے ہین اطبا
اب جینے کی اسکے کوئی تدبیر نہین ہی

باتون کو جو سنتا ہون تو جان آتی ہی تن مین
اعجاز سے کم آپ کی تقریر نہین ہی

داغون سے سراپا مین بنا سرو چراغان
تاریک مرا خانۂ زنجیر نہین ہی

کچھ قدر زر و مال نہین سامنے اسکے
یہ خاک در یار ہی اکسیر نہین ہی

اوس بت کو کیا سجدہ تو کیون کٹ گئے اغیار
کچھ قد خمیدہ خم شمشیر نہین ہی

صورت تری خوبان جہان سے ہی نرالی
عالم کے مرقع مین یہ تصویر نہین ہی

ایسی ترے سودائیون کے صرف مین آئی
حداد کی دکان مین زنجیر نہین ہی

مجروح رہے خار حوادث سے وہ یارب
جس پانو مین اوس زلف کی زنجیر نہین ہی

۲۱ ۲۵

نالونکا اثر دلمین ادیب اونکے ہو کیونکر
کچھ آہ مری عرش کی زنجیر نہین ہی

دیکھکر وہ رخ یہ حیرت ہو گئی
آئینے کی اور صورت ہو گئی

وا اگر چشم حقیقت ہو گئی
دیکھنا کثرت مین وحدت ہو گئی

رنج فرقت سے یہ ہیات ہو گئی
شکل اپنی غم کی صورت ہو گئی

ہجر مین اپنی یہ صورت ہو گئی
دیکھکر حیرت کو حیرت ہو گئی

پیش داور ہم نے جب نالے کیے
حشر مین قائم قیامت ہو گئی

پکتے پھوڑا ہو گیا یک یک سے دل
زہر ناصح کی نصیحت ہو گئی

آمد آمد فصل گل کی جب سنی
وحشیون کو اور وحشت ہو گئی

ہجر مین اوس گل کے اہل خلد کو
بڑھکے دوزخ سے بھی جنت ہو گئی

جیتے ہین فرقت مین اس دم تک مگر
اب نہ آئے تو قیامت ہو گئی

دید اوس خوش چشم کی جب سے ہوئی
آنکھون کی بیدار قسمت ہو گئی

شکر ہے اوس آینہ رو کے حضور
آینہ داری کی صورت ہو گئی

رات دن وہ مجھسے رہتے ہین پھرے
کیا مری برگشتہ قسمت ہو گئی

یاد رکھنا شب نہ آئے تم اگر
آج ہی کل کی قیامت ہو گئی

اوس لب رنگین کی فرقت مین ہمین
خون دل رونیکی عادت ہو گئی

جب قیامت کی چلے رفتار وہ
دو قدم پیچھے قیامت ہو گئی

زیست کے ہمراہ ہین سب رنج و غم
آ گئی جب موت راحت ہو گئی

جب وہان تنگ ہنسنے مین کھلا
نقطۂ وہمی کی قسمت ہو گئی

کم نہین لب سے تری چشم اے مسیح
جسکو دیکھا اوسکو صحت ہو گئی

پاے ساقی پر گرے نشہ مین ہم
ہوشیاری عین غفلت ہو گئی

دھار اے قاتل تری تلوار کی
ہم کو تو راہ شہادت ہو گئی

جب خیال آیا مآل کار کا / خندهٔ گل سے بھی رقت ہو گئی

جنت و دوزخ کی خواہش چھوڑ کر / تیری مرضی پر قناعت ہو گئی

جب تصور روے صافی کا کیا / دلمین آئینہ وہ صورت ہو گئی

تیرے دیوانے کی ای رشک پری / قاف سے تا قاف شہرت ہو گئی

٢١٢ — ١٩

دلکو کیون تھامے ہوئے ہو تم ادیب / کیا کسی دلبر سے الفت ہو گئی

گو ہر اک شہر مین شہرت مری فریاد کی ہی / ہون جو خاموش تو خاطر مجھے صیاد کی ہی

ہوش جان ہی نہ خبر کچھ دل ناشاد کی ہی / یاد ای وعدہ فراموش تری یاد کی ہی

خوف سے جان ہوا بلبل ناشاد کی ہی / شکل جلاد کی صورت ترے صیاد کی ہی

سر پر ایسکے جو نہین بار جفاے عشاق / پشت خم کسلیے چرخ ستم ایجاد کی ہی

حیف ہم تشنہ نہ سیراب ہوے مقتل مین / گو سبیل آب دم خنجر جلاد کی ہی

خط پشت لب ساقی کا ہوا ہون شیدا / کیا حقیقت ہے تر آگے خط بغداد کی ہی

دام گیسو مین رہا کرتے ہین قیدی دائم / قید اس قید مین کچھ بھی نہین میعاد کی ہی

سات دریا ابھی لاؤن جو کہے وہ شیرین / جوے شیر ایک ہی لائی ہوئی فرہاد کی ہی

ایک دم بھی نہ رہا جو پی گلگشت آیا / ناموافق یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہی

سنکے فریاد تاسف سے وہ فرماتے ہین / یہ تو آواز کسی عاشق ناشاد کی ہی

کسی بلبل کو کیا ذبح کسی کو پر قینچ / دل لگی روز چمن مین یہی صیاد کی ہی

خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو / او لٹی تاثیر مرے نالہ و فریاد کی ہی

گلشن دہر مین وہ بلبل تہ سان مین ہون / شب کو سوتے مین بھی دہشت مجھے صیاد کی ہی

قرب یار بھلا سے کھٹکے نہ کیونکر ہر دم
وہ تو اک پھانس دل عاشق ناشاد کی ہی

کون کہتا ہی کہان فصل بہاری آئی
سب یہ بے پر کی اوڑائی ہوئی صیاد کی ہی

حسرت دید ہی مدت سے اوٹھا دو پردہ
ای بتو تم کو قسم حسن خداداد کی ہی

فصل گل مین مرے پر کاٹ کے کیا قید قفس
انتہا بھی کہین بیدادی صیاد کی ہی

ای گلو حسن پر اپنے نہ ہنسو کھل کھل کر
چند روزہ یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہی

٢١٣ ٢١

مین اوسی روز سے بھولا ہون بنانے کو ادیب
یاد جس دن سے مجھے اوس ستم ایجاد کی ہی

روز و شب بال ہما جس کا چھور رہتا ہی
آجکل وہ شہ خوبان مرے گھر رہتا ہی

دل مرا عکس رخ یار کا گھر رہتا ہی
آئینہ آئینے مین آٹھ پہر رہتا ہی

غائب آنکھون سے جو وہ رشک قمر رہتا ہی
حسرت دید کا دل مین مرے گھر رہتا ہی

صدمہ ہجر سے پھوڑا دل اگر رہتا ہی
درد بن کر مرے پہلو مین جگر رہتا ہی

لب رنگین کا جو دھیان آٹھ پہر رہتا ہی
چشم گریان سے وان خون جگر رہتا ہی

مصحف رخ جو ترا پیش نظر رہتا ہی
دل سیپارہ مرا زیر و زبر رہتا ہی

جب سے مجروح تری تیغ تبسم نے کیا
خندہ زن آٹھ پہر زخم جگر رہتا ہی

غنچے پیکان نکالے ہین بغیر اوس گل کے
دشنہ کھینچے ہوئے ہر برگ شجر رہتا ہی

تشنۂ آب دم تیغ ہی ای ترک ایسا
ہر گھڑی وا دہن زخم جگر رہتا ہی

وصل کی شب مین بول اوٹھے کہین مرغ سحر
یہی دھڑکا ہی ڈر چار پہر رہتا ہی

چشم دلبر سے خدا جانے بچیگا کیونکر
نگہات مین دل کی مرے ذر نظر رہتا ہی

عشق دلبر سے ملا ہی نہ کسطرح عزیز
سینے مین دل کی جگہ داغ جگر رہتا ہی

کروٹین لیتے ہی لیتے شب غم کاٹتے ہین
چین پڑتا نہین یہ درد جگر رہتا ہی

یاد مین سے مو میان کی جو ترے روتا ہون
آب اشک آٹھ پہر تا بکمر رہتا ہی

خون ہو کر جو نہ آنکھون سے بہا فرقت مین
پھر یہ کسو اسطے پہلو مین جگر رہتا ہی

چشم پرنم کو تصور ہی تری آنکھون کا
شیرون کا عین ترائی مین گزر رہتا ہی

عشق چشم اوس یم خوبی کا ہوا ہی جو مجھے
پانون مین سلسلۂ موج نظر رہتا ہی

ہم گدا اپنی فقیری ہی مین ہین مست مدام
رہے منعم کو اگر نشۂ زر رہتا ہی

مرد جانباز وہی معرکۂ عشق مین ہی
مرنے پر باندھے ہوے جو کہ کمر رہتا ہی

بیخودی سے نہین ہم آپ مین آتے پہرون
کیا تماشا ہی کہ گھر بیٹھے سفر رہتا ہی

۲۴

مین وہ دیوانۂ گریبان ہون جو صحرا کو گیا
دامن دشت ادب اشکون سے تر رہتا ہی

۲۵

شب وصال جو وہ ماہ بے حجاب رہے
تمام رات قد آدم آفتاب رہے

خیال گیسوے پیچان جو وقت خواب رہے
تمام شب دل مضطر کو اضطراب رہے

جو دید مہر رخ یار کی نہ تاب رہے
تو کیون نہ آئنہ یا دیدہ پر آب رہے

نہ تاب دید ہو جس دم وہ بے نقاب رہے
ہمارے یار کی بے پردگی حجاب رہے

مثال سرمہ گھر اوس کا ہو چشم مردم مین
جو خاک پا رہ شاہ بو تراب رہے

ہزار حیف نہ بدلا کبھی فراق کا حال
ہزار طرح سے عالم مین انقلاب رہے

تری تلاش نہ مد نظر اگر ہوا سے
تمام روز نگردش مین آفتاب رہے

کہو تو کس کے جگائے نصیب جاگ رات
کہان تمام شب اے رشک ماہتاب رہے

خیال دست نگارین کا ہی دم گریہ
نہ جاری آنکھون سے کس طرح خون ناب رہے

گلی مین یار کی جو پاؤن توڑ کر بیٹھے
وہ جا کے باغ جنان مین کمر حساب رہے

چہ شست و شوی رخ روشن کی چاہیے وہ مہوش
تو آفتابہ لیے حاضر آفتاب رہے

گئی شباب کی شب دھوپ آئی پیری کی
ہزار حیف کہ ہم پھر بھی مست خواب رہے

ہوا ہی گوہر دندان یار کا سودا
ہمارے پاؤن مین زنجیر موج آب رہے

یہ بے ثباتی عالم سمائی آنکھو نمین
مری نظر مین محیط فلک سراب رہے

جو آندھیان چلین عالم مین آہ سوزان کی
نہ اے فلک یہ ترا خیمۂ حباب رہے

عدم کو جائین گے سرپٹ ہوا کے گھوڑون پہ
محیط دہر مین سرکش اگر حباب رہے

فراق یار مین دم بھر کرون جو گریہ و آہ
ہمیشہ خلق مین طوفان باد و آب رہے

عدم سے آئے تھے دم بھر کو پھر عدم کو چلے
محیط دہر مین ہم صورت حباب رہے

خوشی سے بدر ہوا ای شہ سوار حسن ابھی
ہلال عید جو بنکر تری رکاب رہے

مزہ ہو اشک فشانی کا اوس گھڑی ای چشم
نہ جب کہ جسم مین اک بوند خون ناب رہے

تمھارے گالون سے تشبیہ دیتے ہین شاعر
شگفتہ کیون نہ ہمیشہ سدا گلاب رہے

وہ ٹوٹے جام نہ جسمین ہو بادہ گلگون
وہ پھوٹے آنکھ جو بے نشۂ شراب رہے

خجالت رخ روشن نہو جو ای مہوش
تری طرف سے نہ منہ پھیرے آفتاب رہے

جو دفن لاش ہو فردوس کوے جانانہ مین
تو بعد مرگ نہ مٹی مری خراب رہے

۲۱۵ ۱۳
پس فنا شب تاریک گور کا کیا خوف
ادیب داغ جگر کا جو آفتاب رہے

چمن مین خندۂ گل سے ہوا ملال مجھے
مآل کار کا جب آگیا خیال مجھے

فراق یار مین ہی زندگی وبال مجھے
اوٹھا لے دہر سے یا رب ذوالجلال مجھے

خیال یار ہی فرقت مین مونس و ہمدم
ملا ہی ہجر مین لطف شب وصال مجھے

نہین ہی رشک کسی کو مری ترقی پر
ہوا ہی بے ہنری مین بھی کمال مجھے

نہو خموش اگر شرم سے وہ غنچہ دہن
ثبوت مین نہ دہن کے ہو احتمال مجھے

وہ خال ہی یہ مرغ دل حزین دانہ
ہوئی ہی یار کی پیچیدہ زلف جال مجھے

یہ وہ مرض ہی کہ جاتا ہی جان ہی لیکر
کبھی نہ عشق ہو یارب ذوالجلال مجھے

زبان حال سے کہتا ہی حسن اوس گل کا
ہوا ہی اور نہو گا کبھی زوال مجھے

مٹھائی سے لب شیرین کے لب اگر ہون بند
دہان تنگ کا اثبات ہو محال مجھے

مثال آینہ لازم ہی دونون دل ہون صاف
مرا خیال تجھے ہو ترا خیال مجھے

نہین وہ خال ہی مابین ابروے جانان
درون کعبہ نظر آتے ہین بلال مجھے

مثال آینہ ہون صاف دوست دشمن سے
عدو سے بھی کبھی ہوتا نہین ملال مجھے

ادیب آب خجالت سے دھو گئے سب جرم
ہوا جو اپنے گناہون سے انفعال مجھے

منعم غرور کرتے ہین کیون مجھ غریب سے
واقف کوئی نہین ہی کسی کے نصیب سے

بیجا ہی شکوہ جور و ستم کا حبیب سے
دنیا مین درد و رنج ہین اپنے نصیب سے

اے دل نہ ملتجی ہو کسی سے بھی مال کا
ملتا نہین کسیکو زیادہ نصیب سے

دشمن کو بھی نصیب نہو صدمۂ فراق
یارب جدا نہ کوئی ہو اپنے حبیب سے

رہتی ہی یاد اسکے سبب اوسکی ہر گھڑی
کچھ داغ عشق کم نہین مجھکو حبیب سے

ہجر کا کہین قصہ نہو تمام
ڈر ہی شب فراق کی شکل مہیب سے

غنی بغل مین ہی جب سے وہ سیمتن
ہم کو ملی ہی وصل کی دولت نصیب سے

برگشتہ بخت وہ ہون کہ اولٹا ملا جواب
کی مین نے سیدھی بات جو اپنے حبیب سے

سودائے زلف یار مرے سر سے دور ہو
ایسی کوئی دوا نہین ممکن طبیب سے

طالب نہ منعمون سے ہوا زر کا مین گدا
اک بات یہ عجیب ہوئی مجھ غریب سے

بیدار بخت خفتہ اوسی وقت ہوگیا
آئے وہ خواب مین جو مرے گھر نصیب سے

صاحب نصیب چومنے آتے ہین خاک پا
بوسہ ملا جو دست صنم کا نصیب سے

زنجیر زلف یار کے لکھے غزل مین وصف
ناپا ہے مین شعر کو ہم نے جریب سے

فتنے اوٹھینگے اوٹھنے سے اوٹھین گے سیکڑون
محفل مین وہ جو بیٹھے ہوئے ہین غریب سے

مدت سے کوے یار مین رہتا ہون مین فقیر
پائی ہے مین نے سلطنت اپنے نصیب سے

سوز تب فراق سے پڑجائین آبلے
چھوجائے نبض اپنی جو دست طبیب سے

بیشک ہین بڑھکے ماہ منور سے حسن مین
دیکھا شب اونکو بزم مین ہم نے قریب سے

قصہ جو اپنے درد جدائی کا ہم کہین
آنسو ٹپک پڑین ابھی چشم حبیب سے

۲۱۷ جب شاعری کی ایک بھی کھتا نہین ہے بات
پھر کیا بھلا غزل کہی جائے ادیب سے ۲۹

جو دل نہین آگاہ ہے اوس رشک پری سے
وہ شیشہ ہے لبریز مئی بے خبری سے

گم نام ہین خوش کیون نہ ہین بے ہنری سے
شرم آتی ہے دنیا مین ہمین ناموری سے

سرسبز چمن عشق کا ہے نوحہ گری سے
شاداب گل داغ ہین آنکھونکی تری سے

اس درد کے بجانے سے جو سر جائے تو اچھا
صندل کا رگڑنا نہین کم دردسری سے

مین ہون وہ گنہگار قیامت مین جو رویا
سرد آتش دوزخ ہوئی آنکھونکی تری سے

اے ترک سراپا مین گل داغ ہین لاکھون
ہم رشک چمن ہین تری بیداد

پتون کی جگہ نکلے ہین گل موسم گل مین — گلزار ہوا لال پری سبز پری سے
ہم گھر مین ہین بیمار تو گلزار مین نرگس — اچھا نہوا کوئی تری چارہ گری سے
سو بار جو ہم قتل ہون سو بار ہون زندہ — تو بھی نہون سیر آپکی بیدادگری سے
پیری مین ہوا عشق ہمین لالہ رخون کا — ہر داغ مشابہ ہی چراغ سحری سے
ساتھ اپنے قفس لیکے ہم اوڑتے جا اسی دم — لاچار ہین مجبور ہین بے بال و پری سے
سمجھا وہ دو واز ہر ہلاہل سے بھی بڑھکر — واقف جو ہوا لذت بیدادگری سے
غل کرکے بکتا ہی شب وصل مرا دل — دم ناک مین ہی نالۂ مرغ سحری سے
ای ماہ دو ہفتہ دل صد چاک ہمارا — بڑھکر ہی ہوادار تری بارہ دری سے
دیوانہ ترا نزع مین ہی دیکھ لے چلکر — للہ یہ کہدے کوئی اوس رشک پری سے
اون کے لب لعلین سے ہی جسدن سے محبت — دل کو مرے ہی انس عقیق شجری سے
مجھ ہیچمدان سے ہی حسد ہر ہمہ دان کو — مین اہل ہنر کا ہون عدو بے ہنری سے
عالم مین جدھر دیکھتے ہین آنکھ اوٹھاکر — اک نور کا عالم ہی تری جلوہ گری سے
ای مہر قدم تونے جو رکھا ہی لحد پر — ہر ذرہ ہی خورشید تری جلوہ گری سے
دم سے مرے شاداب ہی گلزار گل داغ — کیا باد نفس کم ہی نسیم سحری سے
کیونکر نہ لب زخم سے قاتل کا کرین شکر — ملتا ہی مزہ رحم کا بیدادگری سے
اوس مہر کا جلوہ ہی ہر دم مرے دل مین — یا رب کبھی خالی نہ یہ شیشہ ہو پری سے
خوبان جہان کہتے ہین اوس سے مرے آکر — تم حسن خداداد مین بڑھکر ہو پری سے
[illegible]س گل کے مگر عشق مین کی اپنی قبا چاک — ای گل ہمین ثابت ہی تری جامہ دری سے
[illegible] منہ سے ترا شکر ہوا ای قاتل بے رحم — ممنون کیا ہی مجھے بیدادگری سے

ہر خار نے پانوٴن کو مرے سر سے لگایا — رکھا جو قدم دشت مین آشفتہ سری نے
پیری مین ہوئی مہر وشون سے ہمین الفت — داغ دل سوزان ہین چراغ سحری کے
صد شکر کہ اوس ترک نے خنجر تو کیا تیز — ہمکو یہ توقع نہ تھی بیدادگری سے

۲۰ پیری مین ادب اپنی برآئی دلی امید
وصل اسکا ہوا ہمکو دعا سے سحری سے ۱۶

جو حسب وعدہ نہ وہ رشک ماہ ہو جائے — شب فراق کی پل سال و ماہ ہو جائے
جو پردے مین وہ رخ رشک ماہ ہو جائے — زمانہ آنکھو نمین سب کی سیاہ ہو جائے
ترا کرم اگر اے یار آلہ ہو جائے — جو بار کوہ ہو سر پر تو کاہ ہو جائے
اثر وہ ہاتھ مین تیرے ہے اے شہ خوبی — گدا کو بھیک جو دو تو شاہ ہو جائے
جو آئے خانہٴ تیرہ مین تو تو روشن ہو — ترا نشان قدم رشک ماہ ہو جائے
ٹھکانے مٹی لگا اوسکی اے مہ خوبی — پس فنا جو تری خاک راہ ہو جائے
کوئی عمل تو اب ایسا بتا دے اے عامل — گدا وسکے اور مرے رسم و راہ ہو جائے
کمان ضعف سے گو ہون مگر جو نالہ کرون — فلک کے پار ابھی تیر آہ ہو جائے
ابھی ستارہٴ بخت سیاہ روشن ہو — اگر محیط زلف سیاہ ہو جائے
زمانہ ہم سے اگر پھر گیا نہین پروا — مگر نہ یار کی ترچھی نگاہ ہو جائے
مراد دل کی بر آئے ہماری خاطر خواہ — جگر کے پار جو تیر نگاہ ہو جائے
امیدوار ہے پھر بھی اوسکی رحمت کا — کوئی بشر جو سراپا گناہ ہو جائے
خدا کرے کہ نہو جسمین جلوہٴ رخ یار — وہ خانہٴ دل انسان تباہ ہو جائے
شریک ہو کے جو کاندھا دو وہ شہ خوبی — جنازہ میرے لیے تخت شاہ ہو جائے

جو یاد قامت موزون مین کرون نالے — بلند سرو سے مصرع آہ ہو جائے

۲۱۹

نہ آل شعر و سخن کا ہی اک ادیب بھی
کہ بزم شعر مین کچھ واہ واہ ہو جائے

خاک اوڑتی ہی مرے دلمین ترے جانے سے — اب تو وحشت مین نہین کم کسی ویرانے سے

دخت رز نکلے پری کی جو میخانے سے — ہوش مدہوشون کے اوڑتے پھرتے ہین دیوانے سے

بال بیکا کوئی اونکا جو ہوا شانے سے — ہاتھ مشاطہ کے کٹوائے گئے شانے سے

زلزلہ آنے کا شک شہر خموشان مین ہوا — دل بیتاب کے مرقد مین تڑپ جانے سے

دور ہی دور رہا کرتی ہی اک رشک پری — ایسی لوگون کو ہی وحشت ترے دیوانے سے

ٹوٹ سکتی نہین اب دست سبو کی بیعت — ہم نہ اوٹھین گے کبھی بیٹھ کے میخانے سے

روز آتا تو ہی کترا کے چلا جاتا ہی — خوف یہ مہر کو ہی میرے سیہ خانے سے

کیا نزاکت ہی کہ جب زلفین بنانے بیٹھا — درد اوس شوخ کے شانے مین اوٹھا شانے سے

شمع سوزان کی اگر ہوتی زبان گویا — حال کہتی دل پر سوز کا پروانے سے

کیا مزے کا ہی کہ بھرتا ہی نہین دل اپنا — ہمکو سیری نہین ہوتی ترے غم کھانے سے

اگر ارشاد ہو دوزخ مین ابھی کود پڑین — کبھی باہر نہون ہم آپکے فرمانے سے

چین پڑتا نہین جب سنتے ہین حال دل زار — نیند اوڑ جاتی ہی اونکی مرے افسانے سے

کیا تعجب ہی خوشی سے ہو اگر شادی مرگ — شادمان ہین بہت اعدا مرے مر جانے سے

ہر سحر اپنی دعا ہی کہ الٰہی شب ہجر — جائے اغیار کے گھر بھی مرے کاشانے سے

محو اسطرح ہین معلوم نہین ہین کہ نہین — خود فراموش ہین ایسے تری یاد آنے سے

صورت شیشہ رہا پنبہ دہن مین خاموش — آئی قلقل کی صدا گو مجھے میخانے سے

لب لعلین کی صفت جب سے ہوئی مد نظر | کام رہتا ہی ہمین خون جگر کھانے سے
بھوک مین پیاس مین کر لیتے ہین سیری اپنی | غم کے کھا لینے سے ہم پانی کے پی جانے سے

٢٢٠

لخلخہ سونگھتے تھے زلف معنبر کا ادیب
اچھے بیہوش تھے ہم ہوش مین آجانے سے

٢٧

عید کا لطف ہمین ہی ستم ایجاد ملے | گلے آکر جو ترا خنجر بیداد ملے
موت سے کچھ نہ مفر اے دل ناشاد ملے | کاش چھپنے کے لیے قلعۂ فولاد ملے
تشنہ کامان شہادت کی تمنا ہی یہی | جائے جان آب دم خنجر جلاد ملے
جو ہی جوئندہ وہ یابندہ بھی ہوتا ہی ضرور | جسکو ہم ڈھونڈھین نکیونکر وہ پریزاد ملے
غنچۂ خاطر پژمردہ نہ کسطرح سے کھلے | ہمسے دل کھول کے جسدم وہ پریزاد ملے
پانی ہو جائے مری آتش سودا سے کبھی | رگ جان سے جو ذرا نشتر فصاد ملے
دیکھے رنج آتش فرقت مین جلاتا ہی مدام | تجھسے پھر خاک ہمارا دل ناشاد ملے
حق سے بے رحمی قاتل کی کرینگے نالش | جو لب زخم کسی دن پئے فریاد ملے
ٹھوکرین کھاتے ہوئے ہم پھرین جسکی خاطر | واے تقدیر نہ اک دن وہ پریزاد ملے
قد آدم تری خجلت سے زمین مین گڑ جائے | تو وہ خوش قد ہی گلستان مین جو شمشاد ملے
قیس و فرہاد پکار اٹھے مجھے جب دیکھا | بعد مدت مرے استاد کے استاد ملے
زہد صد سالہ کو چھوڑین پھرین تنکے چنتے | زاہدون کو جو کسی دن وہ پریزاد ملے
دل افسردہ مین پیدا ہو جوانو کی امنگ | پیر گردون کو جو وہ طفل پریزاد ملے
بھولے سب کوہکنی دودھ چھٹی کا یاد آئے | تیر سے جانبازون سے اگر ذرہ فولاد ملے
جان کے اوسکو مین ارزان ابھی سر بیچکے لون | جان کے مول اگر خنجر جلاد ملے

رحم کرنیکی جگہ ہیر کہ نہ آیا کبھی رحم
جب ملے ہم سے وہ آمادۂ بیداد ملے

سبزۂ خط کا ترے دھیان ہی اپنے دلمین
ہمکو گھر بیٹھے خضر اے ستم ایجاد ملے

مین وہ جانباز ہون جاؤن جو کبھی مقتل کو
ٹوٹ کر مجھسے گلے خنجر جلاد ملے

کیون نہ پرہیز طبیبون کے مداوا سے کرون
مجھکو جب لذت درد دل ناشاد ملے

قابل رحم کسی نے بھی نہ سمجھا مجھکو
جو ملے مجھکو پر بیداد وہ جلاد ملے

قتل سو مرتبہ ہو کر جو مین سو بار جیون
تو شہادت کا مزہ اے دل ناشاد ملے

دربدر جسکے لیے پھرتے تھے قدرت اوسکی
خانۂ دل ہی مین ہمکو وہ پریزاد ملے

رات دن خالق اکبر سے دعا کرتا ہون
نامرادون کو مراد دل ناشاد ملے

مرحبا ہو لب ہر زخم کا ورد اے قاتل
واہ تو ظلم کرے اور تجھے داد ملے

ڈھونڈھتی رہتی ہین آنکھین جسے ہر دم یاد
خواب ہی مین کبھی ہمکو وہ پریزاد ملے

واے تقدیر کہ غیرون سے شب و روز مدام
صورت شیر و شکر ہو کے وہ دلشاد ملے

۲۲۱

شعر جب ایک بھی اچھا نکہا تونے ادیب
کیا عجب ہے جو غزل کی تجھے داد ملے

۱۷

غزل مین جب صفت رخسار کی تحریر ہوتی ہے
مرے مطلع مین مہر و ماہ کی تنویر ہوتی ہے

جو چشم سرمگین مین سرمہ کی تحریر ہوتی ہے
وہ میرے قتل کرنے کے لیے شمشیر ہوتی ہے

گناہ بوسہ مین زلفون سے یون تشہیر ہوتی ہے
رسن ہاتھون مین جکڑی پانوؤن مین زنجیر ہوتی ہے

ہر اک ذرہ مین عالم مہر کا ہے اے مہ خوبی
ترے فیض قدم سے خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

معماے دہان تنگ کا حل غیر ممکن ہے
اسی عقدہ مین گم عقل جوان و پیر ہوتی ہے

وہ مجنون ہون کہ مین آبادی زندان کا باعث ہون
مرے قدمون سے زیب خانۂ زنجیر ہوتی ہے

تمھارا بچا سننے والا ہوا مشہور جبدن سے
زمانہ مین مری اوس روز سے توقیر ہوتی ہے

رہا کرتا ہے ذکر زلف پیچان ہر گھڑی لب پر
اسی باعث مری اولجھی ہوئی تقریر ہوتی ہے

مری کشتی عمر اے قاتلو رہتی ہے چکر مین
عجب طغیانی آب دم شمشیر ہوتی ہے

نہ آئے تو تو کچھ پروا نہین تسکین خاطر کو
ہمارے خانۂ دل مین تری تصویر ہوتی ہے

نہ چھوڑا ساتھ مر کر بھی کسی دن یار کا اپنے
ہماری خاک بعد مرگ دامنگیر ہوتی ہے

کرم کر تو ہی اے موت آ کے بیمار محبت پر
مسیحا سے تو اب اسکی نہین تدبیر ہوتی ہے

مسخر کرتے ہین عالم کو اپنے خوش کلامی سے
بتان خوبرو کی باتون مین تسخیر ہوتی ہے

اوٹھا کر آنکھ جبدم دیکھتا ہے وہ کمان ابرو
نظر اوس یار پر سینے کے مثال تیر ہوتی ہے

لگائی جبکہ روز وعدہ اوسنے پانو مین مہندی
ترے آنے مین پھر اے موت کیون تاخیر ہوتی ہے

وہان زخم سے ہرگز بیان اوسکا نہین ممکن
جو راحت مجھکو اے قاتل تہ شمشیر ہوتی ہے

ادیب اوس قادر مطلق کی قدرت کا ہے کیا کہنا
اگر وہ چاہے تو اچھی بری تقدیر ہوتی ہے

۲۲۲

جاتا ہے جب بغل سے وہ رشک قمر کبھی
اوٹھتا ہے درد دل کبھی درد جگر کبھی

مہمان آ کے دل مین ہو تیر نظر کبھی
آباد ہو مرا بھی خدایا یہ گھر کبھی

آنے کو خواب مین جو کہے وہ قمر کبھی
سوئین ہم ایسے پھر نہ جگین عمر بھر کبھی

ابرو ہلی جو اونکے تو بھونچال آگیا
برچھی چلی جو ہو گئی ترچھی نظر کبھی

نرگس کو دیکھ لیتے ہین اے گل چمن مین ہم
ہوتی ہے دید چشم جو مد نظر کبھی

کس آرزو سے آج ملی ہے شب وصال
یارب نہو نصیب اب اسکی سحر کبھی

سب فیض عام ہین ترے سیر ساقیا
مجھ رند پر بھی لطف و کرم کی نظر کبھی

اے گل نکرتے تیری نچھاور کا جو خیال
غنچے نہ اپنی مٹھیوں مین رکھتے زر کبھی

اسطرح دل چراتے ہین ہوتی نہین خبر
آنکھوں مین گھر یہ کرتے ہین دزد نظر کبھی

جاتے ہین بوسہ لینے جو اوس گل کے پاس ہم
کہتی ہی نازکی کہ نہ آنا ادھر کبھی

برباد ہو جہان مین مٹی ہو آبرو
چھوڑے جو اونکی حلقہ بگوشی گہر کبھی

ہوتا ہی دشت بادیہ گردی مین بحر اشک
روتے ہین آبلے جو مرے پھوٹکر کبھی

۲۲۳ ۱۸

امت مین ہین ہم مین شافع محشر کی اے ادیب
ممکن نہین ہو روز قیامت کا ڈر کبھی

جو لیکے ساتھ خلق سے حسن عمل گئے
عقبی کی فکر رنج والم سے نکل گئے

نالے جو سوئے چرخ ہمارے نکل گئے
دل حاملان عرش بریں کے دہل گئے

کیا اضطراب دل ہی کہ ہم بعد مرگ بھی
مانند روح کنج لحد سے نکل گئے

خوبان سنگ دل مرے رونے سے رو دیے
مانند موم نالون سے پتھر پگھل گئے

دیکھا جو اوسکے ساتھ رقیبوں کو بزم مین
غیرون کے مدعا کی طرح ہم نکل گئے

دیکھا جو چشم قہر سے پامال ہم ہوئے
مانند مور پاے نظر سے وہ مل گئے

داغ جنون چمک گئے اوس زلف کے حضور
دیکھو چراغ سامنے کالون کے جل گئے

سوز درون سے نالے کیے وحشیون نے جب
دامان دشت اشکونکی گرمی سے جل گئے

اوس گل نے جبکہ دور کیا گھر سے غیر کو
خار ملال دل سے ہمارے نکل گئے

کیا صاف دیکھو آینہ رو سے یار ہی
پاے نگاہ اہل نظارہ پھسل گئے

ہم ہین حباب بحر عدم ہین جہان مین
کیا بود و باش اونکی جو آج آکے کل گئے

پیری مین اوٹھے جو اوسنے کہا وقت قم قم
گرتے تھے غار گور مین لیکن سنبھل گئے

مین بیقرار شہر خموشان مین جب گیا
مردے تڑپ تڑپ کے لحد سے نکل گئے

محروم زخم کھانے سے رکھا جنون نے
پھل برچھیون کے آتش سودا سے جل گئے

اک دن وصال سے نہ مبدل ہوا فراق
رنگ اس طلسم دہر کے لاکھون بدل گئے

آمد ہوئی جو فصل بہاری کی گوش زد
صحرا کو کپڑے پھاڑ کے وحشی نکل گئے

اس گل سے آج وصل ہوا صحن باغ مین
شکر خدا کہ نخل امل اپنے پھل گئے

۲۲۳
وہ آتش جنون کے مرے سینے مین ہے ادیب
گرمی سے جسکی دانۂ زنجیر جل گئے
۱۸۹

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہی
وصف لب کا مرے لب پہ جو سخن آتا ہی

صید کو جب وہ مرا تیر فگن آتا ہی
سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہی

شب کا سونا نظر آتا ہی مجھے خواب خیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلرو پئے گلگشت چمن آتا ہی

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہاے چمن آتا ہی

کوے قاتل مین ہی مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہی

ہم دکھائین جو کسیدن اثر جذبۂ دل
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی

مین وہ وحشی ہون کہ جب آگئے ہین ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی

نام کو تار کفن دست جنون سے نہ رہا
قبر پر میری عبث دزد کفن آتا ہی

کھینچ صیاد جگر تھام لے یہ درد آلود
ہم کو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہی

شعر اچھے ان بنتے ہین خموشی سے
ہچکی لگ جاتی ہی جب فکر سخن آتا ہی

غیب کے راز کا عقدہ نہ کھلا ہم سے کھلے
فہم مین کسکے معما سے دہن آتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل ترا دسکو — زیر پا اپنے اگر خار وطن آتا ہی
واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صیاد — دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی
بیدلی چھوڑکہ بر آئی تمنائے دلی — ای جگر مژدہ کہ وہ تیر فگن آتا ہی
بول اوٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر — شیشۂ محفل مین اگر غنچہ دہن آتا ہی
کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پر ہائے — جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی

۲۲۵ — شبنم انجام کو کچھ سوچکے روتی ہی ادیب
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی — ۹

کہا جب اون سے مرتے ہین ادا سے — وہ بولے سب غلط اپنی قضا سے
لطافت ہوگی کیا اور اس سے بڑھکر — عیان ہی راز دل فرط صفا سے
دکھانا دل نہین اچھا کسیکا — ذرا ڈرا و بت کا فر خدا سے
ہوا اچھا مریض عشق آکر — ترا گھر بڑھکے ہی دار الشفا سے
قدم رنجہ جو فرمایا مرے گھر — ملا آنکھون کو پائے دلربا سے
نشان اونکے قدم کا نقش جب ہی — محبت ہی ہر اک کو نقش پا سے
ہر اک سیراب آب تیغ سے ہو — ہمین رہجائین ای جلا د پیاسے
وہین کا ہو رہا پھر کر نہ آیا — عدم کو جو گیا دار فنا سے

۲۲۶ — ادیب ایسا گنا ہون سے خجل ہون
نظر اوٹھتی نہین ہی پشت پا سے — ۲۴

خراماں ناز سے جب وہ سراپا نور ہوتا ہی — چمن مین ہر شجر ہمرنگ شمع طور ہوتا ہی
نسیم آکر کبھی جب وہ سراپا نور ہوتا ہی — ہمارا خانۂ ویران دل معمور ہوتا ہی

غزل مین جب کہ وصف عارض پرنور ہوتا ہی
نہین کافور سے ممکن تحمل سوز باطن کا
نظر آتے ہین پھر آثار فصل گل کی آمد کے
بھلا اچھے ہون کیا زخمی تمھارے تیر مژگان کے
وہ بیکس ہون کہ آنکھین پھوڑتا ہون فرط گریہ سے
چلے جاتے ہین سیر نرگستان کو پی تسکین
نقاب روے روشن وہ اوٹھا دیتے ہین چہرے سے
نہ کیونکر چرخ سرکش سرنگون سب کو نظر آئے
فسانہ اپنے قامت کا پڑھا کرتے ہین وہ شب کو
خدا کو مانو باز آجاؤ اب بھی رنج دینے سے
دم میں نوشی آتی ہی جو یاد جلوۂ ساقی
ترے عاشق کو گلگشت چمن گھر بیٹھے حاصل ہی
تعجب ہی کہ بھرنے سے بھی یہ بھرتا نہین اصلا
اوٹھاتا ہو نہین دامن وقت گریہ چشم گریان سے
جو ہین مجروح وہ سہتے ہین کب غم کے شکنجے
گرے کیونکر نہ جلدا ہی دل عمارت جسم خاکی کی
وہ عالی ظرف میرا ساقی جمشید رتبہ ہی
انا الحق کی صدا آتی ہی ہمکو خندۂ گل سے
کبھی نو ذی نہین رکھتے تعلق خاکساری سے

خیال آتا ہی جب بیت الحزن مین چشم میگون کا ۔۔۔ ہمارے گھر کا روزن دیدہ مخمور ہوتا ہی
چلی آتی ہی ہچکی ڈھل گیا ہی نیل آنکھون کا ۔۔۔ کوئی دم مین اب آخر عاشق رنجور ہوتا ہی

۱۲۷ ادیب اشعار کہتے ہین لب رنگین کی مدح مین ۲۱
اگر خون جگر کھانا ہمین منظور ہوتا ہی

ابروے بت کافر بے پیر کہان ہی ۔۔۔ جسکی نہین کچھ روک وہ شمشیر کہان ہی
زلفون سے رہا ہونیکی تدبیر کہان ہی ۔۔۔ تقدیر کے ہین پیچ یہ زنجیر کہان ہی
شیرینی گفتار نے عاشق کو کیا قتل ۔۔۔ میٹھی ہی چھری آپ کی تقریر کہان ہی
کیا تاب جو ہو عارض روشن کے مقابل ۔۔۔ خورشید مین اس نور کی تنویر کہان ہی
عشق لب جان بخش مین ہی زیست مری تلخ ۔۔۔ مرجانے سے بہتر کوئی تدبیر کہان ہی
دنیا مین نہین کوئی بھی صورت کا تمھاری ۔۔۔ عالم کے مرقع مین یہ تصویر کہان ہی
گلچین کا نہو خوف نہ صیاد کا کھٹکا ۔۔۔ یہ بلبل ناشاد کی تقدیر کہان ہی
وہ شیشے کے پردے مین کیا کرتے ہین باتین ۔۔۔ کانون کی طرح آنکھونکی تقدیر کہان ہی
کس طرح مقابل ہو ترے اے گل خندان ۔۔۔ ہر گل مین یہ شیرینی تقریر کہان ہی
چلتی ہی موذن کی چھری صبح شب وصل ۔۔۔ ہنگام اذان نالۂ شبگیر کہان ہی
ہم تو شب فرقت مین گنا کرتے ہین تارے ۔۔۔ کیا جانیے وہ چاندسی تصویر کہان ہی
وہ رند ہون ہی ہاتھ مین جام آینہ رو یا س ۔۔۔ جمشید و سکندر کی یہ تقدیر کہان ہی
تلوار بھی مشتاق شہادت کی ہی مشتاق ۔۔۔ آنکھین ہین کھلی جوہر شمشیر کہان ہی
ظالم چمن دہر مین بے خوف ہین ام ۔۔۔ پامال خزان سبزۂ شمشیر کہان ہی
پیاسے کو پلانے کا بڑا اجر ہی اے ترک ۔۔۔ تشنہ ہون مین آب دم شمشیر کہان ہی

زنجیر کی جھنکار سے جاگ اوٹھتے ہین مردے
غل حشر کا ہی نالۂ زنجیر کہان ہی

اوس گل کے تصور سے ہی گلشن ہمین زندان
ہی خندۂ گل نالۂ زنجیر کہان ہی

دیوانہ ہون اوس چشم سیہ مست کا جب سے
ہی موجۂ مے پاؤن مین زنجیر کہان ہی

اوس زلف کے پیچون سے خبر کیا دل نادان
آگاہ رہ کوچۂ زنجیر کہان ہی

اوس مست کا زندان مین ہر دم ہی تصور
میخانے سے کم خانۂ زنجیر کہان ہی

۲۲۸

دلتنگ ہون غنچے کی طرح سیر جہان سے
مجھسا بھی ادیب اب کوئی دلگیر کہان ہی

۱۴

چاہیے مجھکو نہ بیٹھون مین نڈر چوری سے
لاکھ توبہ کرے وہ دزد نظر چوری سے

بوسہ لینا جو ہوا مد نظر چوری سے
رات بھر جاگ کے رہیے یار کے گھر چوری سے

جب وہ گھر جانے لگے وقت سحر چوری سے
سینہ مین درد نے دی اوٹھکے خبر چوری سے

طالب دید پہ اون کا جو سنا ہی غصہ
دیکھ لیتے ہین سر راہگذر چوری سے

دست دلبر سے نہ چھلے کو لے اے دزد حنا
ہاتھ کٹتا ہی برا قطع نظر چوری سے

یار و اغیار سے چھپکر یہ دعا مانگتے ہین
دل ہی دل مین تری الفت کرے گھر چوری سے

دل عشاق سے اے دزد نظر صبر نہ لے
ڈر خدا کے لیے اللہ کے گھر چوری سے

سخت کچھ بھی نہوا اقلیم عدم کی منزل
رہے محفوظ اگر زاد سفر چوری سے

دل عاشق کے نگہبان اگر لاکھون ہون
نکرے خوف کبھی دزد نظر چوری سے

خار کھانے لگے غیر اے گل خوبی مجھ پر
تو نے پھینکا جو ادھر کو گل تر چوری سے

کسی صورت سے جو در پانون مین جانے نہ دیا
خواب مین شب گئے ہم یار کے گھر چوری سے

نقد دل لیتے ہی برباد کیا دلبر نے
کر دیا خاک مرا لاکھ کا گھر چوری سے

دل اپنے ہاتھ کی اے دل نہو پائین کو خبر
چھپکے اسطرح سے محتاج کو زر چوری ہے

٢٢٩ اے ادیب اسکا ہے دھیان سخن سنجی مین ١٦
باندھنا عیب ہی مضمون دگر چوری ہے

دیکھنا جب کہ موافق ہوئی قسمت ہمسے
وہ نکالین سگے خود اخلاص کی صورت ہمسے

پھر گئی جب سے تری چشم عنایت ہمسے
نظر آتا ہی کہ برگشتہ ہی قسمت ہمسے

بادہ کش منہ نہ لگائین تو نہ کوئی پوچھے
دخت رز کی ہوئی ہی عزت و حرمت ہمسے

بند لٹ ہوگئے جسدم پڑھے اوصاف مین شعر
کچھ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسے

ضعف ایسا ہی تپ غم مین تقابل جو کرین
نہ برابر ہو نقاہت مین نقاہت ہمسے

جو کہ اپنے تھے ہوئے غیر وہ اے سیم بدن
دشمنی رکھتے ہین سب تیری بدولت ہمسے

تارے گن گن کے سحر کرتے ہین آتی نہین نیند
پوچھتے کیا ہو شب غم کی مصیبت ہمسے

ایک دم بھی نہین ہوتے ہین کسی وقت جدا
درد و غم حسرت و یاس اور مصیبت ہمسے

چشم گریان سے ہوا نوح کا طوفان بپا
گھر کو جانے لگے وہ ہوکے جو رخصت ہمسے

رنج ایسا ہو کہ رو دے وہ بت سنگین دل
شب غم کا جو سنے حال مصیبت ہمسے

وہ بھی کیا دن تھے کہ رکھتے تھے بڑا پیار اخلاص
اب تو اون کو ہی مروت نہ محبت ہمسے

تیری فرقت مین تھی رات اے مہ خوبی ہی پہاڑ
کسی صورت نہین کٹتی شب فرقت ہمسے

دم گلگشت چمن ناز سے اوس گل نے کہا
حسن مین بڑھکے نہین ہی گل جنت ہمسے

نالہ و آہ وہ کرتے ہین تری فرقت مین
ہوتی ہی اہل محلہ کو اذیت ہمسے

ہجر مین آئینہ رو ہوگئے ہین غم کی صورت
صورت آئینہ حیرت کو ہی حیرت ہمسے

٢٣٠ شکر کسطرح نہ خالق کا بجا لائین ادیب
اون کو اغیار سے نفرت ہی محبت ہمسے ٣١

جو ایسی ہی رہیگی گرمی سوز نہان میری
تو ہونگی جل کے خاکستر کسی دن ہڈیان میری

خبر دیتی ہین آآکر یہ پیہم ہچکیان میری
کہ یاران وطن کرتے ہین یاد اے دل وہان میری

ہوا جب جوش وحشت پھر کہان قید گران میری
نہ اک جھٹکے مین آئینگی نظر یہ بیڑیان میری

تمھارے عشق سے ایسی بڑھی ہے عز و شان میری
کہ آآکر چومتے ہین لوگ خاک آستان میری

لب جان بخش کے اوصاف مین اشعار پڑھتا ہون
شناور آب حیوان مین ہے ماہی زبان میری

اوڑائے پرزے پیراہن کے ایسے دست وحشت نے
اگر مین دامن سے جا کر کوس بھر پر دھجیان میری

شب تاریک و بیم موج ہے بے یار و یاور ہون
الٰہی پار کر تو کشتی عمر روان میری

لبون پر جان شوق دید مین ہے دم ہے آنکھون مین
ڈھلا نیل آنکھونکا ہے پھر گئی ہین پتلیان میری

خدایا ناخدا ملتا نہین تو پار کر بیڑا
عجب مجدھار مین ہے کشتی بے بادبان میری

رہا محروم وصل یار سے اے ولے ناکامی
یہ رگڑین ہجر کی شب گھس گئین سب ایڑیان میری

لکھے ہین عارض پر نور کے اوصاف شعرون مین
مثال شمع روشن ہو گئی ہین انگلیان میری

تری فرقت مین اے گل برگ گل خنجر سے تیکھا ہے
نہین پھولون کی ہین زخمونکی ہین یہ دھجیان میری

ابھی دریا لہو کا موجزن ہو سارے عالم مین
اگر آجائے رونے پر یہ چشم خونفشان میری

یہ سمجھو بعد مرنے کے ٹھکانے لگ گئی مٹی
سگ کوے صنم جو ڈھونڈ رہین لے ہڈیان میری

تپ فرقت نے اوسکی کر دیا زار و نحیف ایسا
کہ لب تک آ نہین سکتی ہے جان ناتوان میری

اوڑے نیند ایسی مثل طائر وحشی نہ پھر آئے
سنائین داستان غم جو انکو قصہ خوان میری

تحمل جان کا بار گران ہے جسم لاغر کو
نہین باقی رہی ہے ہجر مین تاب و توان میری

گل داغ جگر کہتا ہے خندان ہو کے اوس گل سے
نہ دیکھی ہو تو دیکھ آکر بہار بے خزان میری

نہ باہر مین کبھی میخانہ سے نکلا وہ میکش ہون
ہوئین زنجیرین موج مے کی گویا بیڑیان میری

وہ سنکر اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی آخر
جو پہنچی کان مین اوس بت کے فریاد و فغان میری

دل سنگین ہوا موم اوس بت کا اشک آنکھون سے جاری ہین
تب فرقت کی آکر دیکھ لے جو سختیان میری

ہوا کشتہ جو مین حسن ملیحی رنگ جانان پر
ہمانے کیا مزے لے لے کے کھائین ہڈیان میری

اگر ہے منع رکھنا اسلحہ کا کچھ نہین پروا
ہے کافی قتل اعدا کے لیے تیغ زبان میری

سراپا ہو گیا پیری مین زیبا تر جوانی سے
ہے اوتو جامہ تن پر نہین ہین جھریان میری

زہے طالع کہ قید غم سے ہون آزاد مین مجنون
خوشا قسمت کہ زلفین یار کی ہین بیڑیان میری

نہ یہ گفتار شیرین تھی نہ ایسی بذلہ سنجی تھی
اوڑائی ہے عنادل نے مگر طرز بیان میری

تصور قید خانہ مین ہے مجھ مجنون کو اوس گل کا
یہ موجین بوے گل کی ہین نہین ہین بیڑیان میری

نہین ممکن رہائی ضعف مین ہو قید ہستی سے
یہ زنجیرین ہین پیری مین نہین ہین جھریان میری

لب جان بخش کے کشتون پر ایسی حسرتین آئین
خضر کہنے لگے ہے ہیچ عمر جاودان میری

کبھی باہر کبھی تھا گھر مین فرط بیقراری سے
شب وعدہ کی کوئی دیکھتا بیتابیان میری

۲۳ — ۳۷

ادیب ایسی رہی غفلت نہ یاد آئی کبھی عقبیٰ
گئی عمر عزیز افسوس ساری رائیگان میری

فقیر کوچۂ جانان ہون خوش ہون بینوائی سے
نہ بدلون تاج شاہی کو بھی کشکول گدائی سے

دکھا دیگا کبھی جلوہ جو وہ بت خوش ادائی سے
تو زاہد ہاتھ دھو بیٹھینگے اپنی پارسائی سے

بھلا کیونکر نہ وصل یار ہو بدتر جدائی سے
جو بوے غیر آتی ہو ہمین تیری دولائی سے

مجھے نفرت ہے اے زاہد ترے زہد ریائی سے
کہین بڑھکر ہے رندی اپنی ایسی پارسائی سے

اگر بجھ جائیگا پھاہا مرے داغ جدائی سے
وہ نکلا آفتاب حشر غل ہوگا خدائی سے

نہین پہلو مین دل ہے دلبرونکی دلربائی سے
ڈبوئے ہین غرق بحر غم ہم آنکھی آشنائی سے

شکست دل اثرین بڑھگئی ہی مومیائی سے ۔ وصال اپنا ہوا ہی صدمۂ درد جدائی سے

نہ نکلا ڈوب کر جو تیرے بحر آشنائی سے ۔ ہوا پار اوسکا بیڑا دم مین فضل کبریائی سے

ہوا معدوم کچھ ایسا کہ ڈھونڈھے سے نہین ملتا ۔ گھسا یہ سنگ در اوس بت کا ہمنے جبہہ سائی سے

وہ بلبل ہون کہ ای صیاد ہون قید قفس مین خوش ۔ اسیری کا مجھے ہی شوق نفرت ہی رہائی سے

مری فرقت کا دن عمر خضر سے ہی کہین بڑھکر ۔ درازی روز محشر کی ہی کم روز جدائی سے

گیا اسطرح میرے خانۂ دل سے وہ اپنے گھر ۔ بدن کو روح جیسے چھوڑتی ہی بیوفائی سے

یہ حسرت ہی کہ ہیہات ایکدن اوس بت کے دامن تک ۔ نہ پونہچا ہاتھ اپنا بخت بد کی نارسائی سے

ہوا حج خانۂ کعبہ کا گویا ہم کو گھر بیٹھے ۔ کیا گھر اوس بت کافر کے دلمین جبہہ سائی سے

حسینو نمین نہین کوئی حسین ہمشکل پاتا ہون ۔ تمھاری صورت و سیرت نرالی ہی خدائی سے

محبت کر کے یہ صدمے اوٹھائے ہم نے فرقت کے ۔ کہ آتا ہی کلیجا منھ کو نام آشنائی سے

اسیر دام گیسو ہوتے ہین آزاد دنیا سے ۔ تری زلفون کی قید ای یار بہتر ہی رہائی سے

مجھے جانبازو نمین کیا سرفرازی ہوگئی حاصل ۔ ہوا مین قتل جبدم یار کے دست حنائی سے

لیا دل منتین کر کے کیا برباد یون تمنے ۔ بعید ای یار ہی یہ تیری شان دلربائی سے

ہمارے قتل کو خنجر چلیگا کس طرح اوسسے ۔ نہین گھر بیگا بوجھ اوٹھتا ہی جب نازک کلائی سے

ضعیف و زار ایسا کر دیا دو دن کی فرقت نے ۔ کہ بے امداد اوٹھ سکتا نہین مین چارپائی سے

دکھا دیتے ہین ہم آئینہ اونکو ہاتھ مین لیکر ۔ وہ یکتائی کا دعوی کرتے ہین جب خودنمائی سے

فلک پر بن کے انجم روز وہ شب کو چمکتے ہین ۔ ستارے گر پڑے تھے جو تمھاری پرپائی سے

دکھائیگی عبادت تجھکو دوزخ مین لیجائے ۔ مجھے یہ ڈر ہی ای زاہد ترے زہد ریائی سے

فراق یار مین ایذا رسان سامان رہتے ہین ۔ پلنگ آسا ڈرا کرتا ہون اپنی چارپائی سے

نکلی حسرت دل رہگیا محروم دید افسوس
مرے تار نظر پھسلے جو عارض کی صفائی سے

نصیبے کی بدی سے ہم جو پہنچے یار کے گھر تک
شکست سنگ در کر دینگے اپنی جبہہ سائی سے

کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل بیتاب رہتا ہون
نہین ہی چین دم بھر صدمۂ درد جدائی سے

ہی لازم گریہ اس حسن و بہار چند روزہ پر
چمن مین گل عبث ہنستے ہین کھل کھل بیحیائی سے

مین ہون وہ بلبل خوش لہجہ اس گلزار عالم مین
عنادل وجد کرتے ہین مری نغمہ سرائی سے

مرے منھ سے لب شیرین کا اونکے نام نکلا ہی
نہین کھلتے ہوے ہین بند لب اپنے مٹھائی سے

کدورت ہی ہم لوگون مین مثل شیشۂ ساعت
نہ دیکھے ہمنے دو دل بھی کبھی ملتے صفائی سے

ہوئے گل منفعل دیکھا جو تجھکو اے گل خوبی
خجل ہو کر چمن مین ہنس رہے ہین بیحیائی سے

ہوا ہون زار ایسا سرمگین آنکھونکی الفت مین
کہ دست و پا ہین لاغر بڑھ کے سرمہ کی سلائی سے

رہا جہان بنکر دل ہی دل مین گھر کیا آخر
لیا دل ناوک دلدوز نے کیا دلربائی سے

جدا اربع عناصر سے ہوئے فرقت مین بیٹھے
گرایا دل کی بیتابی نے گویا چارپائی سے

ادیب اشعار لکھوائے مشیر خوش بیان نے یہ
وگرنہ مجھکو تھا کیا کام اس ہذیان سرائی سے

غزلہاے متروکہ ردیف

ماہ تابان سے نہ کچھ مہر درخشان سے غرض
ہمکو ہی نظارۂ رخسار جانان سے غرض

دیکھتا رہتا ہون ہر دم اپنے داغونکی بہار
عاشق محزون کو کیا سیر بیابان سے غرض

اک مہ روشن جبین سے ہی تعلق آج کل
اے فلک مجھکو نہین ہی ماہ تابان سے غرض

ذکر سنتے نہین ہم گوش دل سے اور کا
رہتی ہی ہر وقت دل کو کوے جانان سے غرض

آئی پھر فصلِ بہاری بڑھ چلا جوشِ جنون
دامنِ دل کو ہوئی خار بیابان سے غرض

بادشاہون کا ہو دل حُبِّ جواہر مین اسیر
عاشقِ لب کو نہین لعلِ بدخشان سے غرض

اہلِ دولت کو مبارک جھاڑ فانوس ورشمع
مجھ گدا کو ہی چراغِ مہِ تابان سے غرض

تن کی پوشش چاہیے جبتک رہین ہوش وحواس
جوشِ وحشت مین نہین کچھ جیب ودامان سے غرض

یہ بھی تھا نیرنگی عشقِ زلیخا کا اثر
ورنہ یوسف کو نہ تھی کچھ قید وزندان سے غرض

دیتے ہین اہلِ دغا دھوکا غرض کے واسطے
دیو کو تھی خاتمِ دستِ سلیمان سے غرض

فضلِ حق سے رکھتے ہین گنجِ قناعت زیبا
جو گدا ہین اونکو کیا تعظیمِ سلطان سے غرض

چشمِ گریان سے ہوا سرسبز صحرا شوق کا
کشتِ زارِ عشق کو کیا ابرِ وباران سے غرض

ہوگیا جسکو تعلق جس سے وہ مرغوب ہی
بلبلون کو کچھ نہین شاخِ غزالان سے غرض

اپنے ہمجنسون سے ہوتا ہی ہر اک کو ارتباط
ہون پریشان اس سے ہی زلفِ پریشان سے غرض

کیون نہو اوسکے دہن پر سبزۂ خط کی نمود
خضر کو رہتی ہی اکثر آبِ حیوان سے غرض

زخم پیدا ملاحت سے نمک پاشی ہوئی
شور بختون کو نہین ہی کچھ نمکدان سے غرض

ساکنانِ کوچۂ جانان کو روزِ حشر بھی
دیکھنا مطلق نہوگی باغِ رضوان سے غرض

کیون نہ دیکھون مصحفِ رخ کو ادب سے مین ادیب
ہون مسلمان اسلیے ہی وردِ قرآن سے غرض

تاریخہای مصنفِ دیوان ہذا

زیبا جشن بی مثال جوبلی جناب ملکۂ قیصرِ ہند مبارکباد

جشن جیوبلی جناب ملکۂ بلند پایہ قیصرِ ہند دام اقبالہا سے جسکو دیکھو شادان ہی۔ آج ا[...]
مالا مال نشاط سے ہر ایک مانندِ گل خندان ہی۔ کمیٹی گھر زیادہ روشنی انجم زیب سے مانند[...]

۱۸۸۷ع ۱۸۸۷ع ۱۸۸۷ع ۱۸۸۷ع

فراوانی تجلی بام و در نمونہ جلوہ گاہ نور علی نور۔ گلزار تو ایسا عمدہ طیار ہوا ہی کہ جسکی توصیف مین
زبان ناطقہ کی لال ہی۔ ایسا اچھا چمن طرب آگین عالم خیال محال اندیش مین محال ہی
ہماری جناب ملکۂ عالی جاہ دادپناہ قیصر ہند کی سلطنت کو پچاسوان سال ہی۔ سب رعایا کو اس
جشن جوبلی کی خوشی بکمال ہی۔ شارع عام پر جس طرف دیکھو دروبست جدید نفیس جلوہ کوہ طور
کا پیدا۔ شہر کا ہر کوچہ گلی بھی مثل پردۂ دیدہ کے مصفا۔ رب لایزال کا شکر ہم پر واجب کہ
عہد ملکۂ قیصر ہند مین پیدا کیا۔ اور دائم ملکۂ عدالت پرور کے سایہ مین آرام دیا۔ ادیب
احقر نے ہر فقرۂ زیبا مین التزام سن عیسوی کیا ہی۔ یہ تمام مبارکباد نامہ والا جاہ اس صنعت
سے بھر دیا ہی۔ یا خدا نور مہر و ماہ جب تک زیب جہان رہے۔ انجم عمر ابدی و کوکب
اقبال جناب ملکۂ قیصر ہند تابان رہے

قصیدہ جشن جوبلی ملکۂ قیصر ہند

ہزار شکر خداوند عالم امکان
کہ باغ دہر مین ہی جشن جوبلی کا عیان

پچاس سال سے ہین متکئی تخت شہی
جناب قیصر ہند اعظم شہنشاہان

فلک وقار قمر چہر معدلت گستر
فروغ مردمک چشم خلق و جان جہان

کسی طرح بھی صفت اوسکی نہین ممکن
قلم بیان عدالت مین ہی بریدہ زبان

صفت ہی داد اور انصاف کی ہی دنی سی
کہ باغ ہند مین رکھا نہین ہی نام خزان

سنا ہی جب سے لقب اوسکی عادلیت کا
بغل مین بچہ بھی پالتا ہی شیر ژیان

ستم کا نام ہوا اسطرح محو عالم سے
کہ ناپدید ہی جیسے دہان تنگ بتان

ہمیشہ مد نظر پرورش ہی عالم کی
ہین مستفیض کرم جملہ شہری و دہقان

کسی کے مذہب و ملت سے کچھ نہین ہی غرض
مگر ہین علم و ہنر کے رواج کے سامان

ہر ایک شہر مین کالج ہی و دیہ مین اسکول کہین نہین ہی جہالت کا نام و نشان
رعایت اپنی رعایا کی یہ ہوئی منظور بنائین سڑکین مصفا مثال کاہکشان
بنائی ریل بصرف زر خطیر ایسی کہ جس سے ہو گئی مشکل کی راہ و ر آسان
ہزارون لاکھون روپئے سے بنے شفاخانے جہان کہ ہوتے ہین اچھے مریض سیر و جوان
ہوا ہی تار کا جسدن سے محکمہ جاری ہزارون کوس کے ہین حال و خبر عیان
نکالی نہر رعیت کی زیست کا باعث کیا جو غور تو بیشک ہی چشمۂ حیوان
رواج ٹیکے کا چیچک کے جب سے فرمایا ہر ایک طفل رعایا کے جان کی ہی امان
فلک قدیم سے فرمان پذیر نوکر ہی ہین چوبدارون مین فغفور و قیصر و خاقان
کسی طرح نہین ہو سکتی مجھسے اوسکی صفت ادیب ذرہ جچا ہر دم دعا یہ ورد زبان

جناب قیصر ہند آفتاب برج شہی
رہین زمانے مین جبتک ہین مہر و مہ تابان

قطعۂ تاریخ بنائی کوٹھی جناب راجہ سید رضا حسین صاحب واقع راج کنواڑہ ضلع کھیری

جو ہین راج کنواڑہ کے راجہ صاحب رضائے حسین اونکا ہی نام ظاہر
خرد ور عقیل و دُر بحر دانش جواد و سخی ہین باِفضال قادر
اونھون نے وہ کوٹھی بنائی ہی زیبا کہ توصیف مین جسکی ہی نطق قاصر
ادیب اوسکی تاریخ ختم بنا ہی بلاشک بلاریب کوٹھی ہی نادر

قطعہ مبارکباد جوبلی شصت سالہ قیصر ہند والا جاہ

آج اوسکی جوبلی شصت سالہ کا ہی جشن آسمان ہفتمین سے جسکی اعلی شان ہی
گو کہ ہی وہ قیصر ہندوستان شاہ جہان اوسکا دار الملک شہر خاص انگلستان ہی

جسکو کہتے ہین سکندر اوسکا ہی آئینہ دار | جسکا دارا نام ہی دروازے کا دربان ہی
فرق گردون سے کلاہ مہ گرے ہنگام دید | اوس شہ گیتی کا ایسا ہی بلند ایوان ہی
دانش و فہم و ذکا و ذہن عالی کے حضور | طفل مکتب سے بھی کمتر عقل مین لقمان ہی
ذرہا سے خاک در ہین غیرت مہر منیر | اوسکے کوچے کا ہر اک ادنی گدا سلطان ہی
بحر مواج الم سے کیا اوسے خوف و خطر | وہ شہنشاہ زمانہ جسکا پشتیبان ہی
عدل سے ظالم ضعیفون پر نہین کرسکتے ظلم | شیر آہو پر کرے حملہ یہ کیا امکان ہی
ایسے شاہنشاہ عادل کو کیا فرمان روا | یہ خدا کا ساکنان ہند پر احسان ہی
ملکہ وکٹوریہ فرمان روا ے ہند نے | کی حکومت شصت سال اسکی خوشی اس آن ہی
پی رہے ہین بادہ عشرت جوانان چمن | گلشن عالم مین ہر سو عیش کا سامان ہی
ہی مئی عشرت بھری ہر اک سبو غنچے مین | دیکھکر سامان یہ نرگس بہت حیران ہی
جلوہ گاہ طور کا ہوتا ہی شک ہر ایک کو | روشنی سے اسقدر پر نور ہر دوکان ہی
مجمع اہل بزم کا ہی یا ہی انجم کا ہجوم | آسمان ہی یا کمیٹی گھر کا یہ ایوان ہی
ہوکے حاضر دیکھ لیتے روشنی بزم عیش | چاند سورج کو بھی خواہش ہی یہ ارمان ہی
کاش ہو جاتا میسر بزم عشرت کا طواف | اس تمنا مین فلک دن رات سرگردان ہی
ہو مبارک قیصر ہندوستان کو یہ خوشی | یہ دعا خالق سے اپنے ہر گھڑی ہر آن ہی
مصرع سال مسیحی ہو خوش کے پڑھا ہی ادیب | شصت سالہ جوبلی سے شاد ہندستان ہی ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو العزیز المجید الکریم خاتمہ دیوان یادگار طوطی ہند از بندہ ادیب ۱۳۱۱ھ

ازجملہ فقرہا سال طبع دیوان زیبا و بیج جناب یاد حسین صاحب می آید ۱۳۱۱ھ

حمد خدای انامی قادر مطلق محال ہی ۱۳۱۱ھ — نعت نبی اجل سید کونین ہادی دین مین زبان ناطقہ لال ہی ۱۳۱۱ھ

شعرائے زمانہ جمال باجاہ وجلال کو مژدۂ تازہ ہو کہ طبائع کامل آشنای بحار نکتہ دانی زبدۂ کا
جان فنون تاج رنگین مقالان - صاحب کمال افسر بلند خیالان - والا جاہ گل زیبا
گلزار سخنوری - عیسی دم مہر فلک سخن گستری - معدن علوم جلیلہ گلگونہ چہرۂ فصاحت
وفا گوہر بے بہای کان براعت - ناطق باکمال سرمۂ دیدۂ نازک خیالی - بلند قدر نمک
شیرین مقالی - جناب سید یاد حسین صاحب یاد نے اپنا کلام جہان طرب جمع ک
عجب کلام ہی کہ اقسام دُر شاہوار سے مملو - کیا یگانۂ روزگار دیوان ہی کہ ہر مصرع دلجو شیر
معنی مین حلاوت جان - مطالعہ زیبائی ناتوانون کی ہی توان - واہ کیا گلشن نور ہی کہ
سے مصون - طرفہ گلزار ہی جو کہ گلہاے معنی سے مشحون - ایسا فلک ہی کہ انجم معنی
اوسمین تابان ہین - اور حروف مشابہ مہر و ماہ جلوہ کنان - دوائر حروف مانند حلقۂ گیسو
جادو نگہان نازنین و ملیح - ہر نقطہ خال بازیب جبینان صبیح - بین السطور ہی یا راہ کوچۂ
جادو چشم حور - سیاہی چھاپ مین مانند زیبا چہرۂ گلبدنان ہندہی پُر نور - ادیب کی
کہ اس زیبا کتاب لاجواب نادر و نایاب کا وصف سے لکھے - اور کیا طاقت و حوصلہ او
ہیچ دیوان یاد احاطۂ بیان مین لائے - بس تمام کرتا اس کلام کا دعا پر ادلی - یارب
مجید دیوان یاد مقبول روزگار رہو - اور بد حال عدو پامال اور محب شاد

درین زمانہ چو دیوان یاد طبع بگشت — بحسن و خوبی خود شد بطبعہا مرغوب
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت — کلام نیکو و سحر حلال صاف و خوب

تاریخ وفات شاعر بی نظیر منشی امداد حسین صاحب صفیر

شاعر و منشی صفیر معدن تقوی وجود — گشت زگلزار دہر داخل باغ جنان
مصرع تاریخ او گفت ادیب انجمن — مرد صفیر زنی بلبل ہندوستان

۱۳۰۶ھ

دیگر

صفیر شاعر و منشی چو شام یکشنبہ | بہ درد و صبر ز قلب جوان و پیر برفت
ادیب سال وفاتش بحرف معجم گفت | بخلد ماہ صفر مہربان صفیر برفت
| ۱۳۰۶ھ

دیگر

حیف یکشنبہ روز ماہِ صفر | کرد رحلت صفیر نیکو خو
گر بپرسند سالِ رحلتِ او | ای ادیبِ جگر فگار ز تو
درز بر بینہ تو سالِ وفات | شد بسوے جنان صفیر بگو
| ۱۳۰۶ھ

دیگر

صفیرِ نکتہ سنج و بلبلِ ہند | گئے باغ جنان سے خلد کو واے
ادیب اوسکی مسیحی ہی یہ تاریخ | چراغ شعر گوئی گل ہوا ہاے
| ۱۸۸۸ع

تاریخ وفات نواب والاجاہ معدن سخاوت ابی بہادر محمد ظفر حسین خان بہادر

شعبان روز آدینہ چو در گلزار خلد | رفت نواب ظفر جنگ از گلستان جہان
از فراقش خون ناب از چشم نرگس میچکد | پارہ پارہ شد قبای گل ز رنج بیکران
خاک میریزد زمین بر سر برنج فوت او | جامۂ نیلی ببر دارد بسوگش آسمان
از یک عمر مرہون محبت ماندہ ام | چون نبا شد چشم گریانم ازین غم خونچکان
حروف معجمہ تاریخ گفتم ای ادیب | شد جنان نواب والا مرتبت والا مکان
| ۱۳۰۷ھ

دیگر

جب کہ نواب ظفر جنگ آسمان عز و جاہ | دار فانی سے گئے دار البقا افسوس اے
مصرع تاریخ رحلت یہ کہا دل نے ادیب | داخل جنت ہوئے نواب عالیجاہ ہاے
| ۱۳۰۷ھ

تاریخ رحلت داروغہ غلام نبی صاحب

چو از دار فانی بخلد برین ۔۔۔ سخی صاحب جود رحلت نمود
ادیب این چنین سال فوتش بگفت ۔۔۔ غلام نبی عابد و نیک بود ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ شادی فرزند جناب نواب صاحب والا مناقب جناب نواب پیارے صاحب رئیس ٹنک

چون بشد فرزند نواب سخی ۔۔۔ کتخدا از فضل و اکرام اله
در حروف معجمہ شد سال جشن ۔۔۔ گشت نیکو اقتران مهر و ماه ۱۳۱۰ھ

دیگر

چو در زمان همایون و ساعت مسعود ۔۔۔ بشد نکاح محمد تقی بفضل قدیر
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت ۔۔۔ قران مهر شود دائما بماه منیر ۱۳۱۰ھ

دیگر

ہے یہ جشن آج اونکی شادی کا ۔۔۔ پیارے صاحب کے ہیں جو نور نظر
اے ادیب اوسکی تو یہ لکھ تاریخ ۔۔۔ ہو گیا اتصال شمس و قمر ۱۳۱۰ھ

دیگر

از فرط عیش بر در نواب نامدار ۔۔۔ شد بزم منعقد کہ خجل جشن جم ازو
در معجمہ حروف بگو سال اے ادیب ۔۔۔ شد دعوت نکاح محمد تقی نکو ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ دیوان رباعی لالہ بنواری لعل صاحب لطیف وکیل

جب ہوا مطبوع دیوان رباعی لطیف ۔۔۔ ہو گئی خوبی و زیبائی کی شہرت کو بکو
طبع کا اوسکی یہی مصرع تاریخ اے ادیب ۔۔۔ شهرۂ دیوان رباعی کا ہے افزون چار سو

تاریخ ختنہ باقر حسین فرزند جناب حکیم سید اسمٰعیل حسین صاحب

گشت چون ختنهٔ باقر حسن از فضل خدا — شب شب قدر شده روز زشادی نوروز
گفت هاتف بمن این مصرع برجستہ ادیب — شد ادا سنت اسلام بیوم فیروز ۱۳۱۱ھ

قطعهٔ تاریخ ملاقات حکیم محمد عمر خان صاحب ملازم راج مہیوہ ضلع کھیری

چون بشهر فرخ آباد آمدم با صد مراد — بہر پابوس حکیم حاذق و شاعر فہیم
دامن امید پر گشته بگلہاے لقا — غنچهٔ دل خنده زن شد چون گل باغ نعیم
در حروف معجمه مصراع سالش گفت ادیب — ملک طب را بادشاه و غمگسار حکیم ۱۳۱۴ھ

قطعهٔ تاریخ وفات حکیم اصغر حسین صاحب

کرد رحلت چون حکیم اصغر حسین — ریخت اشک از غم گدا و پادشاه
گفتم این مصراع تاریخش ادیب — خسرو اقلیم طب مرد آه آه ۱۳۱۴ھ

دیگر

حیف اصغر حسین رحلت کرد — بود حاذق حکیم و نیک طبیب
مصرع سال ای ادیب اینست — رفت جنت حکیم هند لبیب ۱۳۱۴ھ

قطعهٔ تاریخ تعمیر مسجد منشی منصب علی صاحب ساکن قصبه حمید آباد ضلع کھیری

کرد چون منصب علی مسجد بنا — شاد از تعمیر هر دیندار شد
مصرع تاریخ گفتم ای ادیب — مسجد منصب علی تیار شد ۱۳۱۴ھ

قطعهٔ تاریخ کتاب حاجی حکیم مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل

کتاب طرفه و زیبا جلیل نے لکھی — کسی طرح نہین ممکن کسی سے اوسکا جواب
کہا ادیب سے ہاتف نے مصرع تاریخ
لکھی جلیل نے پاکیزہ خوب ہے یہ کتاب ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ تشریف آوری جناب حاکم عدل پرور عادل داد گستر جناب ڈوہرسٹ صاحب بہادر بعہدۂ کلکٹری فرخ آباد

ز فیض آمد صاحب کلکٹر
شدہ ہر یک چو گل خندان و دل شاد
ادیب این مصرع سال مسیحی ست
بشد بستان ز مقدم فرخ آباد ۱۸۹۸ء

قطعۂ تاریخ طبع دیوان اردو عارف خدا آگاہ جناب طالب حسین شاہ صاحب مجیب

چو طبع ساخته دیوان مجیب طالب حق
غزل قصیدہ رباعی و قطعہ ہست درو
ادیب گفت تاریخ این حسین سفتم
کلام سحر حلال و فصیح و خوب نکو ۱۳۱۸ھ

دیگر

چو دیوان مجیب معرفت کیش
ز حسن زیب جمع و طبع آراست
بگفتم ای ادیب این مصرع سال
کتاب طرفہ با حسن زیباست ۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب رشک خورشید
شد طبع جواب نور صبح ست
سال طبعش ادیب گفتم
دیوان چہ کتاب نور صبح ست ۱۳۱۸ھ

دیگر

طبع دیوان شد بخوبی بی مثال
شد شدر و حیران ز حسنش ہر لبیب
گفت ادیب این مصرع تاریخ او
خوب و محسود ست دیوان مجیب ۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب طرفہ نظم ست
شرمندہ ز نظم او ثریاست

هر مطلع او چو مطلع مهر — هر شعر پر روشنی چو شعری است

آئینهٔ روے او چنان صاف — کز لفظ معانیش هویداست

بنمود ادیب فکر تاریخ — از زیور طبع چون بیاراست

در بینه وز بر بر آمد — دیوان مجیب نیک و زیباست

۱۳۲۸ھ

دیگر

گشت کلام مجیب طبع چو با حسن و زیب — نقش دیگر مثل او هست بعالم محال

مصرع سالش ادیب گفت بعجم حروف — هست کلام مجیب مظهر مجد و کمال

۱۳۱۸ھ

قطعهٔ تاریخ وفات غلام احمد خان خلف الصدق منشی غلام قادر خان صاحب خان بهادر سپرنٹنڈنٹ ریاست راگڑھ سنٹرل انڈیا ایجنسی

در جوانی غلام احمد خان — با خداے غفور کرد وصال

مصرع سال فوت گفت ادیب — رفته جنت جوان ماه جمال

۱۳۱۶ھ

قطعهٔ تاریخ تولد فرزند ارجمند جناب نواب صاحب والا مناقب حاجی حرمین شریفین نواب محمد اصغر حسین خان بهادر رئیس مجسٹریٹ فرخ آباد

قطعهٔ تولد فرزند دلبند ارجمند جناب نواب صاحب بهادر عالی جاه

۱۹۰۱ع

جو نواب صاحب کو روز سعید — دیا حق نے فرزند بدر منیر

سپهر سعادت کا پر نور مهر — وه هی خوبی و حسن مین بے نظیر

ترقی عمر اور دولت کی هو — بحق رسول بشیر و نذیر

ولادت کی جب سے سنی ہی خبر — ہین شادان و فرحان صغیر و کبیر
رہے فرق پر سایۂ والدین — ہمیشہ بفضل خدائے قدیر
ہو گلزار عالم کو جب تک قیام — رہے گلشن دہر مین جاگیر
ولادت کی تاریخ ہی یہ ادیب — تولد ہوا رشک ماہ منیر
۱۳۱۸ھ

راقم داد طلب محمد رستم علیخان ادیب
۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ کتاب عقائد اردو ترجمہ عقائد نامہ مولوی جامی از تالیف مولوی محمد سعید العزیز صاحب

عقائد نامہ جامی کا لکھا ہی ترجمہ ایسا — جمیل خوش سیر نے جبین زیبا پیش سرا ہا
ادیب اوسکی لکھو تاریخ طبع اس ایک مصرع مین — عقائد نامہ کا کیا ترجمہ اردو مین لکھا ہی
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ خود واقع مقام روشن نگر محلہ خود تھانہ گولہ گوکرن ضلع کھیری

قطعہ سال بنای چاہ محمد رستم علی خان
۱۹۰۱ء

اک لگایا ہی باغ نو مین نے — اوس مین اشجار ہین سبھی دلخواہ
ایسے ایک ہی نفیس درخت — ہین ثمر جسکے رشک مہر و ماہ
حق کی توفیق اور اعانت سے — ہوئی تعمیر چاہ کی بھی چاہ
باہمہ عسد گی و زیبائی — بن گیا وہ بھی خوب خاطر خواہ
ابتو روشن نگر مین اسکے سوا — نظر آتی نہین ہی نزہتگاہ
مصرع سال ہی ادیب یہ خوب — چشمۂ فیض اب بنا ہی چاہ
۱۳۱۸

رقعہ شادی کتخدائی برخوردار محمد ممتاز علیخان پسر خرد مصنف دیوان ہے نور

شاداب ہی گلزار جہان شکر خدا ہی — مضمون طرب ہر ورق گل مین لکھا ہی

ہی فیض بہاری در و دیوار سے پیدا
دامان نظر سبزۂ گلشن سے ہرا ہی

ہی زینت گلزار مین مصروف بہار آج
جاروب کش صحن چمن باد صبا ہی

اسدرجہ ہی امداد پہ آمادہ زمانہ
غنچونکی نسیم سحری عقدہ کشا ہی

ہی خسرو گل جلوہ نما تخت چمن پر
گلزار مین ہر شاخ چمن دست دعا ہی

ہر تختے مین جلسہ ہی عروسان چمن کا
سوسن کی زبان مستعد مدح و ثنا ہی

یہ فصل بہاری کی ہی آمد کی مسرت
گلزار مین ہر نخل کھڑا جھوم رہا ہی

کس رتبہ مسرت ہی جوانان چمن کو
جو گل ہی وہ گلزار مین نوشاہ بنا ہی

سامان طرب مد نظر ہی جو فلک کو
غنچون کے سبو مین مئی عشرت کو بھرا ہی

عالم مین خوشی سے یہ ہوا شور عنادل
ہر گنبد گردون فلک گونج رہا ہی

گلزار مین ہر سو ہین شگفتہ گل و ریحان
سوسن ہی کہین اور کہین لالہ کھلا ہی

گلشن مین جدھر دیکھو ادھر ہی گل خورشید
خورشید منور کی طرح جلوہ نما ہی

بالیدہ ہوا فیض بہاری سے کچھ ایسا
ہر نخل کرمون کی بھی ہمت سے بڑا ہی

ہر سمت نظر آتے ہین سامان مسرت
جلسہ ہی طرب کا کہین بزم سرا ہی

ربط ہی کہین اور کہین چنگ کا ہی شور
بجتا ہی کہین دف کہین شہنائی صدا ہی

سامان طرب دیکھ کے نرگس کو ہی حیرت
سوسن یہ سمان دیکھکے مصروف ثنا ہی

الحاصل ان ایام کو عیش و طرب مین
دن بزم خوشی کے لیے تعیین ہوا ہی

ممتاز علیخان جو ہی لخت جگر خرد
سب اوسکی ہی شادی کا یہ سامان ہوا ہی

باصد ادب آرزو و عجز یہ احقر
اب خدمت عالی مین ہی عرض رسا ہی

فرماکے قدم رنجہ دم صبح مکان پر
جو آپ کرین ذرہ نوازی تو بجا ہی

جو ما حضر اوسوقت ہو وہ کرکے تناول — فرمائیے ممتاز تو احسان بڑا ہی
پھر شب کو جو ہون عقد کی محفل مین شریک آپ — تو ذرہ نوازی سے بعید آپکی کیا ہی
اے مہر کرم آپکے آنے سے مرے گھر — مجھ ذرۂ ناچیز کا اعزاز بڑا ہی

رقعہ شادی میان زاہد علی خلف منشی مہذب علی صاحب ساکن قصبۂ جیدآباد ضلع کھیری ملک اودھ

چمن دہر مین کیا آجکل آئی ہی بہار — ہی عشرت سے جوانان چمن مین سرشار
شادمانی ہی کچھ ایسی وزون جہان مین ایسی — دیکھو جس سمت کو سامان طرب مین طیار
باغ عالم مین چلی باد مسرت ایسی — بادہ نوشونکی طرح جھوم رہے ہین اشجار
بج رہی ہی کہین مردنگ کہین شہنا — کہین بجتی ہی پکھاوج کہین بجتا ہی ستار
کہین قمری کی صدا شور عنادل ہی کہین — کہین کوئل کا ہی شور اور پپیہے کی پکار
پائے کوبان ہی کہین زہرہ مسرت کے سبب — رقص کرتے ہین کہین عشوہ گران فرخار
شور قمری و عنادل کی صدا کے باعث — باغ مین سبزۂ خوابیدہ ہوا ہی بیدار
بادۂ عیش سے مملو ہی سبو سے غنچہ — جام لالہ مئی عشرت سے ہوا ہی سرشار
زہد صدسالہ کیا فصل بہاری مین ترک — زاہد خشک ہوا بادہ کشی کو طیار
فیض موسم سے ہوئی نرگس بیمار اچھی — بخت خفتہ تھا ہمیشہ سے ہوا اب بیدار
قصر گردون مین بھری خندۂ گل کی ہی صدا — شور سے گونجے نکیون گنبد دوار
فیض روح نباتی مین ہجوم فصل گل کا — طائر رنگ چمن اوڑنیکو اب ہی طیار
عقد فرزند کے سب جمع ہوے ہین سامان — مجھکو لازم ہی کرون شکر خدائے غفار
الغرض شادی زاہد علی ارشد کے لئے — فروری ماہ کی پچیس کو پایا ہی قرار
عرض ہی آپ سے منصب علی احقر کی — بخشیئے آکے مرے گھر کو گلستان کی بہار

ماحضر کرکے تناول اوسی دن ایک وقت — محفل رقص کو فرمایئے رشک گلزار
آپکے آنے سے گھر پر مری عزت ہوگی — اور کم ہوگا نہ کچھ رتبۂ عالی زنہار

قطعۂ تاریخ چاہ خود واقع شہر فرخ آباد محلہ گڑھی کہنہ قریب مکان مسکونہ

باغ مین اپنے خاص گھر کے قریب — چاہ بنوایا مین نے ہی فی الحال
حق کی توفیق اور مدد سے بنا — ورنہ میری کہان تھی ایسی مجال
پانی ایسا لطیف و شیرین ہی — وصف مین ہی زبان ناطقہ لال
مردم و مرغ و مور ہون سیراب — اجر دے مجھکو ایزد متعال

مصرع سال اوسکا ہی یہ ادیب
چشمۂ فیض چاہ آب زلال
۱۳۱۰ھ

سوانح عمری
جناب مولوی محمد رستم علی خان صاحب
ادیب
مصنف دیوان مرغوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق سخن آفرین محال ہی اور نعت پیمبر سید مرسلین بیرون از وہم وخیال ناچار عنان اشہب خامہ اس راہ صعب گذار سے منعطف کر کے ماہران دقائق نکتہ دانی و واقفان غوامض شیوا بیانی کی خدمت مین گذارش ہی کہ راقم سطور قصیر الباع قلیل المتاع احقر عباد اللہ السبحان محمد رستم علیخان ادیب تخلص ابن محمد ابو علیخان کا مسقط الراس شہر فرخ آباد ہی اور سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین کتمان عدم سے عالم وجود مین آیا چنانچہ نیاگان احقر نے دو مادہ تاریخ تولد کا لا ایک (لخت جگر) ۱۲۵۳ھ دوسرا (برخوردار) ۱۲۵۳ھ ایام صغر سنی مین مجھکو اپنے نانا اوسط جناب مولوی محمد سعید اللہ خانصاحب مرحوم سے ابتدائے کتب فارسی پڑھنے کا اتفاق ہوا جب فی الجملہ حرف شناسی ہو گئی حسب ارشاد جناب قبلہ والد ماجد مغفور اکتساب علم عربی کیواسطے شہر لکھنؤ جناب حضرت اعلم العلما و افضل الفضلا حلال معضلات معقول و منقول کشاف رموز فروع و اصول خال معظم جناب مولوی محمد کریم خان صاحب کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوا جناب ممدوح نے ایسی محنت کی اور شفقت پدری سے کتب عربیہ کی تعلیم فرمائی کہ زمانہ قلیل مین کتب عربیہ و فارسیہ کی عبارت صحیح پڑھنے کی مہارت کما ینبغی حاصل ہو گئی جب خال معظم موصوف سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین نحیف کو ہمراہ لیکر لکھنؤ سے ضلع کھیری مین تشریف لائے اوس زمانے مین شاہ اودہ کی جانب سے سید محمد حسین خان صاحب بہادر کلکٹر چکلہ دار کھیری تھے اونہین کے پاس تشریف لا کر قیام کیا اور چند دیہات چکلہ دار موصوف کی

ووساطت سے پرگنہ حیدرآباد ضلع کھیری مین خرید فرمائے اوس عہد مین زمینداری کی ایسی
بیقدری وارزانی تھی کہ قلیل روپیہ کے عوض مین اس کثرت سے دیہات خرید لیے کہ سب
گانون ایک تعلقہ کے برابر ہوگئے الغرض جناب ممدوح نے دیہات کے نظم ونسق کی ضرورت کے
باعث قیام لکھنؤ کو خیرباد کہکر دیہات ہی مین رہنا اختیار کیا اور ایسے منہمک ومشتغل انتظام دیہات
مین رہنے لگے کہ راقم سطور کے پڑھنے مین بڑا حرج پڑنے لگا دو دو تین تین ماہ کے بعد سبق
پڑھنے کی نوبت آنے لگی ایک روز وقت پڑھانے کے جناب اقدس نے بہت تاسف کرکے
فرمایا کہ مجھکو تیرے سبق نہونیکا بدرجہ غایت حزن وملال ہوتا ہی مگر کیا کرون ایسے امور ضروریہ لاحق
ہوجاتے ہین کہ مین سخت مجبور وبے اختیار ہوجاتا ہون بہت صحیح ہی (لکل شیء آفۃ وللعلم آفات)
بالفعل مین دو تین ماہ بہت عدیم الفرصت ہون اس زمانے مین تم اپنے والدین کی قدمبوسی سے
شرف حاصل کرآؤ جب اطمینان ہوجائیگا تمکو بلا لونگا پس بموجب ارشاد والا بندگان احقر غریبکدہ
پر واپس آیا زیادہ دن منقضی نہوسے تھے کہ ہنگامہ غدر برپا ہوا اور ایسا طوفان قیامت خیز ا
کہ جن زمیندارون سے دیہات جناب ماموں صاحب قبلہ نے خریدے تھے اونھین نے
بہ نیت غصب دیہات عین غدر مین موضع روشن نگر مین قریب گولہ گوکرن کے جناب خال معظم کو
مع اونکے ابن اوسط شربت شہادت پلایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) راقم سطور کی حیات مستعا
باقی تھی کہ پہلے سے قائد تقدیر الٰہی نے اوس مقام رستخیز سے کشان کشان فرخ آباد مین پہنچادیا
ہنوز دونون شہیدون کے مزار خام موضع مذکور مین موجود ہین اور جو فیوض وبرکات وہا
سے ظاہر ہوتے ہین وہ باشندگان اطراف وجوانب دیہ پر اظہر من الشمس وابین من الامس ہین
بہر حال تو راقم سطور کا چشم دید ہی کہ ایک روز مین قریب مزار شریف بیٹھا تھا ایک شخص قوم کا حلوا
باشندہ گولہ گوکرن آیا اور پانچ روپیہ مزار پر چڑھائے مین نے استفسار کیا کہ تمہاری کیا م

حاصل ہوئی جو تمنے یہ روپیہ چڑہائے کہا کہ چار سو روپیہ نقد مین نے ایک جگہہ رکھدیے تھے کئی مہینہ
ہو گئے نہین ملتے تھے آج مایوس ہو کر منت مانی کہ اگر مولوی صاحب کی برکت سے میرے روپیہ گمشدہ
ملجاوینگے تو آج ہی پانچ روپیہ نذر چڑہاؤنگا جسوقت زبان سے یہ کلام نکلا اوسیوقت ہنگام تلاش
روپیون ہی پر ہاتھ پڑا جیسے کے تیسے لاکر رکھدیے اور اوسی مقام پر کئی مرتبہ تلاش کر چکا تھا نہین
ملے تھے اور سماعی اس قسم کے بہت قصص و حکایات ہین غرضکہ جسوقت سے حضرت اقدس
خال معظم داخل خلد برین ہوئے اوس زمانے سے تحصیل علم کی جو بہت دلمین تھی وہ پست ہو گئی
تاہم کتب متداولہ عربیہ منطق و فلاسفہ جناب حضرت اقدس قبلہ مولانا مولوی محمد حسن خان بہادر
سب جج سابق فرخ آباد سے اور چند کتب معانی و اصول و خلاصۃ الحساب جناب حضرت مولوی
مرد الفلی صاحب بدایونی سے پڑھین فارسی کی جانب میلان خاطر فاتر قدیم سے تھا بعض کتب
کے مقامات مشکلہ شروح سے حل کیے اور جو جو مقام شرح سے بھی حل نہوسے وہ جناب منشی
خدا بخش صاحب سے کہ فارسی مین اوسوقت یکتائے عصر تھے دریافت کیے اگرچہ عنفوان شباب
مین شعر و سخن فارسی اور اشعار ریختہ اردو کا دلی شوق تھا مگر عمدہ اشعار صرف سنکر دلکو محظوظ کرتا تھا
شعر موزون کرنے کا کبھی اتفاق نہین ہوتا تھا کیونکہ جناب مولانا استاذنا خال معظم کا حکم تھا
طالب علمی کے زمانے مین کبھی شعر نہ کہنا ورنہ تحصیل علم سے حرمان ہو جائیگا بعض احباب اہل سخن
ازراہ اتحاد و بے تکلفی اپنا کلام تازہ سناتے تھے راقم سطور اپنے فہم ناقص کے موافق داد دیتا
تھا اور لطف شاعری سے جو آگاہ کرتا تھا تو کمال خوش ہوتے تھے اور اگر کسی مقام پر دلائل
قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دخل دیتا تھا یا جرح کرتا تھا تو بطیب خاطر اوسکو پسند فرما کر قبول
و منظور کرتے تھے اوس زمانے مین شعر و شاعری کا چرچا فرخ آباد مین بہت تھا مہر سپہر سخنوری نیر اعظم
فلک معنی پروری جناب قبلہ مرزا کلب حسین خان بہادر تخلص نادر کے دولتکدہ پر ہر مہینہ صحبت

مشاعرہ منعقد ہوتی تھی شہر و بیرون شہر کے شعراے نامی بکثرت شریک ہوتے تھے اور غزلخوانی
فرماتے تھے راقم سطور بھی گو شعر نہین کہتا تھا اور نہ پڑھتا تھا الا بوجہ استیلا سے شوق استماع
کلام سخنوران ہر صحبت مشاعرہ مین شریک ہوتا تھا غرضکہ ایک تو شوق کشان کشان لیجاتا تھا
دوسرے جناب مرزا صاحب محتشم الیہ کے اخلاق کی کشش ایسی تھی کہ اوسکے باعث باوصف
لحوق ضروریات موفورہ نہ شریک ہونا مشاعرہ مین دل کو پسند نہین آتا تھا بسبب ازدیاد شوق
شعر و سخن چند کتب و رسائل عروض و قافیہ نہایت کاوش و جانکاہی سے بطور خود کچھ مطالعہ
کئے اور بعض مشکل مقامات ماہران عروض و قافیہ سے دریافت کرکے ایسی استعداد حاصل
کرلی تھی کہ شعر سنتے ہی شاعری کے محاسن و عیوب پر ذہن دوڑ جاتا تھا چنانچہ اوس زمانے
مین میرے ایک دوست دیرینہ مخلص بے کینہ ناظم یکتا نثر بے نظیر جناب مولوی سید امداد علی صاحب خطیر
جناب منشی موہن لعل صاحب رئیس شہر کے صاحبزادہ لالہ شمبھو ناتھ صاحب کو اونھین کے
دولت سرا پہ پڑھاتے تھے حسب اتفاق مین مکتب مین گیا تو مولویصاحب ممدوح نے موافق
عادت مستمرہ از راہ بے تکلفی اپنی ایک غزل تازہ کہی ہوئی سنائی اور داد چاہی میرے ذہن ناقص
مین جو بات غزل مین خوب و زشت معلوم ہوئی اوسکو بیان کردیا مولویصاحب موصوف نے
قبول و منظور فرمایا اور بے تکلفی کی راہ سے کہا کہ تمکو بس یہی آتا ہی کہ دوسرے کے کلام پر اعتراض
کردو اور نقص نکالا کرو سو یہ بات نہایت آسان ہی مگر شعر کہنا خون جگر کھانا ہی سخت مشکل ہی وہ
کبھی تمکو نہ آئیگا مین نے کہا آپکا فرمانا بجا و درست ہی مگر مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپکے ایسے
عمدہ شعر تو البتہ نہین کہے جائینگے انشاء اللہ تعالی حتی الامکان موزون تو کرلونگا فرمایا تمنے
کبھی شعر موزون نہین کیا ہی اب موزون ہونا بھی حیز امکان سے خارج ہی مین نے کہا آپ
اسی غزل کا مصرع بطور طرح عنایت فرمائیے کوشش کرونگا اگر کوئی شعر موزون ہوگیا

تو ایک ہفتہ کے بعد سناؤنگا اور نہ کہا گیا تو کبھی اس قسم کا تذکرہ بھی زبان پر نہ لاؤنگا پس مصرع لیکر مکان پر آیا صبح بضرورت فرخ آباد سے ضلع ایٹہ کو روانہ ہوا سواری بہلی کی تھی دوات و قلم و کاغذ پاس رکھ لیا سہل قوافی سب پہلے لکھ لیے ایک ایک قافیہ پر گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ خوب فکر کی ایک ہفتہ سفر رہا عالم تنہائی مین شعر موزون کرنیکی فکر و کاوش برابر رکھی وقت معاودت چودہ شعر کی غزل تیار ہو گئی واپس آکر مولوی صاحب موصوف کو سنائی بہت استعجاب کر کے فرمایا اگر میرے پاس سے مصراع تم نہ لیگئے ہوتے تو مجھکو تمھاری اس غزل کہنے کا ہرگز یقین نہوتا جاے حیرت ہی کہ کبھی شعر موزون نہین کیا اور ایسے شعر نکالے مین نے کہا مجھکو توقع تو ایک مصرع بھی موزون ہونے کی نہ تھی تایید یزدانی شامل ہو گئی کچھ شعر نکل آئے اور الحمد للہ آپنے پسند فرمائے اگر کوئی سقم و عیب ہو تو اوس سے آگاہ فرمائیے کیونکہ آپ کہنہ مشاق ہین شاعری کے عیب و صواب پر آپکی جلد نظر پہونچتی ہی فرمایا واللہ باللہ میرے خیال مین کوئی نقص کسی قسم کا نہین آتا ہی اس غزل کو بجنسہ رہنے دینا چاہیے چونکہ یہ غزل ابتدائی ہی ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے یہان پر لکھنا خالی لطف سے نہین ہی وہ یہ ہی۔

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا
اللہ نے کیا بھول بھلیان سے نکالا

ہمت نے مجھے منت دونان سے نکالا
کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا

باقی نہ رہے اشک تو رو رو کے شب ہجر
خوناب جگر دیدۂ گریان سے نکالا

ای دل نہین پھر کیفیت ضبط خبردار
آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم
الفت نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون رہین گے ترے تا روز قیامت
ای موت جو رنج شب ہجران سے نکالا

خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم
داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ و خورشید
ہر ذرۂ خاکِ درِ جانان سے نکالا

کیا صور قیامت تھے کہ سکان عدم کو
نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا

جب مر گئے فرقت مین ہمین ہو گئی راحت
صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا

رو یا کیے فرقت مین ہم اک پردہ نشین کی
آنسو نہ کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

طرز ستم و برہمی عالم امکان
گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا

وہ جنس نہ پرن ہون کہ خریدار نے جسکو
ناکارہ سمجھکر کف میزان سے نکالا

کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو دنیا سے کنارا
خالق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

اوس زمانے مین لالہ لچھمی نرائن رسا تخلص قوم رستوگی راقم سطور سے فارسی پڑھتے تھے اور سو روپیہ سال تنخواہ دیا کرتے تھے لالہ مسطور اپنی شادی کے جلسے کی تقریب مین جناب مرزا صاحب محتشم الیہ کو شریک کرنیکی غرض سے راقم سطور کو ہمراہ لیکر گئے جناب مرزا صاحب نے شرکت جلسے کی منظور فرماکر ارشاد کیا کہ جلسے مین میری شرکت اس شرط سے ممکن ہی کہ میرے یہان ہر مہینے کا جلسہ یعنی مشاعرہ ہوا کرتا ہی تم اوسمین شریک ہونے کا اقرار کرو اور فارسی تو پڑھتے ہو مشاعرہ مین غزل پڑھنے کا بھی حتمی وعدہ کرو لالہ مسطور نے شرکت مشاعرہ اور غزلخوانی کا اقرار کیا دولت و قلم سامنے رکھا تھا پیش کرکے کاغذ پر دستخط کرالئے اور میری شہادت اوسی کاغذ پر لکھوائی پس بعد ختم ہو جانے ہنگامۂ شادی کے لالہ مسطور نے اس خیال سے کہ اقرار نامہ پر دستخط کرالئے ہین غزل طرح کی راقم سطور سے کہلوائی اور جناب مرزا صاحب کے مشاعرہ مین جاکر پڑھی مرزا صاحب ایفاے وعدہ سے بہت خوش ہوئے اور غزل کی بھی نہایت تحسین فرمائی مجھکو خیال تھا کہ کبھی غزل کہنے کا اتفاق نہین ہوا ہی ایسا نہو کہ سخندان مشاعرہ جرح و اعتراض کرین مگر الحمد للہ جملہ اہل سخن مشاعرہ کی زبان سے تحسین ہی کا کلمہ نکلا اور سب اہل مشاعرہ نے بالاتفاق فرمایا کہ آج یہ جدید غزل

پڑھی ہے اس خیال سے پڑھنا بھی لائق تعریف ہے اور غزل بھی قابل توصیف ہے پس ہمیشہ مشاعرہ
کی طرح مین غزل مین کہدیتا اور لالہ مسطور مشاعرہ مین جا کر پڑھ آیا کرتے تھے چند سال یہ حال
رہا کئی برس کے بعد عین آغاز شباب مین لالہ مسطور بیمار ہو کر راہی ملک جاودانی ہو گئے
تخم رنج و ملال احباب کے مزرع دل مین بو گئے اب بھی جسوقت اونکی یاد آجاتی ہے دل بے اختیار جاتا
ہے مشیت الٰہی مین بجز صبر و شکیب کے کچھ چارہ نہین غرضکہ اس طرح سے میرے غزل کہنے کا
حال اکثر احباب کو معلوم تھا مصر ہوئے کہ اب تو اپنے واسطے غزل کہا کرو اور پڑھا کرو مین نے
بوجہ اِبا و انکار کیا اونھون نے زیادہ مبالغہ فرمایا ناچار ہو کر عدول حکمی احباب مناسب جانکر
اپنے لیے غزل کہنا شروع کی اوسوقت مین گورنمنٹی ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور تھا اور علم ادب بھی پڑھاتا تھا اس مناسبت سے تخلص ادیب تجویز کیا ہر طرح مشاعرہ
مین غزل کہکر احباب مین سے کسی صاحب سے پڑھوا دیتا تھا اور کبھی خود پڑھا کرتا تھا مگر یہ
خیال ہر وقت رہتا تھا کہ کسی استاد سے مشورہ کا اتفاق نہین ہوا ہے غزل مین اسقام و عیوب
ضرور ہوتے ہونگے بوجہ محبت اہل سخن حرفگیری و اعتراض نہین کرتے ہین اور مشاعرہ کی مدح
و توصیف کا کچھ اعتبار نہین کلام خوب و زشت دونون کی تحسین و آفرین ہوتی ہے کسی استادی
کا سہ لیسی و زلہ ربائی لابد چاہیے اور استاد بھی وہ ہون کہ جو قیود شاعری مخترعہ جناب میر علی اوسط
صاحب رشک مغفور طاب ثراہ کے پابند ہون مثل عدم جواز سقوط الف الفاظ ہندیہ کے اواخر
سے باستثنائے الف لفظ کا) کے اور مثلا منادی مفرد سے پہلے حرف ندا کا ضرور ہونا علی القیاس
اور سوا اسکے کیونکہ احقر حتی الامکان پابندی قیود مذکورہ کی کرتا ہے اور جن حضرت سے مشورہ
کا اتفاق ہوگا اور وہ پابند قیود مذکورہ نہونگے تو اونکو فی الجملہ دقت ہوگی پس چند اساتذہ کی خدمت
مین بقصد استحصال دولت قدمبوس حاضر ہوا لیکن اپنی کوتہی بخت سے بے نیل مرام واپس آیا

زیارت تک نصیب نہوئی دل کی تمنا دل ہی مین رہی بالفعل مین سے نے دیکھا غزلین جا بجا پراگندہ وبے ترتیب پڑی ہین سب کو ادھر اودھر سے لیکر جمع مرتب کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے ردیفین ترتیب دیکر تاریخی نام دیوان مرغوب رکھا اس جمع و ترتیب دیوان مین ایک عنایت فرماے قدیم گل بوستان سخنوری دُر درج معنی پروری رشک مرزا و میر جناب مولوی محمد حاجی صاحب تخلص میسر نے جو کہ آجکل منشی شمبھو ناتھ صاحب جن کا ذکر خیر مولوی امداد علیصاحب کے حال کے ضمیمہ مین گزر چکا ہے تخلص لطیف وکیل ججی و منبر جونگی فرخ آباد کے دولت سرا پر صاحبزادونکی تعلیم فرماتے ہین میری بڑی اعانت فرمائی اسکا احسان تاحیات صفحۂ خاطر سے محو ونسی نہوگا الغرض جب دیوان مرتب ہوگیا تو پھر وہی خیال پارینہ سوہان جان ہوا کہ اگر بغیر ملاحظہ کیے کسی استاد ماہر و مستند کے دیوان شایع و طبع ہوگا تو بقول مشہور (من صنف قد استھدف) ہرگز ہدف سہام عیب چینی بنائین گے چنانچہ چند احباب نقاد گوہر معانی صراف جوہر نکتہ دانی کی خدمت مین اس غرض سے پیش کیا کہ نظر غائر سے ملاحظہ فرمائین اور جس مقام پر عیوب وا ذتام نظر آئین وہ بتائین بعض حضرات نے چند روز رکھکر بجنسہ واپس فرمایا کسی مقام پر جرح و دخل نہین کیا معلوم ہوتا ہے حضرات موصوفین نے اسطرح چشم محبت سے دیکھا کہ اونکی انظار پر انوار مین جملہ عیوب صواب معلوم ہوئے اور بعض حضرات نے چند اجزا اس طور سے ملاحظہ کیے کہ میری رائے سے بالکل اختلاف معلوم ہوا جس شعر کو مین اپنے نزدیک اچھا اور خلاصۂ فکر جانتا تھا وہ اونکی رائے مین قابل نکال ڈالنے کے خیال کیا گیا اور جو مقصود اصلی تھا کہ سقم و عیب پر متنبہ ہو وہ حاصل نہوا آخر الامر جناب عالم نحریر فاضل مقتدائے برنا و پیر خسرو اقلیم سخندانی خدیو مصر شیوا بیانی حلال غوامض و معضلات سخنوری کشاف نکات دقایق سخنوری ذو المجد و الامجاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد مہتمم مدرسہ غازی پور

متوطن لکھنو محلہ فرنگی محل کی خدمت بابرکت مین باستدعاے ملاحظہ دیوان ایک عریضہ روانہ کیا اگرچہ جناب مولوی صاحب کے دولت دیدار سے ہنوز محروم ہون اور شرف قدمبوس حاصل نہین ہوا ہے تاہم حضرت اقدس نے ذرہ ناچیز کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ تا دیہ شکر کیونکہ اسطے تمام موے بدن سراپا زبان ہو جائین تو بھی بقدر نقطہ کتاب اور برابر ذرہ آفتاب سے ممکن نہو یعنی بطیب خاطر عاطر دیوان احقر ملاحظہ فرمانا منظور فرمایا اور جواب عریضہ سے اعزاز بخشا پس حسب الحکم پانچ پانچ جزو جزو خدمت عالی مین بھیجتا رہا الحمد للہ قلیل مدت مین کل دیوان نظر انور سے گزر گیا اور جسطرح احقر کو منظور تھا اوسیطرح حضرت اقدس نے امعان نظر و تعمق فکر سے اپنا حرج کار اور تضییع اوقات فرما کر من اولہ الی آخرہ ملاحظہ فرما لیا اور بلا استدعاے احقر حکم طبع کیواسطے فرمایا راقم سطور کو حضرت اقدس کی بدولت نکتہ چینان جہان و حرفگیران زمان کی طعن و تشنیع و جرح و اعتراض کا جو خیال و اندیشہ تھا وہ دفع ہو گیا ع چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان پروردگار عز شانہ ذات بابرکات کو اپنی مہد عافیت مین مصئون و محفوظ رکھے اب مین اپنی ملازمت گورنمنٹی کا حال لکھتا ہون ۱۸۵۸ء مین ملازم گورنمنٹ سررشتہ تعلیم مین ہوا اور حکام ذوی الاحترام نے کار مفوضہ کی حسن کارگزاری سے راضی و خوش ہو کر ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے عہدہ پر مامور فرمایا جسوقت چالیس روپیہ ماہواری تنخواہ تھی اوسوقت اخذ پنشن کا اتفاق ہوا جس روز سے ملازمت اختیار کی اوس روز سے ایک دن بھی کبھی بیکار نہین رہا الغرض جو عطایا و نعماے الٰہی اوسکے افضال سے راقم سطور کو بذل فرمائے گئے ہین اونکا شکر طاقت بشری سے باہر ہے مگر ذمالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بقدر سُہا آفتاب اور برابر قطرہ سحاب سے بموجب حکم رب العزت (واما بنعمۃ ربک فحدث) حیز بیان مین لا کر ہر ایک کا شکر بجا لاتا ہے سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یہ عطا فرمائی کہ دین محمدی پر قائم کر کے مذہب حنفی الخ

کیا اسکا شکر کسیطرح نہین ادا ہو سکتا اور یہ بہت بڑا احسان لائق شکر ہی کہ کبرسنی کے عالم مین
صحت جسمانی و تندرستی اعضا کرامت فرمائی حالانکہ میرے ہمعصر مدت ہوئی راہی ملک عدم ہو گئے
اور جو موجود ہین وہ ضعف اعضا اور انواع و اقسام علل و اسقام مین مبتلا ہین یہ بھی لائق
شکر ہی کہ مجھکو تین فرزند سعادتمند مطیع فرمان عطا فرمائے اور ہر ایک کو صاحب اولاد کیا اس احسان
کا بھی شکر بجا لاتا ہون کہ مجھکو برادر قوت بازوے ناتوان خلاف اخوان زمان کہ جسکا نام محمد امیر علیخان
ہی کرامت فرمایا گو عمر مین مجھسے خرد ہین مگر ایسا ذہن سلیم و طبع مستقیم اللہ تعالی نے کرامت فرمائی کہ
جب کبھی کسی امر مین اتفاق استصواب کا ہوا اونکی رائے بہت صائب پائی گئی اس منت کا بھی تادم شکر
دل و جان سے لایا ہی کہ بقدر میرے گزارہ اور آذوقہ کی تنخواہ پنشن عطا کی اور مجھکو اور میرے
اور مسطور کو مواضع روشن نگر۔ وبابرپور۔ واملیا۔ واجان۔ وسنگہا پچھوا ضلع کھیری مین
سو یہ ہر ایک موضع سے مرحمت فرمایا اس عطیہ عظمی کی بجا آوری شکر ضروری ہی کہ مجھکو ایسا
صبر و قناعت کرامت فرمایا ہی کہ اپنے فضل و کرم سے جو کچھ قلیل و کثیر دیا ہی اوسپر صابر و قانع ہون
اور بیسود حرص و ہوس نہین کرتا لاکھ لاکھ شکر درگاہ ایزدی مین کہ اوسکی عنایت بیغایت سے
کوئی حسرت دنیوی دل مین باقی نہین رہی صرف یہ تمنا ہی کہ اللہ تعالی شانہ اپنے مکارم و افضال
سے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا شرف عطا فرمائے اور سفر آخرت کہ سخت
دشوار ہی ساتھ نہ کوئی یار رہی نہ مددگار رہی توشہ و زاد پاس کچھ بھی نہین پروردگار عالم باآرام
و آسایش منزل مقصود کو پہونچائے اور جب وقت نزع روان ہو کلمۂ شہادت ورد زبان ہو
اور اپنے سوء اعمال کے باعث فرط انفعال و ندامت سے اشکبار رہی ہے اور اللہ تعالی
جل شانہ کی عنایت و رحمت اور اوسکے حبیب کی شفاعت کی امیدوار رہی ہے آمین
آمین۔ راقم محمد رستم علیخان ادیب۔ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ع۔

بسم الله الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ از نتایج افکار ابکار خسرو اقلیم سخندانی مقبول بارگاہ احد جناب قاضی عبد الصمد صاحب فصیح وکیل رئیس قصبہ چبرامؤ ضلع فرخ آباد

جنت الخلد ہے دیوان نہیں — ورق سنبل ذکا ہے صفحا

نظم تازہ گل شاداب چمن — دلبر شوخ ہے دیوان کیسا

١٣١٩ھ — ١٩٠١ء

دیگر

رشک شعری کا جو ہر شعر بنا — نظم کی آب جدا رنگ جدا

ٹکڑے ہیرے کے ہیں قطعی ہیں نہیں — دُر مضمون ہو سراپا یکتا

١٣١٩ھ — ١٩٠١ء

دیگر

معنی آراسخن آرا جو ادیب — طبع دراک ہے مضمون پیما

مطلع نور ہے کہاں ہے مطلع — ایک اک لفظ سے پیدا معنا

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بکر سخنور شیرین بیان معنی رس شیوا بیان واعجد الامجاد جناب مولوی محمد عبد الله صاحب تمنا براے سال طبع دیوان و دیباچۂ عشرت جناب مولوی ادیب صاحب

١٩٠١ء

پی طبع چون اوستم علیخان — کلامی که از شہد شیرین تر آمد

که ہر شعر از ان از صفای معانی — مصفا تر از لولو و گوہر آمد

توان دیدہ شاہدان مضامین — ادائے کہ مخصوص با دلبر آمد

برای پراتیدن ہوش سامع — مصاریع برجستہ چون نشتر آمد

زکلک گہربار شمشاد سالش ‌‌‌‌‌ ولا ویز نظم گرامی برآمد

قطعۂ تاریخ طبع از شاعر یکتا جناب مولوی حافظ محمد عبد الرحمن صاحب بقا غازیپوری تلمیذ حضرت شمشاد لکھنوی

دیوان ادیب نکتہ پرور ‌‌‌‌‌ از حسن و لطافت ست معمور

از جادۂ شاہدان معنے ‌‌‌‌‌ ہر بیت درو ست حجلۂ نور

از حسن سواد حرف حرفش ‌‌‌‌‌ منظور نظر چو دیدۂ حور

مرہون معانی و بیانش ‌‌‌‌‌ اسرار و نکات غیر محصور

خوش گفت بقا بسال طبعش ‌‌‌‌‌ اشعار فصیح چشم بد دور

۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ طبع نقاد سخن خجستہ نہاد جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب وکیل و میونسپل کمشنر و وایس چیرمین ڈسٹرکٹ غازیپور شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

نغز گو پاک خیالات ادیب ‌‌‌‌‌ کشور نظم سخن را والی

کرد سحبان ز رہِ تعظیمش ‌‌‌‌‌ جای در بزم فصاحت خالی

شد چو دیوان لطیفش مطبوع ‌‌‌‌‌ فکر تاریخ نمودم حالی

ہاتف غیب ندا زد ارشاد ‌‌‌‌‌ نظم مطبوع کلام عالی

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب حافظ سلامت اللہ صاحب شگفتہ غازیپوری شاگرد جناب بقا غازیپوری

شاعر ذی ہنر و علم ادیب ‌‌‌‌‌ مصدر جملہ کمالات مبین

چو با فضال خداد یوانش ‌‌‌‌‌ گشت مطبوع بحسن و آئین

رقمم از خویش ز لطف سخنش | گرد هر صاحب ذوق تحسین
بندش و مستی او پاک و لطیف | جمله ابیات حلاوت آگین
بهر تاریخ شگفته بنوشت | نیک اشعار و کلام شیرین

۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ افکار گهربار شیرین گفتار بی همتا جناب مولوی
حافظ محمد عبد المنان صاحب وفا شاگرد و برادر جناب بقا غازیپوری

آن سحر بیان ادیب ماهر | کز جمله علوم هست آگاه
صیت سخنش چو نام نیکش | افتاده بشش جهت در افواه
دیوان بهار آفرینش | گلزار معانی ست و الله
مانند خیال قامت یار | هر مصرع او بدل کند راه
از نور معانی ست هر لفظ | همچون دل مرد ایزد آگاه
بر وفق مراد اهل بینش | چون یافت طراز طبع دلخواه
خوش گفت وفا برای سالش | فرخنده کلام بارک الله

۱۳۱۹ھ

ولہ

چون یافت جمال طبع دیوان ادیب | تاریخ وفا برآمد از فکر مصیب
سبحان الله نظم اعجاز نهاد | گلزار شگفته معانی عجیب

۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ طبع سخنور ظرافت جناب منشی حسین علی صاحب ظریف شاگرد حضرت تمنا

ذو المعنی ادیب و النافس | نقاد سخن شده مسلم
دیوان لطیف او چو چاپید | بنیاد سخن نمود محکم

بنوشت ظریف سال طبعش	خوب است کلام ربّ عالم ۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ ریختهٔ قلم شاعر و ماهر نقاد جناب مولوی محمد صدر الدین احمد صاحب کیفی شاگرد حضرت شاد لکھنوی

سال طبع دیوان بے بہا و دلجوی رستم علی خان صاحب ادیب ۱۹۰۱ء

چو دیوان ادیب کامل الفن — بچھاپ آمد بطرز نیک و زیبا
شده هر یک بنقد جان خریدار — که از هر منقصت آمد مبرا
پی تاریخ طبعش گفت کیفی — زهی ترکیب بندش موج افزا ۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج طبع سالک معنی پروری جناب منشی سالک رام صاحب سالک گرواری شاگرد حضرت شاد لکھنوی

ادیب کشور شیرین کلامی — جناب مولوی رستم علی خان
در اقلیم سخن خسرو زمانه — بملک شاعری یکتای دوران
فصاحت واله طرز بیانش — کلامش دلربای نظم حسان
بلاغت را هزاران ناز بر دل — زربط ذات پاکش سخن‌سنجان
مرتب کرد چون دیوان نادر — خریدارش بجان شد هر سخندان
فریب خوبی حسن مضامین — رباید هوش از نازک خیالان
زند نشتر بدل هر شعر رنگین — برنگ تیغ ابروی حسینان
چگویم لطف حسن بندش صاف — که از نظاره‌اش آئینه حیران
ز فرط شوق قصد طبع فرمود — دل احباب یکسر گشت شادان

رقم زد باغ نورس کلک سالک | چو سال طبع پرسید ند یاران
۱۳۱۹ھ

دیگر

چون جناب ادیب پاک نہاد | در مضمون ابسلک فکرت سُفت
دفتر نظم خود مرتب کرد | شور تحسین زہر دیار شنفت
سال تاریخ طبع دیوانش | نظم سرسبز فکر سالک گفت
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار شاعر نازک خیال ابو اقبال احسن صاحب اقبال خان اکبر ساکن آرہ تلمیذ حضرت شمشاد لکھنوی

بلبل گلزار معانی ادیب | شاعر خوش فکر بلاغت سرشت
داد چو ترتیب کلام لطیف | تازہ و رنگین چو ریاض بہشت
خامۂ اقبال پی سال طبع | چشمۂ امید سخنور ــ نوشت
۱۳۱۹ھ

دیگر

جب جناب ادیب کا دیوان | صاف و خوشخط چھپا بفضل خدا
پاک ترتیب و صاف پندش پر | دل فصاحت کا لوٹ پوٹ ہوا
وجد کرتے ہین ماہران سخن | سنتے ہین جب کلام ہوش ربا
کلک اقبال نے پی تاریخ | مشرق مہر کشفت دل ــ لکھا
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکتہ دان بی ہمتا جناب منشی شاہ سید محمد عبد العزیز صاحب رسا بہاری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

چون کلام ادیب شد مطبوع | بعنایات حضرت باری
در غزلہا سی آن کلیم کلام | یافتم لطف نغز گفتاری

آب و تاب کلام رنگینش | نزہت افزای چرخ زنگاری
ہمچو اشعار شاعر غرا | بر زبان سخنوران جاری
بہر تاریخ طبع گفت رسا | گلشن سبز ان دلداری
۱۳۱۶ھ

دیگر

دیوان ادیب نغز گفتار | باخوبی و لطف تمام شد طبع
بنوشت رسا بجاوی سال | گلدستۂ خوش کلام شد طبع
۱۳۱۶ء

قطعۂ تاریخ رقم زدۂ کلک سخنور شیرین گفتار جناب مولوی غلام قطب الدین صاحب وفا بنارسی نظامی غازیپوری شاگرد حضرت تسلیم شیا لکھنوی

سال طبع دیوان بے مثل جناب مولوی رستم علی تخلص ادیب
۱۳۱۶

کیون نہو دلفریب نظم ادیب | رشک سرمایۂ ظہیر ہے یہ
اوس سے ہوتی ہے روح کو فرحت | اس قدر نظم دلپذیر ہے یہ
کیون نہو نقش صفحۂ خاطر | کلک بے مثل کی صریر ہے یہ
دیکھتے ہین جو خوش نگاہ اسے | نظم نازک کا اسیر ہے یہ
مثل گل ہوتے ہین شگفتہ دل | بلبل شوق کی صفیر ہے یہ
کیون نہ روشن جہان ہو اس سے | مہر انور مہ منیر ہے یہ
سنکے کہتے ہین ماہران سخن | صاف طرز کلام میر ہے یہ
ہو گیا ہے جو خلق مین مقبول | رحمت خالق قدیر ہے یہ
مصرع سال طبع لکھو فگار | کیا ہی دیوان بے نظیر ہے یہ
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از نتایج افکار ابکار جناب نواب صاحب الامناقب و الاجاب سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیار صاحب رئیس قصبۂ شمس آباد ضلع فرخ آباد

چون جعفر مخلص صمیمی
دیوان ادیب نکته ور دید
بنگاشت بطرز نو د تاریخ
بی مثل کلام — نظم گردید
۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار سخنور سحر بیان معجز و تقریر جناب مولوی محمد حاجی صاحب میر شاگرد رشید منشی صاحب

قطعۂ طبع دیوان جناب ادیب سلمه الله تعالی
۱۳۱۹ھ

شکر خداوند زمین و زمان
شاد شده خاطر هر شیخ و شاب
زینت تازه زپی انطباع
یافته دیوان افاضت مآب
منفعل از نظم جناب ادیب
گوهر تابنده و لعل مذاب
در نظر اهل سخن سنگ را
چشمۂ فیض ست میان دو آب
ذوق کلام شعرا پیش او
محو ز دل گشت چو نقشی بر آب
لفظ بمعنی ست چنان متصل
همچو تجلے برخ آفتاب
نالۂ عشاق ز شعرش بلند
هست بر آتش چو فغان کباب
سال پی طبع میسر این نوشت
باب گلستان سخن لاجواب
۱۳۱۹ھ

در صنعت مهمله

یہ مخزن معنی جو ہوا طبع میسر آج
دیوان کا ہر مطلع بنا مطلع انوار
اک مہملہ میں اور نئی لکھی ہے یہ تاریخ
مصرع ہو اسم کا یہ سلک دُر اسرار
۱۳۱۹ھ

در حروف غیر منقوطہ

تیار ہوا چھپکے وہ دیوان کہ جس کا — نزہت میں ہر اک نقطہ ہی رشک گل گلزار
تاریخ مسیر اوسکی ہی منقوطہ کی ضد میں — تحریر ہوئی واہ وہ اشعار دُرربار
۱۳۰۱۹ھ

در حروف منقوطہ

ہوئے ہین اشتہار طبع جسکے مشتہر چھپکر — وہ دیوان نشاط انگیز روح افزا ہو عالم کا
مسیر اک سمنے یہ تاریخ منقوطہ مین لکھی ہی — وہ گلشن خوش زبانی کا سرور آرا ہو عالم کا

قطعہ تاریخ اززادۂ فکر سخنور ظریف جناب منشی شمبھو ناتھ صاحب لطیف وکیل کچہری فرخ آباد منجملہ تلامیذ مسیر

ہی ہر اک مطلع بعینہ دُرۃ التاج سخن — مصحف معنی کی آیت ہی یہ دیوان ادیب
اوسکے ہر اک نقطہ مین پوشیدہ ہین صد ہا نکات — گوہر بحر بلاغت ہی یہ دیوان ادیب
دیدۂ اہل سخن کیونکر نہ اس سے سیر ہون — نعمت خوان لطافت ہی یہ دیوان ادیب
مصرع برجستہ اک موج محیط فیض ہی — بحر الہام و کرامت ہی یہ دیوان ادیب
بن گئے اشعار عالی گلرخان علم و فضل — زیب گلزار براعت ہی یہ دیوان ادیب
ہو گیا رتبہ سخن کا عرش اعظم تک بلند — ناطقہ کی شان و شوکت ہی یہ دیوان ادیب
یہ کہا فوراً اونے مجھسے آکر ای لطیف — جامع شرح فصاحت ہی یہ دیوان ادیب
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ نقاد سخن منشی احمد حسن صاحب احمد فرزند و شاگرد مسیر فرخ آبادی

دیوان ادیب وہ چھپا ہی — ہر شعر مین جسکے ہی بلاغت
ہی پاک عیوب شاعری سے — مضمون مین ہی شوکت و متانت
نقطہ نہین شعر ہی سخن کا — مصرع نہین شاہد لطافت
کاغذ سے صباحت آشکارا — حرفون سے عیان ہوئی ملاحت

احمد نے لکھی ہے اوسکی تاریخ — چھاپا گیا مخزن فصاحت ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر شیرین مقال جناب واجد حسین صاحب واجد تحصیلدار ریاست بھوپال

ہوا طبع فضل خداوند سے — وہ دیوان پاک جناب ادیب
یہ تاریخ واجد نے کی ہے رقم — یہی آفتاب سخن ہے عجیب ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سخنور وحید جناب منشی کنور بہادر صاحب سعید شاگرد منشی صفیر

مطلع نور ہے ہر مطلع دیوان ادیب — لفظ ہر ایک وہ ہے جس سے تجلی ریں ہے
فکر تاریخ پئے طبع جو کی ہم نے سعید — دی یہ ہاتف نے صدا چشمۂ فیض آگین ہے ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از جریدۂ خامۂ شاعر بے نظیر جناب مولوی محمد بخش صاحب بشیر شاگرد صفیر

طبع دیوان ادیب کا جو ہوا — پاک عیبوں سے بیگمان ہے وہ
اوسکی تاریخ اے بشیر یہ ہے — الف بے سخنوران ہے وہ ۱۳۱۹ھ

دیگر

ہو گیا مطبوع وہ دیوان خدا کے فضل سے — جسکے اک اک شعر میں سو معانی ہیں عجیب
اے بشیر اوسکا الف سے لکھیے سال — بوستان سخنوران ہے یہ دیوان ادیب ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر با تمیز مولوی عزیز احمد خان صاحب عزیز مدرس رشید چونی فتحگڑھ ضلع

چو دیوان ادیب نکتہ پرور — مثال مہر در نور و ضیا غرق
شدہ مطبوع با صد رونق و تاب — برفتہ شہرتش از غرب تا شرق
عزیز این سال ہجری و مسیحی — بگفتم من بہ دو مصرع بلا فرق

برای دوستان تو بوستانی ۱۳۱۹ھ
برای دشمنان بست آفت برق ۱۹۰۱ع

دیگر

طبع کیا خوب ہوا شکر ہی دیوان ادیب — ہو گیا عام زمانے مین کلام نایاب
الله الله ہر اک شعر ہی موتی کی لڑی — اور ہر لفظ ہی خجلت دہ دُرِ خوشاب
چشم بد دور رہی نظم رہی رنگ زبان — سبز مینا ہی کہین اور کہین سرخ شراب
مرحبا باغ سخن جسمین ہین لالہ و گل — کیا گنین بلبل و طوطی کو نہ تاحد حساب
دیکھکر رنگ سخن طبع نے چاہا کہ عزیز — ایسی تاریخ بھی ہو جیسی یہ نادر ہے کتاب
عیسوی فارسی و ہجری و فصلی سن ہی — ایک ہی شعر مین ان سبکا ہی مرقوم حساب
یون لکھا گلشن خوش باب زبان مرغوب — نظم سرسبز ہی بے مثل ریاض شاداب
١٣١٨ ١٣١٩

قطعۂ تاریخ از سخنور موجد تازہ مضامین مولوی شمس الدین صاحب شمس خوشنویس

طبع چون از ادیب شد دیوان — ہر کہ دیدش بگفت بہتر و خوب
سن طبعش چنان رقم بنمود — نظم ای شمس بس چہ مرغوب
١٣١٩

قطعۂ تاریخ از نتائج قلم سخندان و شیرین تقریر مولوی قمر الدین صاحب نذیر شاگرد مسیر فرخ آبادی

چھپ گیا ہی ادیب کا دیوان — کیا عنایات ذو الجلال ہی یہ
ای نذیر اُسکا سال طبع لکھو — مظہر حلیہ کمال ہی یہ
١٣١٩

قطعۂ تاریخ از چکیدۂ کلک شاعر شہیر جناب مولوی ریاض الدین صاحب ریاض شاگرد مسیر فرخ آبادی

ای ریاض آج چھپا وہ دیوان — نظم ہین جسمین مضامین عجیب
تم بھی از روے ادب لکھدو — نسخۂ خوب ہی دیوان ادیب

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار سخن سنج و شیرین گفتار جناب مولوی ابرار حسین صاحب ابرار برادرزادہ شاگرد مسیر

ہوا طبع دیوان پاک ادیب — کہ ہو جس کا ہر شعر عشرت فزا

رقم کی یہ تاریخ ابرار نے ۔۔۔ مضامین دیوان ہین کان صفا
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار ابکار شاعر خوش فکر ملہم از ایزد پاک جناب شاہ مولوی محمد متقی صاحب اور اک سجادہ نشین درگاہ شیخ صاحب قدس سرہ شیخ پور ضلع فرخ آباد

چشم ہنگام سحر چون وا شد ۔۔۔ رونقی تازہ درآمد بنظر
از زمین تا بفلک پر انوار ۔۔۔ ہمہ آفاق چو ماہ انور
عشرت و عیش و طرب جلوہ نما ۔۔۔ بست اندوہ و الم رخت سفر
چار سو زمزمۂ تہنیتی ۔۔۔ بر زبان ملک و جن و بشر
نکہت آمود نسیم سحری ۔۔۔ یاد میداد ز مشک و عنبر
نونہالان چمن زیب افزا ۔۔۔ در خیابان بلباس اخضر
تازگی بخش دل افسردہ ۔۔۔ غنچہ و برگ و گل و شاخ شجر
ساغر عیش بدست لالہ ۔۔۔ تاج بر فرق نہادہ عبہر
گل دریجان بشگفتہ روئی ۔۔۔ جامۂ سرخ کشیدہ در بر
بہر ایثار بشاخ اشجار ۔۔۔ غنچہا مشت پر از سیم و زر
گل سوری بسر در خاطر ۔۔۔ در گلستان طرب جلوہ گر
گل صد برگ کلاہ زرین ۔۔۔ با صد انداز نہادہ بہ سر
بر لب آب نمایان از دور ۔۔۔ جام عشرت بکف نیلوفر
گل مہتاب بآب و تابش ۔۔۔ طعنہا زن برخ شمس و قمر
از تماشای چنین نور و ظہور ۔۔۔ شکل آئینہ بگشتم ششدر

که این بخواب است که در بیداری جلوه گر نور و طرب پیش نظر
آمد آواز بگوشم ناگاه بی‌خبر نیست ترا هیچ خبر
هست این جشن چنان جشن سعید جشن چندان کنی باشد کمتر
این همه ساز طرب بهر اوست آنکه در عصر ندارد همسر
شاعر رشک ده میر ادیب زیرک و عاقل و نیکو مصدر
از همه افضل و اکمل بفنون فائق از جمله بهر علم و هنر
ادب آموز نظامی از وی در سخن گوی ز سعدی برتر
مثل خورشید جهانتاب بخلق بعطا و بسخا نام آور
هست تا چرخ برین را دوره تا بود روشنی شمس و قمر
هست تا سلسلهٔ ماه و سال تا بود روز و شب و شام و سحر
رتبهٔ او بجهان افزون باد یا الٰهی بحق پیغمبر
از عنایات خداوند الٰهی گشت مطبوع بطرز خوشتر
باشارات سروش غیبی گشت ادراک چو زین بهره ور
مصرع سال بسال نبوی گفت - دلچسپ دل اهل نظر
۱۳۱۹ھ

دیگر

سد الحمد که دیوان ادیب ذیجاه طبع شد از کرم و لطف جناب داور
گفت ادراک نکو مصرع سال تاریخ جلوهٔ فکر گرامی و کلام بهتر
۱۳۱۹ھ

دیگر

بی عدیل و بی مثال و بی بدل طبع شد دیوان ادیب ذی وقار

خامۂ او راکہ تاریخش نوشت — مخزن انوار صبح نوبہار ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از بکر فکر سخنگوئی مکتبہ پرور منشی سید محمد محمود حمید صاحب اختر خلف منشی سید حیدر رضا صاحب

مولوی رستم علی خان ادیب ذی شرف — عالم و علامہ و ذی رتبہ و عرفان مآب

شہرتی دارد کلام مستندش در روزگار — پیش اہل علم و اہل فضل و اہل الکتاب

شان دیوانش ببین ای اہل ارشیم یقین — ہست این دیوان بدین عاشقان ام الکتاب

خامۂ اختر چنین بنوشت سال طبع او — دیدہ مردم نیر دید الحق چنین دیوان خواب

قطعۂ تاریخ از تصنیف نکتہ سنج از فنون شاعری ماہر منشی محمد حرمت خان صاحب نیر رئیس شہر فرخ آباد

چھپا کیا خوب یہ دیوان ادیب نکتہ پرور کا — کہ جس کا شعر شعری سے کہین اعلیٰ ہی رفیع

سر شدش سے یہ تاریخ لکھی کاک نیر نے — کہا دیوان کیا تصویر کا گویا مرقع ہے

قطعۂ تاریخ چھپنے کی خامۂ شاعر بے عدیل حکیم حاجی مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی

تاریخ طبع لکھنے کو جب دم لیا قلم — تختہ ہوا کا تختۂ قرطاس بن گیا

پایا ہی یہ ادیب کے دیوان نے فروغ — جس پر بیاض صبح صباحت بھی ہو فدا

ہر صفحہ مثل عارض رخشان مہوشان — ہر نقطہ مثل اختر تابندہ خوشنما

سرخی شفق کی سرخی شنگرف پر نثار — رشک شعاع مہر ہی وہ جدول طلا

مانند ماہ پارے مضامین نور بار — مطلع ہر ایک مطلع شمس الضحی ملا

ہر سطر مثل کاہکشان نور سے بھری — بین السطور جادۂ پر نور و با صفا

لکھی ہی جو غزل رخ تابان کے وصف مین — مضمون نور سے ہی ہر اک شعر پر ضیا

وصف بیاض گردن خوبان مین ہی جو شعر — ہر روشنی مین مطلع خورشید سے سوا

ہی جس غزل مین وصف سراپا مہوشان — ہر ایک شعر نور کے سانچے مین ہی ڈھلا

الفاظ ایسے صاف کہ صدقے ہو نور بھی — معنی ہر ایک لفظ کے کالبدر فی الدجا
تاریخ سے جلیل کی روشن ہو چار سو — خورشید لازوال ہے دیوان ادیب کا ۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ خامۂ سخن گوہر وسیم منشی رحیم بخش صاحب رحیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

خدا کے کرم سے وہ چھپا ہے دیوان — کہ تھی جسکی مدت سے دل کو تمنا
کلام ادیب ایسا معجز نما ہے — جو مردہ دلوں کا بنے گا مسیحا
جو گل کے ورق اسکے اوراق پائے — ہوئے مثل بلبل کے سعدی بھی شیدا
مضامین جو دیکھے تو سحبان یہ بولا — فصاحت بلاغت کا بہتا ہے دریا
تجلّی معنی جو دیکھے گا صائب — وہیں ہوش اوڑ جائیں گے مثل موسیٰ
رحیم اسکی تاریخ تم بھی یہ لکھ دو — کلام ادیب سخندان ہے یکتا ۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ رشحۂ خامہ سخن سنج وصحت بخش کلام سقیم حکیم نتیا نند صاحب حکیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

ادیب سخنور کا دیوان جو دیکھا — تو مجھکو ہوئے آئینہ جوہر عشق
فصاحت بلاغت سے ظاہر ہے اسکی — کہ قبضے میں اسکے ہے بس کشور عشق
جو تیغ دو دم اسکے شعروں کو دیکھا — تو پایا ہر اک مصرع بھی خنجر عشق
ہر اک لفظ دیوان کا عاشقوں کو — رگ جان کے خاطر ملا نشتر عشق
الف اسکا برچھی تو بے ہے کٹاری — رہے حرف باقی وہ ہیں لشکر عشق
صدف کے ہیں مانند سب حرف حکیم — جو نقطے بھی ہیں اسکے سب گوہر عشق
حکیم اسکی تاریخ سمت میں لکھ دو — حقیقت میں دیوان ہے دفتر عشق

قطعۂ تاریخ انطباع طبع شاعر نکتہ سنج لبیب حافظ محمد ظہور علی صاحب حبیب شاگرد جناب ادیب مصنف دیوان ہذا

ہے چھپا یہ مثل دیوان ادیب — یا کھلا اک طلسم کا گلزار ہے

لکھو سال طبع اوسکا یون حبیب	دیکھو کیا ہی گلشن بنا رہی ۱۳۱۴ھ

دیگر

پڑھکے سحبان بھی کلام ادیب	اب فصاحت کی راہ بھولا ہی
سال تاریخ تم حبیب لکھو	واہ گلدستۂ نظم پھولا ہی ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار سخن سنج لئیق مولوی میان جانصاحب خلیق فرخ آبادی

ادیب خوش بیان شگفتہ ملک فصاحت ہی	عزیز مصر معنے کوکب برج حقیقت ہی
ہی ذات پاک اوسکی مصلحت اندیش عالم مین	حقیقت مین وہ مصباح شبستان شرافت ہی
ہی دیوان زیب طبع اوس گوہر دریا عظمت کا	کہ ہر ہر شعر جسکا ماہی بحر لطافت ہی
کرون تعریف کیا ذہن رسا و طبع موزون کی	بھرا ہی جزو مین مضمون کل قلت مین کثرت ہی
خلیق اوسکی کہی تاریخ دل نے عیسوی سن مین	کہ بے ریب و ریا یہ گوہر درج بلاغت ہی ۱۹۰۱ء

دیگر

چھپا دیوان ادیب خوش بیان کا	سخنور اوسکے سننے کے ہین مشتاق
کہی یہ عیسوی تاریخ دل نے	کلام خوب و خوش اسلوب اخلاق

قطعۂ تاریخ از شاعر یکتا و حید مولوی محمد سعید صاحب سعید خلف مولوی میان جانصاحب خلیق

گشت چون چھپا دیوان ادیب	شد تجلی نکتہ سنجان الانیس
ہاتف غیبی بگفتہ از سعید	سال طبعش حبذا النظم النفیس ۱۹۰۱ء

دیگر

کیا ہی زیبا چھپا کلام ادیب	نہین اوسکا جہان مین ثانی
صاف بندش فصیح مضمون ہی	ہی یہی خوبی سخن دانی

داد دین آکے اس سخنور کی | ہین کہان انوری وخاقانی
اوسکی تاریخ کے نکالنے مین | تھی سعید حزین کو حیرانی
آئی غیبی ندا ہی کیا مشکل | سخن خوب ۔ لکھ بآسانی
خواہش سال عیسوی ہی اگر | لکھ ۔ عجیب و غریب ولاثانی

قطعہ تاریخ از نتائج طبع سخن شناس و سخن سنج نیکو سیر لالہ کشوری لعل صاحب قمر ساہو کار تلمیذ شمس مرحوم

کیا ہی نادر چھپا ہی یہ دیوان | اسکا ہر شعر ہی عجیب و غریب
اے قمر لکھدو مصرع تاریخ | خوب و بی مثل ہی کلام ادیب

قطعہ تاریخ از نتائج افکار سخنور نکتہ پرور لالہ رام پرشاد صاحب گوہر خلف لالہ مادھو رام صاحب جوہر

قطعۂ تاریخ بطرز جدید

محو نظارہ شدہ ہر ذی علم | طبع گردید چو دیوان ادیب
از سر لفظ یہ بین اے گوہر | طاہر وافصح وجاد وادیب

قطعہ در صنعت واسع الشفتین و ذو قافیتین

کہا کرتے ہین قدر دان سخن | یہی شاعری کا سکھا ئیگا ڈھنگ
لکھی اسکی گوہر نے تاریخ یہ | یہی قصر اشعار لائیگا رنگ

در صنعت ذو بحرین

ہین یہ شعر ادیب وہ گوہر | نظم کی جن سے کھل گئی رہ ہی
نور سے لکھ تو عیسوی سن بھی | صاف دیکھو یہ غیرت مہ ہی

در حروف منقوطہ

نورکا دیوان ہی یہ لاجواب — کہتے ہین سب غیرت ماہ کمال
معجمہ حرفون مین ہی گوہر عیان — قلزم نادر سخن بے مثال ۱۳۱۹ھ

در صنعت غیر منقوطہ

ہردم کلام سعد لکھو داد دو مدام — ہر طرح اسکو عمدہ و اطہر کہا کرو
گوہر وہ مادہ کہو ہر دل کو ہو سرور — روح مراد اسکو سراسر لکھا کرو ۱۳۱۹ھ

دیگر در صنعت بینہ

ادیب کا وہ سخن ہی اعلے کہین نہ ایسا سنا نہ دیکھا
سنین گے تعریف اسکی ہر جا جہان تہان ہر دہان سے ہم
یہ گلشن بینہ کی خوشبو مہکتی ہی گوہر آج ہر سو
کلام شستہ ادیب و جادو صفت کرین کس زبان سے ہم ۱۳۱۹ھ

دیگر در زبر و بینہ

کیا ادیب اور اونکا کیا دیوان — دونون کا ہین سناؤن جاہ و جلال
لکھ زبر و بینہ مین گوہر یون — ماہر کل - سخن سنج کمال ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از رشحات خامہ مہر سپہر سخنوری الشیخ رشید صاحب جوہری بن الہ آبادی ... فرخ آبادی

یہ دیوان ادیب کا جو ہی دیکھو — ہین گل اشعار یہ رشک چمن ہی
کہا ہاتف سے نور کے یہ ہی سن — یہ اچھا ایک خورشید سخن ہی ۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ سعدن دانشوری مہاراج دریاؤ سنگہ صاحب متخلص شاگرد جوہری

یہ دیوان ہی اس طرح پر ضیا — مہ نو ہو جس طرح جلوہ فگن
الہام سے تم ہی لکھا کے تاریخ یون — پیا ہو موج کہکشان بحر سخن ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر نامی و فہیم مولوی محمد صدیق حسن صاحب کلیم شاگرد جوہری

چھپ گیا ہی جب کے دیوان ادیب — کھل گئی ہی خوب اوہ نظم واہ
ای کلیم اوسکی تو لکھ تاریخ یون — دیکھنا صاف اوج ماہ نظم واہ
١٣١٩

قطعۂ تاریخ ناظم اشعار متین مہاراج لالمن صاحب رنگین شاگرد جوہری

سخن گیا ہی ادیب خوش بیان کا — کہ جس مین نور کا مضمون ہی سب
لکھو رنگین نرالی تم بھی تاریخ — اجی یہ نور کا مضمون ہی سب
١٣١٩

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال و خلیق منشی مہادیو پرشاد صاحب لئیق رئیس فرخ آباد

دیب ناتہ پرور کا سراپا ہی سخن شیرین — حلاوت ہی وہ شعرون مین کہ جیسے قند مصری مین
لئیق اک ہمنے بھی تاریخ صوری معنوی لکھی — چھپا دیوان عالی تیرہ سو انیس ہجری مین
١٣١٩

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار بلبل بوستان سخنوری گوہر درج
معنی پروری جناب مولوی سید طاہر علی صاحب طاہر شاگرد منشی صفیر

اللہ رے دیوان ادیب ذی جاہ — جسنے اوسے دیکھا وہ چمن کو بھولا
طاہر نے عنادل سے کہی تاریخ — دیکھا وہ گل باغ مہا نی پھولا

قطعۂ تاریخ شاعر موجد زہ مضمون منشی شنکر لعل صاحب [illegible] شاگرد جوہر رئیس فرخ آباد

کیا چھپا ہی ادیب کا دیوان — کھل گیا تازہ اک چمن [illegible]
باغ رنگین کے شگفتہ والو — گل اشعار کا [illegible]
[illegible] ہائے عالم [illegible] — ہی [illegible]
ان دونون شاہ معانی کا — [illegible]

مشک اشعار کے مہکنے سے
کیا مضامین نکیلے لکھے ہین
ہوکر رنگین یہ کہتی ہی مجنون

سارا دیوان بنا ختن دیکھو
طبع عالی کا بانکپن دیکھو
دیکھو گلدستہ سخن دیکھو ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از سباح قلزم معانی غواص بحار نکتہ دانی شاعر بلیغ فصیح
جناب مولوی سید محمد اسمعیل صاحب ذبیح وکیل تلمیذ حضرت داغ فصیح الملک

دیوان جناب مستطاب بندہ
گویا کہ نگار مہر طلعت مہرو
از بسکہ شرف بکل دواوین دارد
دریای لطافت ست جاری ہر سو
گفتند زبہر سال طبعش ز ذبیح

از طبع جدید یافت ہر گز تشریف
سر بر زدہ از لباس خوش رنگ لطیف
زیباست بگو میش چہ دیوان شریف
از بحر طویل او ہم از بحر خفیف
گفتا۔ سیدای استعارات لطیف ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع صراف نقود معنی پروری شاعر بی نظیر
حکیم محمد امیر صاحب تخلص فوق قدیم تخلص خرد جدید نبیرہ استاد شوق

ادیب ہند کو بہزاد سے لکھیے
تصاویر مضامین سے چھپکتا
خرد تاریخ مین بھی ہو منور

اور اس دیوان کو بستانی مرقع
اگر یہ دیکھتا مانی مرقع
جو مہر و مہ یہ نورانی مرقع

سر ہو فلک کم کرکے لکھیے
یہ چھپا ہی طرفہ لاثانی مرقع ۱۳۱۹ھ

دیگر

اگر جویند در افصح بیانے	زبان دان فصاحت عمدۂ ہند
همه گویند دیوان ادیب ست	خیابان فصاحت عمدۂ ہند
گہر سفتند در تاریخ طبعش	ثنا خوان فصاحت عمدۂ ہند
خرد گفت از سر ایمای ہاتف	گلستان فصاحت عمدۂ ہند ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع شاعر یکتا وحید مرزا مغل بیگ صاحب رشید شاگرد ادیب مصنف دیوان

دیوان آراستہ چو از طبع	استاد ادیب قبلۂ من
بنوشت رشید مصرع سال	دلجو دیوان شگفتہ گلشن ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر سخندان منشی واحد بخش صاحب شادان نائب مدرس مدرسہ رکاب گنج فرخ آباد شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

چھپا میرے استاد کا جب کہ دیوان	ہوئے شاد و خرم سخندان ماہر
وہ دیوان گویا ہی کان لآلی	جو ہی نظم وہ رشک نظم جواہر
مسیحی لکھو اوسکی تاریخ شادان	فصاحت کا ہی باغ بازیب نادر ۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ از شاعر رشک جرأت حافظ ہزار میر خان صاحب نابینا بصیر تخلص شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

ادیب استاد کا دیوان چھپا جب	ہوا مطبوع طبع اہل ادراک
بصیر اوس کا یہ ہی مصرع تاریخ	کلام بے نظیر و طیب و پاک ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک شاعر سخنور رشک کلیم قاضی سید علی حسین صاحب علیم وکیل تلمیذ منشی صفیر صاحب فرخ آبادی

طبع ہو کر جب ہوا مطبوع طبع — گلشن بےخار دیوان ادیب
مجھسے فرمایش ہوئی تاریخ کی — سر پہ آنکھوں پر یہ فرمان ادیب
ہو نہیں سکتی ہے توصیف کمال — بڑھکے گردون سے بھی ہے شان ادیب
مین ہی کچھ تنہا نہیں مدحت سرا — ایک عالم ہے ثنا خوان ادیب
کرتے ہین توصیف ادیب خوش بیان — شاعران و نکتہ سنجان ادیب
کیون نہ پھر شیدا ہیانی ہو نثار — نظم جب دلسے ہو قربان ادیب
مصرع اوسکے سال کا یہ ہے علیم — دفتر الفت کا ہے دیوان ادیب
۱۳۱۹ھ

دیگر

پسند اہل معنی ہے یہ دیوان — ادیب نکتہ پرور کی زبان ہے
علیم اس طرح لکھو فارسی سال — کلام شاعر شیرین بیان ہے
۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخنور نامی جناب مولوی حافظ محمد علی صاحب قاری وکیل غازی پوری

نظم فراخت چو رستم علی ادیب بہ نظم — پیش قوت او کار دیگران شد پست
ز بہر طبع ہاتف منشی لبیبی گفتم — بے ادیب بمیدان نظم رستم ہست
۱۹۰۱ء

دیگر

[illegible] — آرہست جان لطائف [illegible]
[illegible] — ادیب [illegible] میدان نظم [illegible]

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع لطیف منشی بنواری لعل صاحب لطیف وکیل کچہری منصفی فرخ آ

دیوان ادیب اندنون کیا خوب چھپا — خط رشک خط سبز خطان دیکھو
تاریخ مسیحی یہ لطیف اوسکی ہوئی — گلزار فصاحت ترو تازہ دیکھو
۱۹۰۱

تاریخ طبع دیوان معجز بیان جناب مولوی محمد رستم علیخان ادیب از بندہ سراپا معائب فتح محمد تائب

کیا کیا ہوسے ہین دہر مین اُستاد سحر فن — کیا کیا گذر گئے ہین سخندانِ بے نظیر
آخر فلک نے خاک مین اون کو ملا دیا — اپنے عروجِ فن سے جو تھے آسمان سریر
خاموش سو رہے ہین بزیر زمین مگر — اونکے کلام اونکے کمالون پہ ہین مُنیر
ہر مصرعہ بولتا ہو کہ تھے فردِ انتخاب — ہر بیت کہہ رہی ہی کہ اونکا نہین نظیر
وہ مصحفی و آتش و ناسخ کے زور شور — دیوان درد دفتر سودا کلام میر
ذوق و نسیم و مومن و غالب کی شوخیان — اور وہ متانتِ سخن حضرتِ اسیر
اُردو کی شاعری کا انھین پر تھا اعتماد — ہر ایک انکا آپ ہی اپنا ہوا نظیر
لیکن یہ کہہ رہے ہین سخندان بالاتفاق — دیوانِ ادیب کا بھی ہی بے مثل و بے نظیر
۱۹۰۱

تائب فضول ہی تجھے مضمون کی تلاش
ہی یہ مقولہ مصرعۂ تاریخ بے نظیر

غلط نامہ دیوان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	کے	کی	۱۲	۸	ہی	ہا	۲۰	۸	مرے	مری	۲۶	۱۵	کی	کے
۶	۱۱	ہٹی	ہٹے	۱۷	۲	تری	ترے	//	۱۶	تری	ترے	۲۷	۱۳	کی	کے
//	۱۲	میری	ایسی	۱۹	۱۱	ترے	تری	۲۳	۷	کے	کی	۲۸	۸	ہی	ہا
	۱۳	سے	سکے	۲۰	۱	بیلا	میلا	//	۱۰	ے	ی	۲۹	۷	ترے	تری
	۶	[illegible]	پہ	//	۳	[illegible]	[illegible]	۲۴	۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۸	اوسکی	اوسکے
۳۳	۱۸	سے	ہی
۳۴	۷	گرے	سے
//	۱۷	دلدا	دلدار
۳۶	۱۳	سکے	کی
۳۷	۱	ترے	تری
۴۰	۱۲	ساری	سارے
//	//	ہوگئی	ہوگئے
//	۱۷	ہین	ہی
۴۲	۱۴	اوسکے	اوسکی
//	۱۹	دیکھا	دے کہا
۴۳	۱۷	کی	سکے
۴۷	۳	سکنے	کی
۴۸	۲	اوسکے	اوسکی
//	۱۸	ہماری شیشی	[illegible]
۴۹	۱۱	کے	کی
۵۱	۱۲	برآئے	برآئی
۵۳	۱۸	سکے	کی
۵۴	۴	اوسکی	اوسکے
۵۵	۱۲	اغیاد	اغیار
۵۶	۱۳	نوون	نہو
۵۸	۳	پالی	پالے
//	۷	اوسکی	اوسکے
//	۱۵	خوشاآب	خوشاب
۶۱	۳	بنگ	برنگ
۶۴	۷	کی	سکے
۶۶	۱۱	سکے	کی
۶۷	۴	ہی	ہو
۷۱	۳	کوشنگے	کھلنگے
//	۱۰	شاہسار	شرمسار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۸	کے	کی
//	۱۰	ہی	ہو
۷۸	۳	کیسکے	کیسکی
۸۰	۱۵	مرے	مری
۸۲	۵	آتی ہی	آتے ہا
//	۱۲	پھرے	پھری
۸۹	۸	قصر	صبر
۹۰	۸	پھرا	پھرتا
۹۱	۶	بگی	سکے
۹۳	۳	مرداہین	سرزاہین
۹۴	۹	ہی	ہو
//	۱۱	دیتے	دیتی
۹۶	۱۸	پھولون	زخمون
۹۸	۱۹	ربی	رہے
۱۰۰	۳	حب	جب
//	۱۴	مرے	مری
۱۰۱	۴	آئے	آسکے
//	۱۱	چھڑکے	چھڑکی
//	۱۳	ہار	ہاے
۱۰۴	۳	تری	ترے
۱۰۷	۹	اپنے	اپنی
۱۰۸	۱۳	تو ہو	تو ہی
۱۰۹	۱۳	دیکھو	دیکھیں
//	۱۷	لگتی	لگتے
۱۱۱	۱	اب	کب
۱۱۲	۵	سکے	کی
[illegible]	۱۹	[illegible]	کی
۱۱۴	۱۹	کی	سکے
۱۱۵	۱۳	تری	ترے
//	۱۱	کی	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۶	۴	[illegible]	کی
//	۶	[illegible]	[illegible]
۱۱۷	۲	[illegible]	[illegible]
//	۴	سے	کے
//	۱۳	تری	ترے
۱۱۹	۹	ہو	ہین
۱۲۲	۵	مرے	مری
۱۲۳	۱۱	اپنی	اپنے
۱۲۴	۲	ری	رہے
۱۲۸	۲	سکے	کی
۱۳۲	۳	اوسکا	جسکا
۱۳۶	۳	نہین	نہ ہو
۱۴۰	۷	اوا زرہ	روائی ری
//	۸	تمھارے	تمھاری
۱۴۲	۹	کی	سکے
۱۴۳	۲	مرے	مری
//	۹	ایسے	ایسی
۱۴۶	۱	[illegible]	کہین
//	۶	تیغ وغم	تیغ غم
//	۱۳	کی	سکے
۱۴۷	۳	ری	رہے
۱۴۸	۱۲	سکے	کی
۱۵۲	۱۸	ترے	تری
۱۵۳	۱۹	دیکھا	کا
۱۶۳	۴	آگے	آسکے
۱۶۴	۱۶	کرکے	کرسکے
//	۱۸	مری	مرے
۱۶۶	۱۵	کے	کی
۱۶۹	۸	چھپکر	[illegible]
//	۱۵	ہی	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۰	۷	ترے	تر
۱۷۳	۳	سی	سے
۱۷۶	۱۵	پچ	پہ
۱۹۱	۱۳	اوس	اس
[illegible]	۸	ہوگئے	ہوگ
۱۸۹	۳	[illegible]	[illegible]
//	۴	ہو	[illegible]
۱۹۳	۱۴	ہو	ہو
۱۹۵	۳	تو	و
۱۹۹	۹	ترے	تر
۲۰۳	۱۶	کو	گو
۲۱۱	۱۰	سکے	کی
۲۱۲	۶	فروزنہ	فر
[illegible]	۱۲	تو لو کو	آ
۲۱۶	۱۸	اپنے	[illegible]
۲۲۸	[illegible]	سکے	
۲۳۳	۱۲	پی	
۲۴۰	۷	کو	
۲۴۸	۶	حسرت	
۲۴۹	۶	ہمارے	ہما
//	۱۱	آسکے	
۲۵۳	۱۶	سی	
۲۵۵	۱۳	سکے	
۲۵۶	۵	۴	
۲۶۰	۵		
۲۸۹	۱		
۲۹۱			